

# سارج ایپسی

مکمل ناول

منظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

رات کی تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان پر گھرے بادل چھائے ہوئے تھے اس لئے ایک ستارہ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس ویران علاقے میں جہاں دور دور تک نہ کوئی روشنی کی کرن تھی اور نہ ہی کوئی آدمی یا گارڈ نظر آ رہا تھا۔ کچی سڑک پر ایک سیاہ رنگ کی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کی ہیئت لاٹس بھی بند تھیں اور جیپ کے اندر بھی گھپ اندھیرا تھا۔ جیپ کا طاق توڑ ان جن ہلکی سی غواہت کی آواز ضرور پیدا کر رہا تھا لیکن یہ غواہت اس قدر ہلکی تھی کہ صرف جیپ کے اندر موجود افراد کو ہی سنائی دے رہی تھی۔ جیپ کے اندر چار افراد تھے جن میں ایک عورت اور تین مرد تھے۔ عورت اور مردوں نے سیاہ رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بھاری جسم کا آدمی تھا جو اندھیرے میں اس طرح جیپ چلا رہا تھا جیسے اس کی ساری عمر اندھیرے میں ہی

ڈرائیونگ کرتے ہوئے گزر گئی ہو۔ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان عورت بیٹھی ہوئی تھی جس نے بس کے اوپر سیاہ رنگ کی لیڈریز جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر کے سیاہ بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ وہ خاموش بیٹھی سامنے پھیلیے، ہوئے اندرھیرے کو اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اس اندرھیرے میں اسے کوئی دلچسپ کھیل تماشہ نظر آ رہا ہو۔ عقبی سیٹوں پر دو لمبے قد اور قدرے درزشی جسم کے آدمی موجود تھے۔ ان دونوں نے بھی سیاہ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔

“آئی ایم سوری۔ رائست”..... اس عورت نے جس کا نام سلانیا تھا ایک جھر جھری سی لیتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

پھر جیپ کی رفتار اچانک آہستہ ہو نا شروع ہو گئی اور پھر اچانک اندرھیرے میں ایک چھوٹی سی عمارت کا سایہ سانظر آنے لگ گیا تھا۔ یہ دو کمروں پر مشتمل عمارت تھی جس کے دونوں دروازے بند تھے اور اندر سے روشنی کی کوئی کرن باہر نہ آ رہی تھی اور نہ ہی کوئی آدمی نظر آ رہا تھا۔ مرد جبے رائست کے نام سے پکارا گیا تھا اس نے جیپ اس عمارت کے قریب لے جا کر روک دی۔

“آؤ نیچے”..... رائست نے سلانیا اور عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر خود بھی نیچے اتر گیا۔ اس کے ساتھ ہی سلانیا اور عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے دونوں مرد بھی نیچے اتر آئے۔

“میں نے اس چینکنگ کے بارے میں تمہیں پہلے تفصیلی ہدایات

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ڈرائیونگ کرتے ہوئے گزر گئی ہو۔ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان عورت بیٹھی ہوئی تھی جس نے بس کے اوپر سیاہ رنگ کی لیڈریز جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر کے سیاہ بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ وہ خاموش بیٹھی سامنے پھیلیے، ہوئے اندرھیرے کو اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اس اندرھیرے میں اسے کوئی دلچسپ کھیل تماشہ نظر آ رہا ہو۔ عقبی سیٹوں پر دو لمبے قد اور قدرے درزشی جسم کے آدمی موجود تھے۔ ان دونوں نے بھی سیاہ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔

“کیا ہمیں کسی طرف سے چیک کیا جا رہا ہو گا”..... اچانک اس خاموش بیٹھی عورت کی مترجم آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ جیسے ہی ہم اس میدان میں داخل ہوئے تھے ہمیں نہ صرف سیٹلائٹ کے ذریعے چیک کیا گیا، ہو گا بلکہ مسلسل چیک کیا جا رہا ہو گا۔ یہ چینکنگ عام چینکنگ نہیں ہو گی۔ ہمارے جسموں کے ایک ایک بال کا مشینی تجزیہ ہو رہا ہو گا۔“..... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بھاری آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

“اس قدر پراسرار اور سخت ماحول کیوں ہے یہاں”..... اس عورت نے کہا۔

”تم پہلی بار سارچ ہیڈ کوارٹر جا رہی ہو اس لئے تمہیں الیسا محسوس ہو رہا ہے۔ جب کئی بار جانا پڑا تو تم بھی ان حالات کی عادی ہو جاؤ گی۔“..... مرد نے کہا اور عورت نے اثبات میں سرہلا دیا۔

دی تھیں لیکن پھر سن لو کہ تم نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنے تمام کپڑے اتار دینے ہیں۔ اس کے بعد خاموش رہنا ہے۔ وہاں جو کچھ بھی ہوا سے برداشت کرنا ہے۔ پھر جب کمرے میں اوکے کی مشینی آواز ابھرے اور ہلکی سی روشنی ہو جائے تو تم نے لباس پہن کر کمرے سے باہر آجانا ہے۔ ہم مردوں نے کونے والے کمرے میں باری باری جانا ہے جبکہ تم نے دوسرے کمرے میں جانا ہے۔“  
راس نے سلانیا سے کہا۔  
”یہ بس“..... سلانیا نے موڈبانہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے

”آؤ“..... رائٹ نے کہا اور پھر وہ چاروں تیز تیز قدم اٹھاتے کمروں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کونے والے کمرے کے بند دروازے کے سامنے جا کر رائٹ اور اس کے مرد ساتھی رک گئے جبکہ سلانیا دوسرے کمرے کے بند دروازے کے سامنے رک گئی۔

”اندر جاؤ اور ہدایات کا خیال رکھنا ورنہ تمہاری لاش بھی غائب ہو جائے گی“..... رائٹ نے سلانیا سے کہا تو سلانیا بے اختیار ایک طویل سانس لیتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر باہر سے بھی زیادہ اندھیرا تھا۔ سلانیا اندر داخل ہوئی اور ہدایات کے مطابق دو تین قدم چل کر رک گئی۔ اسی لمحے اسے اپنے عقب میں دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اس نے کپڑے اتارنا شروع کر دیئے۔ سچنڈ لمほں بعد اس نے تمام کپڑے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اتار دیئے اور انہیں اپنے قریب زمین پر ڈال دیا اور خود خاموش کھڑی ہو گئی۔ اندھیرا اس قدر گہرا تھا کہ خود اسے اپنا جسم بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر اسے اچانک احساس ہوا کہ جیسے کسی آہنی پنجے نے اسے سر سے پکڑ دیا ہو۔ وہ ایک لمحے کے لئے گھبرائی اور پنجنے کے لئے اس کا منہ کھلا ہی تھا کہ اسے راست کا خیال آیا جس نے اسے سختی سے ہدایت کی تھی کہ اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا سے برداشت کرنا ہے تو اس نے سختی سے منہ بھینچ لیا۔ اس کا سر آہنی پنجے میں جکڑا ہوا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس آہنی پنجے سے نامعلوم سی ہریں نکل کر اس کے پورے جسم میں دوڑ رہی ہوں۔ حتیٰ کہ وہ اپنے پیروں کے ناخنوں تک میں ان ہر دوں کا اثر محسوس کر رہی تھی۔ چند لمほں تک ایسا ہو تاہم۔ پھر اچانک وہ آہنی پنجہ غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ہریں بھی اس کے جسم سے مفقود ہو گئیں۔

”اوکے“..... اچانک کمرے میں ایک مشینی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ہلکی سی روشنی ہو گئی۔ روشنی ہوتے ہی اس نے جھپٹ کر سامنے پڑے ہوئے اپنے کپڑے اٹھانے اور انہیں پہننا شروع کر دیا۔ آخر میں جیکٹ پہن کر وہ مڑی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جب اس نے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر باہر سے بھی زیادہ اندھیرا تھا۔ سلانیا اندر داخل ہوئی اور ہدایات کے مطابق دو تین قدم چل کر رک گئی۔ اسی لمحے اسے اپنے عقب میں دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اس نے کپڑے اتارنا شروع کر دیئے۔ سچنڈ لمھوں بعد اس نے تمام کپڑے

”شکر ہے تم اس مرحلے میں کامیاب رہی ہو۔۔۔۔۔ رائٹ نے اس کے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

”بڑا ہوناک تجربہ تھا۔۔۔۔۔ تو شکر ہے کہ وہ آہنی پنجہ صرف میرے سرتک ہی محدود رہا۔۔۔۔۔ سلانیا نے کہا۔

”یہ ہماری آخری چینگنگ تھی۔۔۔۔۔ ہم اب مکمل طور پر اوکے ہیں۔۔۔۔۔ رائٹ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا ایک ساتھی کمرے سے باہر آگیا تو دوسرا ساتھی تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

”آؤ جیپ میں بیٹھیں۔۔۔۔۔ فلپ ابھی آجائے گا۔۔۔۔۔ وہ سہا آنے کا عادی ہے۔۔۔۔۔ رائٹ نے کہا تو سلانیا نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد فلپ بھی کمرے سے نکل کر جیپ کی طرف آیا اور جیپ میں سوار ہو کر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تو رائٹ نے جیپ آگے بڑھا دی۔۔۔۔۔ سلانیا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اسے یہ سب کچھ عجیب اور قدرے مفعکہ خیز سالگ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ ابھی حال ہی میں سیکرٹ سروس سے اس تنظیم سارج میں شامل ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس کا تعلق جنوبی ایکریمیا کے ملک فاک لینڈ سے تھا اور اس وقت وہ چاروں فاک لینڈ کے دارالحکومت جارج ٹاؤن سے ملٹھہ ایک ویران علاقے میں موجود تھے۔۔۔۔۔ سارج میں اسے رائٹ گروپ میں شامل کیا گیا تھا۔۔۔۔۔ رائٹ گروپ میں سلانیا کے آنے سے پہلے رائٹ کے ساتھ دوآدمی تھے جن میں سے ایک کا نام فلپ اور دوسرے کا نام جانس تھا جبکہ سلانیا اب

اس گروپ میں شامل ہوئی تھی اور آج پہلی بار وہ رائٹ اور دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ سارج ہیڈ کوارٹر جا رہی تھی کیونکہ وہاں انہیں کال کیا گیا تھا۔۔۔ وہ طویل عرصے سے فاک لینڈ کی سیکرٹ سروس میں کام کرتی رہی تھی۔۔۔ اس کی تمام تر ٹریننگ ایکریمیا میں ہوئی تھی اور سیکرٹ سروس میں شمولیت کے بعد اس نے بہت سے ایسے کارنامے سرانجام دیئے تھے کہ سیکرٹ سروس کا چیف اس کی بے حد تعریف کرتا تھا اور پھر ایک روز چیف نے اسے خوشخبری سنائی کہ اسے دنیا کی سب سے خفیہ لیکن اہتمامی باوسائل اور منظم سارج ہجنسی میں شامل کر لیا گیا ہے۔۔۔ اس نے سارج ہجنسی کا نام ہی پہلی بار سنا تھا اور اس کے پوچھنے پر چیف نے بتایا تھا کہ سارج ہجنسی اصل میں ایکریمیا کی خفیہ تنظیم ہے۔۔۔ لیکن اس کا ہیڈ کوارٹر فاک لینڈ میں اس لئے بنایا گیا ہے کہ دوسرے ممالک کو اس بارے میں شبہ نہ ہو سکے کیونکہ فاک لینڈ زیادہ ترقی یافتہ ملک نہ تھا۔۔۔ اس کی آبادی بھی بے حد کم تھی اور رقبے کے لحاظ سے بھی وہ زیادہ بڑا نہ تھا۔۔۔ اس ملک کا زیادہ تر حصہ بخرا اور میدانی تھا۔۔۔ اس کا دارالحکومت جارج ٹاؤن خاصا بڑا شہر تھا لیکن اس کے چاروں طرف بھی ویران اور بختر علاقے کافی تھے۔۔۔ اس لئے سارج ہجنسی کا ہیڈ کوارٹر سہا بنا یا گیا تھا۔۔۔ سارج ہجنسی میں بے شمار گروپ تھے جن کے بارے میں سوائے ہیڈ کوارٹر کے اور کسی کو معلوم نہ تھا۔۔۔ وہ ایک دوسرے کو بھی نہ جانتے تھے۔۔۔ ان کا رابطہ بھی صرف ہیڈ کوارٹر سے ہی رہتا تھا اور وہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بھی صرف گروپ انچارجوں کے ذریعے - سارج ۶جنیسی کے بہت سے شعبے تھے اور وہ پوری دنیا میں ایکریمیا اور اسرائیل کے مفادات کے لئے بہت سے کام کرتی تھی۔ جن میں ساتھ ڈاؤن کے اغوا سے لے کر اہم سیاسی اور قومی شخصیات کے قتل اور کسی بھی ملک میں شورش برپا کرنے سے لے کر وہاں کسی بڑے ذیم، بھلی گھر اور ایسی تنصیبات کو تباہ کرنا بھی شامل تھا جن کی وجہ سے اس ملک کی معاشی بنیاد ہی ہل جاتی تھی۔ سلانیا کو اس کے بہترین ریکارڈ کی وجہ سے سارج ۶جنیسی میں شامل کیا گیا تھا اور رائٹ گروپ میں بھی اس لئے شامل کیا گیا تھا کہ رائٹ، فلپ اور جانسن تینوں ہی فاک لینڈ کے باشندے تھے اور کمزہبودی تھے۔ سارج ۶جنیسی میں صرف یہودیوں کو ہی شامل کیا جاتا تھا۔ سلانیا بھی چونکہ یہودی تھی اس لئے اسے بھی سارج ۶جنیسی میں شامل کیا گیا تھا اور سارج ۶جنیسی میں شمولیت کا مطلب تھا کہ اب دنیا بھر کی سہولیات اس کی دہلیز پر پہنچ پکی تھیں۔ سلانیا کو بتایا گیا تھا کہ اسے کوئی مقررہ تنخواہ یا الاؤنس نہیں ملے گا بلکہ اسے کریڈٹ کارڈ دے دیا گیا تھا اور وہ اس کارڈ کی مدد سے کسی بھی ملک کے کسی بھی شہر میں کسی بھی ملٹی نیشنل بنیک کی مشین سے بھاری رقم حاصل کر سکتی تھی اور رقم کی کوئی حد نہ تھی اور نہ ہی اس کا کوئی حساب کیا جاتا تھا۔ ویسے اس کا اکاؤنٹ جارج ڈاؤن کے ایک ملٹی نیشنل بنیک میں کھل چکا تھا اور اسے جو چھیک بک دی گئی تھی اس پر رقم کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔ وہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جس قدر رقم لینا چاہتی بنیک سے حاصل کر سکتی تھی۔ یہ اتنی بڑی سہولت تھی کہ سلانیا کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پوری دنیا کی دولت اس کے اختیار میں دے دی گئی ہے۔ دولت بھی ایسی کہ وہ جہاں سے جو چاہتی خرید سکتی تھی۔ جس ماذل کی کارچا ہے وہ رکھ سکتی تھی۔ اس نے اپنے لئے جارج ڈاؤن کے ایک رہائشی پلازو میں چار کمروں کا ناپ لگزوری فلیٹ خریدا ہوا تھا اور ایک ملازم کے ساتھ وہ وہاں رہتی تھی۔ اس کے پاس اہتمامی قیمتی اور جدید ترین ماذل کی سپورٹس کار تھی۔ جب کوئی مشن ہوتا تو وہ کام کرتے تھے ورنہ اپنیں آرڈر تھا کہ وہ جو چاہے کرتے رہیں۔ ویسے کسی کے پوچھنے پر وہ اسے شیرز برس کے بارے میں بتایا کرتی تھی کیونکہ شیرز برس میں آمدی کا کوئی حساب نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے اس کی بات نبھ جاتی تھی۔ رائٹ نے نہ صرف سلانیا کو بے حد پسند کیا تھا بلکہ وہ اس کا بے حد خیال بھی رکھتا تھا اور جواب میں سلانیا بھی اس کے ساتھ اس طرح رہتی تھی کہ جیسے شادی شدہ جوڑا رہتا ہے۔ لیکن انہوں نے شادی نہ کی تھی۔ سلانیا کو سارج ۶جنیسی میں شامل ہونے ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے اور ان چند ماہ میں چند چھوٹے چھوٹے کاموں کے سوا مزید اس نے کچھ نہ کیا تھا اور آج ہبھلی بار وہ سارج ۶جنیسی کے ہیڈ کوارٹر جا رہی تھی کیونکہ انہیں باقاعدہ وہاں طلب کیا گیا تھا اور سلانیا کے پوچھنے پر رائٹ نے اسے بتایا تھا کہ ایسا اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی بڑا اور اہم مشن انہیں سونپا جاتا ہے۔ رائٹ نے اسے

بنا تھا کہ سارج ہجنی کے ہیڈ کوارٹر میں کمی چیف ہیں۔ ان کے نمبرز ہیں اور کوئی بھی چیف کسی بھی گروپ کو کال کر کے اس کے ذمے مشن لگاسکتا تھا اور رائٹ نے اسے بتایا تھا کہ انہیں چیف نمبر فور نے کال کیا ہے اور رائٹ بھی ہمیلی بار اس چیف کے پاس جا رہا تھا۔ جیپ تیزرفتاری سے آگے بڑھتی رہی۔ پھر اندر ہمیرے میں عمارتوں کے سامنے نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ رائٹ نے جیپ ایک سائیڈ پر موڑی اور تھوڑی دیر بعد جیپ ایک عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔

”آؤ اور سنو سلانیا۔ سوال جواب میں کروں گا۔ تم سے کوئی بات پوچھی جائے تو جواب دینا ورنہ خاموش رہنا۔“..... رائٹ نے سلانیا سے مخاطب ہو کر کہا اور سلانیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ نیچے اتر کر وہ برآمدے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک آدمی موجود تھا۔

”مسٹر رائٹ۔ آئیے میرے پیچھے۔“..... اس آدمی نے رائٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ سلانیا لپنے ساتھیوں کے ساتھ خاموشی سے اس آدمی کے پیچھے چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پوری عمارت میں خاموشی طاری تھی اور اس آدمی کے علاوہ اور کوئی آدمی بھی کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ سلانیا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بھوتوں کے مسکن میں آگئی ہو لیکن وہ خاموشی سے آگے بڑھتی رہی۔ پھر ایک بند دروازے پر ان کا گائیڈ رک گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں تین بار دروازے پر دستک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دی۔ اس کے بعد وہ پیچھے ہٹ گیا۔  
”چند لمحوں بعد دروازہ کھل جائے گا۔ آپ اندر جا سکتے ہیں۔“ اس آدمی نے بڑے موڈ باندھے میں کہا اور واپس مذکر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور اندر مدھم سی روشنی نظر آنے لگی۔ رائٹ اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے سلانیا اور اس کے پیچھے رائٹ کے دونوں ساتھی فلپ اور جانسن بھی اندر داخل ہو گئے۔ کمرے میں ایک بڑی میز نظر آ رہی تھی۔ جس کے پیچھے ایک اوپنی پشت کی کرسی رکھی ہوئی تھی جبکہ دروازے کی طرف چار کر سیاں تھیں۔

”ایک ایک کرسی کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ۔“..... رائٹ نے کہا اور خود بھی ایک کرسی کے پیچھے موڈ باندھے انداز میں کھڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے باقی سب نے بھی اس کی پیروی کی۔ تھوڑی دیر بعد جھما کے سے وہ ہلکی سی روشنی بھی غائب ہو گئی اور کمرے میں گھپ اندر ہمرا چھا گیا۔ لیکن ایسا تھوڑی دیر کے لئے ہوا۔ پھر یکفت تیز روشنی ہو گئی۔ روشنی تو شاید نارمل تھی لیکن مسلسل اندر ہمیرے میں رہنے کی وجہ سے انہیں یہ عام سی روشنی بھی سرج لائٹ کی طاقتور روشنی سے بھی زیادہ تیز محسوس ہو رہی تھی۔ سلانیا کی آنکھیں چند ہیاگئی تھیں لیکن ایسا چند لمحوں کے لئے ہوا تھا۔ پھر اسے روشنی نارمل لگنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ سامنے کری پر ایک لمبے قد اور کمزور جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا سوت پہنا ہوا تھا اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے کافی چوڑا اور بڑا تھا۔ چہرے

پر اہتمائی سختی اور سفا کی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ آدمی ابھی ابھی کسی کو پھانسی دے کر آیا ہے یا وہ ابھی ان سب کو پھانسی پر لٹکا دے گا۔  
”بیٹھ جاؤ“..... اس کی تجھنی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز ایسی تھی کہ چھری کی طرح کانوں کو جیسے کاشتی چلی جا رہی ہو۔ رائٹ کرسی پر بیٹھا تو سلانیا بھی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد ان کے ساتھی فلپ اور جانسن بھی بیٹھ گئے۔

”رائٹ گروپ“..... اس تجھنی ہوئی آواز نے کہا۔

”لیں سر“..... رائٹ نے موڈبانہ لبجے میں جواب دیا۔

”تم سلانیا ہو“..... اس بارے نے سلانیا کو اس طرح غور سے دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ نظروں ہی نظروں میں اس کی ہڈیوں کا ایکسرے لے رہا ہو۔

”لیں سر“..... سلانیا نے موڈبانہ لبجے میں جواب دیا۔

”تمہاری فائل میں نے دیکھی ہے اور تمہاری وجہ سے رائٹ گروپ کو اس اہم ترین مشن کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ کیا تم کام کرنے کے لئے تیار ہو“..... بارے نے پوچھا۔

”لیں سر۔ بخوبی“..... سلانیا نے جواب دیا۔

”تمہاری فائل بتا رہی ہے کہ تم پہلے کبھی پاکیشیا نہیں گئی لیکن رائٹ اور اس کا گروپ بے شمار بار وہاں اور اردو گرد ممالک میں کام کر چکا ہے۔ اس لئے تم لوگوں کو وہاں کام کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ پاکیشیا کی بین الاقوامی سمندری حدود میں ایک چھوٹا سا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جزیرہ ہے جبے گرین پرل کہا جاتا ہے مہماں نیوی کی ایک بڑی درکشاپ ہے۔ خصوصی طور پر مہماں پاکیشیا کی ائمک آبدوزوں کو مرمت کیا جاتا ہے اور ان کی اوورہائینگ کی جاتی ہے۔ اس درکشاپ کے دو حصے ہیں۔ ایک میں عام آبدوزوں پر کام ہوتا ہے اور دوسرا خفیہ حصہ ہے جبے سپیشل درکشاپ کہا جاتا ہے اور وہاں ائمک آبدوزوں پر کام ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سپیشل درکشاپ دراصل ایک جدید ترین لیبارٹری بھی ہے۔ جہاں ائمک آبدوزوں کو مزید بہتر اور دفاعی لحاظ سے زیادہ کارآمد بنانے کے لئے نئی نئی لہجاءں کی جاتی ہیں۔ وہاں ایک سائنس دان کام کرتا ہے۔ ڈاکٹر اعظم اس سائنس دان کا نام ہے۔ معتبر ترین اطلاعات کے مطابق ڈاکٹر اعظم نے ائمک سب میرین کے لئے ایک ایسا آلہ لہجاد کیا ہے جو باقی دنیا کے لئے اہتمائی خوفناک ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی چپ ہے جبے اگر ائمک سب میرین میں نصب کر دیا جائے تو سمندری پانی میں موجود خاص قسم کے کمیکنز اس انداز میں ثبیث ہو جاتے ہیں کہ ان کمیکنز کی مسلسل ٹریننگ کی وجہ سے سب میرین کسی چینگ آئے پر چیک نہیں کی جا سکتی۔ دوسرے لفظوں میں اسے کسی طرح بھی سوائے انسانی آنکھوں کے کسی مشین کے ذریعے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ سادہ لفظوں میں اس چپ کی وجہ سے یہ سب میرین مکمل طور پر کیموفلیج ہو جاتی ہے اور وہ اطمینان سے کسی دشمن کے نیوی اڈوں میں داخل ہو کر انہیں مکمل طور پر تباہ کر

سکتی ہے یا جنگی بھری جہازوں کو تباہ کر سکتی ہے۔ اس چپ کا سائنسی نام تو کوئی اور ہے لیکن ڈاکٹر اعظم نے اس کا کوڈ نام ایس ایم ون رکھا ہے۔ ایس ایم کا مطلب سب میرین ہی ہو سکتا ہے۔..... باس نے رک کر اور بغیر تمہید کے پوری وضاحت بات کرتے ہوئے کہا۔ سلانیا، رائٹ اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے یہ سب کچھ سن رہے تھے۔

”تم سب یقیناً میری باتیں سن کر اندازہ لگا چکے ہو گے کہ ہمارا مشن کیا ہے اور تمہارے خیال کے مطابق ہمارا مشن یہی ہو سکتا ہے کہ وہ چھپے ایس ایم ون حاصل کی جائے لیکن ایسا نہیں ہے۔ ایسی چپ پر اسراہیل میں بھی کام ہو رہا ہے اور ہودی سائنس دان بھی تقریباً کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ البتہ ہمیں دو کام کرنے ہیں۔ ایک ڈاکٹر اعظم کا خاتمه اور دوسرا گرین پرل آئی لینڈ میں نیوی سپیشل ورکشاپ کی مکمل تباہی۔ جہاں تک ڈاکٹر اعظم کا تعلق ہے وہ مستقل طور پر گرین پرل پر نہیں رہتا بلکہ وہ ہفتے میں دو روز وہاں جاتا ہے جبکہ باقی دن وہ اپنی رہائش گاہ میں بنائی گئی ذاتی لیبارٹری میں کام کرتا رہتا ہے۔ اس کی رہائش گاہ پر بھی سائنسی حفاظتی آلات نصب ہیں اور ایسے سائنسی انتظامات بھی ہیں کہ اندر کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ جب وہ باہر نکلتا ہے تو بلکہ پروف بلکہ میراں پروف گرین پرل پہنچتا ہے۔ اسی طرح اس کی واپسی ہوتی ہے اور ہمیں ڈاکٹر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اعظم کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ اس کی ذاتی لیبارٹری کی تباہی بھی مطلوب ہے کیونکہ اگر اس چپ یا اس کا فارمولہ وہاں موجود ہوا تو پاکیشیائی سائنس دانوں کے ساتھ ساتھ دیگر ممالک کے ایجنسٹ بھی اسے وہاں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہمارا سارا مشن ختم ہو جائے گا۔ ہم چلہتے ہیں کہ ایسی چپ صرف اور صرف ایک دیگر ایسیل کے پاس ہوتا کہ ان کی سب میریز ناقابل تحریر ہو جائیں اور ان کے سامنے بڑے سے بڑا جنگی جہاز اور سب میریز بچوں کا کھلونا بن جائیں۔ جبے جب چاہو آسانی سے توڑا جاسکے۔ اس لئے ڈاکٹر اعظم کو اس وقت ہلاک کرنا مطلوب ہے جب وہ اپنی ذاتی لیبارٹری میں موجود ہو۔ ڈاکٹر اعظم کے ذاتی کردار کے بارے میں جو تحقیقات کرانی گئی ہیں ان کے مطابق ڈاکٹر اعظم میں ایک بہت بڑی خامی کا پتہ چلایا گیا ہے اور تحقیقات کے مطابق ڈاکٹر اعظم کا کردار بے حد مضبوط ہے لیکن اس کے اندر ایک نفسیاتی خامی کا پتہ چلا ہے کہ وہ مخصوص قلگر کی حامل نوجوان عورت کو پسند کرتا ہے اور سلانیا اس مخصوص قلگر کی حامل ہے۔ اس لئے سلانیا کا انتخاب کیا گیا ہے کہ وہ ڈاکٹر اعظم سے مل کر اس سے دوستہ تعلقات قائم کرے اور پھر اس کی رہائش گاہ پر پہنچ کر نہ صرف اس کا خاتمه کر دے بلکہ اس کی ذاتی لیبارٹری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر کے وہاں آگ لگادے جس سے وہاں موجود ہر چیز جل کر راکھ ہو جائے۔ کیا تم اس مشن کے لئے تیار ہو سلانیا۔..... باس نے کہا۔

"لیں سر۔ بخوبی اور مجھے یقین ہے کہ میں حتی طور پر کامیاب بھی رہوں گی۔ کیونکہ مجھے الیے مردوں کو نفیساتی طور پر ثیہ کرنا بخوبی آتا ہے"..... سلانیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڑ۔ ویے تو تمہیں ڈاکٹر اعظم کے بارے میں تحقیقات کی فائل مل جائے گی جس میں تمام تفصیل موجود ہے۔ وہ ہفتے میں ایک روز سنڈے کا پورا دن دارالحکومت کے اعلیٰ کلبوں میں گزارتا ہے۔ لیکن ذہنی طور پر وہ بے حد ہوشیار اور شکی مزاج ہے۔ اگر اسے معمولی ساشک بھی پڑ گیا تو وہ تمہیں ہلاک کرنے سے بھی باز نہیں آئے گا لیکن تمہاری تربیت اور تمہارے سابقہ کارنامے بتا رہے ہیں کہ تم بہر حال اس مشن میں کامیاب رہو گی"..... باس نے کہا۔

"لیں باس"..... سلانیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ مسٹر رائٹ تمہارا مشن سادہ ہے۔ تم نے گرین پرل میں نیوی کی سپیشل درکشاپ کو مکمل طور پر تباہ کرنا ہے"۔ باس نے رائٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیں باس"..... رائٹ نے جواب دیا۔

"آخر میں ایک بات اور بتاؤنا چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد فعال، تیز اور خوفناک ہے۔ اس لئے تمہارے دونوں مشنز اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم نہ ہو۔ گوہماری اطلاعات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت ایکریمیا میں ہے کیونکہ اس کے لیڈر علی عمران کو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

وہاں دیکھا گیا ہے لیکن سیکرٹ سروس صرف چند افراد پر مشتمل نہیں ہوتی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی دوسرا گروپ وہاں پاکیشیا دارالحکومت میں موجود ہو۔ اس لئے تمہیں دونوں مشن اس انداز میں مکمل کرنے ہیں کہ جب تک تم مشن مکمل کر کے واپس نہ آ جاؤ انہیں اس بارے میں کسی طور پر بھی معلوم نہ ہو سکے"..... باس نے کہا۔

"لیں باس"..... اس بار رائٹ اور سلانیا دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"آخری بات۔ مشن کے دوران یا پکڑے جانے کی صورت میں سارچ ہجنسی کا نام کسی صورت تمہارے لاشور تک کے ذریعے بھی سامنے نہیں آنا چاہئے"..... باس نے کہا۔

"لیں باس"..... اس بار رائٹ نے کہا۔

"اوکے۔ اب تم جاسکتے ہو۔ فائدیں تمہیں پہنچ جائیں گی۔ مشن کس طرح مکمل کرنا ہے یہ سوچتا تمہارا اپنا کام ہے"..... باس نے کہا۔

"لیں باس"..... رائٹ اور سلانیا کے ساتھ ساتھ فلپ اور جانس نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے کرے سے باہر آگئے۔ ان کے عقب میں پہلے لائٹ بند ہوئی پھر دروازہ بند ہو گیا۔

"آئیے جتاب۔ میں آپ لوگوں کو آپ کی جیپ تک چھوڑ

دوس۔۔۔۔۔ باہر موجود اسی گائیڈ نے جو پہلے انہیں اس کمرے تک چھوڑ گیا تھا، مودبانت لجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ راست، سلانیا اور ان کے ساتھی اس گائیڈ کی پیروی کر رہے تھے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران لپٹنے فلیٹ پر موجود تھا۔ اسے ایک بیرونی مشن سے واپس آئے آج دوسرا روز تھا۔ سلیمان چونکہ اس کی عدم موجودگی میں گاؤں چلا گیا تھا اور وہاں کسی عزیز کی بیماری کے پیش نظر ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا۔ صبح کی نماز اور پھر تکاوٹ کے بعد اس نے پارک میں جا کر اپنی مخصوص ورزشیں کیں اور پھر وہ واپس فلیٹ پر آگیا۔ اب اسے ناشستہ کا بندوبست کرنا تھا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ ناشستہ کسی ہوٹل میں جا کر کر لے لیکن پھر اس نے خود ناشستہ تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن جب وہ کچن میں گیا تو لئے قدموں ہی واپس آگیا کیونکہ ناشستہ کے لئے مطلوبہ چیزیں سرے سے موجود ہی نہ تھیں۔ بیکری آئٹز چونکہ تازہ استعمال کئے جاتے تھے اس نے سلیمان صبح کی نماز کے بعد فلیٹ آتے ہوئے روزانہ تازہ آئیٹز لے کر آتا تھا لیکن عمران کو اس کا

خیال ہی نہ رہا تھا۔ اس لئے اب دوبارہ بازار جا کر وہاں سے خریداری کر کے واپس فلیٹ پر آکر ناشستہ تیار کرنا اسے مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک اور فیصلہ کیا اور سٹنگ روم میں آکر اس نے رسیور انٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جو لیا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جو لیا کی آواز سنائی دی۔

”جو لیا نافڑواڑ۔ پورا نام لیا کرو۔ اس قدر تروتازہ نام ہے کہ میں سوچ رہا ہوں کیوں نہ مزل واٹر کے کسی براہڈ کا نام رکھ دوں۔ لیکن ہماری قوم بڑی ستم ٹریف واقع ہوتی ہے۔ اس لئے الیمانہ ہو کہ فڑواڑ کو فلڑواڑ سمجھ لے۔ ویسے تو تمام مزل واٹر زدراصل فلڑواڑز ہی ہوتے ہیں لیکن ان کا نام مزل واٹر ہی رکھا جاتا ہے تاکہ لوگ خوش ہو کر اسے زیادہ پیٹتے رہیں۔ اس طرح کمپنی کا منافع تیزی سے ہائی جمپ لگاتا رہے لیکن صرف فلڑواڑ کسی نے خریدنا نہیں کیونکہ اتنی بھاری قیمت میں فلڑواڑ کی ایک بوتل خریدنے سے وہ یہی بہتر سمجھیں گے کہ گھر میں اتنی قیمت سے خود فلڑ لگوالیں۔“

آیا اور وہ بھی اس لئے کہ دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تھا۔

”کمال ہے۔ اس قدر زبردست بزنس ٹاک کو یہ لوگ پسند ہی نہیں کرتے۔“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”جو لیا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جو لیا کی آواز سنائی دی۔

”حقیر فقیر، بیچ مدان، بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (اکسن) بذبان خود بدہان خود بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”بولو“..... دوسری طرف سے جو لیا نے ایک لفظی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکریہ شکریہ۔ پہلے شاید میں اجازت کے بغیر بولا تھا۔ اس لئے تم نے سنا نہیں اور فون بند کر دیا اب چونکہ تم نے بولنے کی اجازت دے دی ہے اس لئے اب تو فون بند نہیں کرو گی۔“..... عمران نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے اسے بولنے کی اجازت نہ ملی ہو، ہفت اکٹیس کی دولت مل گئی ہو۔

”لیکن میں نے تمہیں بولنے کے لئے کہا ہے۔ اپنے سمنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔“..... دوسری طرف سے جو لیا نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میں صرف بولتا رہوں۔ تم سنو یا نہ سنو جبکہ میری یہ حالت ہے کہ ناشستہ کے بغیر اب بھ سے بولا ہی نہیں جا رہا۔ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اور میں یہاں فلیٹ میں اکیلا ہے یار و مددگار، بے بس اور لاچار بیٹھا ہوا ہوں اور وہ کیا کہتے ہیں کہ جن پر عکسیہ کیا وہی پتے، ہوادینے لگے۔ مجھے یقین تھا کہ تم میرے اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نہ کالوگی لیکن تم تو میری بات سمنے کے لئے ہی تیار

نہیں ہو۔..... عمران نے بڑے دکھی سے لجھے میں کہا۔

”آج کا ناشتہ سب کو کیپشن شکیل نے کھلایا ہے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے ورنہ تمہیں بھی کال کر لیتے لیکن تم کیپشن شکیل کو فون کرو۔ وہ تمہیں ناشتہ بھجوادے گا۔..... جو لیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میں اب اتنا مفلس و قلاش ہو چکا ہوں کہ لپنے لئے ہو مل سے ناشتہ نہیں منگوا سکتا جبکہ میں تمہارے ہاتھ کا تیار کردہ ناشتہ کرنا چاہتا ہوں لیکن اب کیا کروں۔ تم تو میری بات ہی سننے کے لئے تیار نہیں ہو۔..... عمران نے بڑے عینکیں سے لجھے

”ٹھیک ہے۔ - تم آجائو۔ میں تمہیں ناشتہ کر دیتی ہوں۔“ - دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کیپشن شکیل بول رہا ہوں۔“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے کیپشن شکیل کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (اکسن) بول رہا ہوں۔“ - عمران نے کہا۔

”عمران صاحب آپ۔ خریت آج آپ نے مجھے کیسے فون کر دیا ہے۔..... دوسری طرف سے کیپشن شکیل نے حریت بھرے لجھے میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کہا۔

”تم نے پوری شیم کو ناشتہ کرایا ہے اور مجھے سوکھے منہ سے پوچھا تک نہیں۔ مجھے کہتے ہیں کہ بھوکے بیچارے کو کوئی پوچھتا تک نہیں ہے۔..... عمران نے بڑی طویل ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ عمران صاحب۔ آئی ایم ریتلی سوری۔ آپ چونکہ آتے نہیں اس لئے مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آئی ایم دیری سوری۔ آپ جو جرمانہ ڈالیں مجھے منظور ہے۔..... کیپشن شکیل نے بڑے معذرت بھرے لجھے میں کہا۔

”اب کیا جرمانہ ڈالوں۔ وہ رکشوں اور ویگنوں کے پیچے ٹھیک ہی لکھا جاتا ہے کہ اپنا اپنا نصیب۔“..... عمران نے اسی طرح دکھ میں کہا۔

”بھرے لجھے میں کہا۔

”میں ناشتہ لے کر آپ کے فلیٹ پر پہنچ رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے کیپشن شکیل نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ ایک منٹ۔ میری بات سن لو۔ اب میں اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہوں کہ ہو مل کے ناشتہ کرتا پھر ہوں۔ مس جو لیانا فڑواڑا پنے ہاتھوں سے میرے لئے ناشتہ تیار کر رہی ہے۔ میں ناشتہ کرنے اس کے فلیٹ پر تشریف لے جا رہا ہوں۔ وہ کیا کہتے ہیں اپنا اپنا نصیب۔“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کیپشن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھی وہیں پہنچ رہا ہوں تاکہ آپ کے ساتھ

ناشتے میں شریک ہو سکوں۔..... کیپشن شکیل نے کہا۔

کیا مطلب۔ تم ڈبل ناشتہ کرو گے یعنی اب امارت کی نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ڈبل ناشتہ، ڈبل لچ اور ڈبل ڈنر۔ لیکن یہ سوچ لو کہ باقی ساری عمر ہسپتال کے بیٹھ پڑی گزرے گی۔ عمران نے کہا۔

میں نے شریک ہونے کا کہا ہے عمران صاحب۔ ڈبل ناشتے کی بات نہیں کی۔..... کیپشن شکیل نے ہستے ہوئے کہا۔

”شرکت۔ ہاں شرکت تم کر سکتے ہو۔ آخر تم نے میری شادی میں بھی شرکت کرنی ہے۔ تم اس استحقاق کی بناء پر ناشتے میں تو شرکت کر سکتے ہو۔..... عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ۔..... دوسری طرف سے کیپشن شکیل نے ہستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران رسیور رکھ کر بڑے اطمینان سے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ چائے کا سامان موجود تھا اور ریفریجریٹر میں دودھ کا ڈبہ بھی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے چائے بنائی اور اسے تھرماس میں ڈال کر اس نے تھرماس اور پیالی اٹھائی اور واپس سٹنگ روم میں آ کر اس نے تھرماس سے چائے پیالی میں ڈالی اور پھر آج کے آئے ہوئے اخبارات کھول کر دیکھنے شروع کر دیئے۔ ساتھ ہی وہ چائے بھی گھونٹ گھونٹ پی رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جو لیا اور کیپشن شکیل سے کی جانے والی باتیں بھول گیا ہو اور اب اطمینان سے بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

ہو۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔..... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی نظریں بدستور سلامنے موجود اخبار پڑھی جمی ہوئی تھیں۔

”جو لیا بول رہی ہوں۔ یہ تم نے کیا کہا ہے کیپشن شکیل کو فون کر کے کہ اس نے سارے ساتھیوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ میرے فلیٹ پر ہانچیں اور تم خود کہاں ہو۔ پہلے تو تم اس طرح ناشتے کا شور مچا رہے تھے جیسے صدیوں سے بھوکے ہو اور جب میں نے ناشتہ بنایا ہے تو تم غائب ہو۔..... دوسری طرف سے جو لیا نے غصیلے لجھے میں کہا۔

”ناشتہ، لیکن اب تو ناشتے کا وقت گزر چکا ہے۔ اب تو لچ کا وقت قریب ہے اور جہاں تک ناشتے کا تعلق ہے تو ناش سنسکرت زبان میں فنا ہو جانے، ختم ہو جانے کو کہتے ہیں اور فارسی میں ناشتے کا لفظی معنی بھوکا ہوتا ہے اور میں تو ویسے ہی حجم حجم کا بھوکا ہوں۔ عمران کی زبان ایک بار روای ہو گئی۔

میں کسی سنسکرت اور فارسی کے مطلب کو نہیں جانتی۔ سنا تم نے۔ فوراً یہاں ہانچو درہ میں پوری سیکرٹ سروس کو لے کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی اور ہم ایک ہفتے سے پہلے واپس نہیں بھول گیا ہو اور اب اطمینان سے بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جائیں گے۔ ..... دوسری طرف سے جو لیا نے بھنا ہے ہوئے لجھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لباس تبدیل کر کے وہ واپس آیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی۔

”آرہا ہوں۔ ابھی آرہا ہوں۔“ تم نے دھمکی ہی ایسی دی ہے کہ اب مجھے آنا ہی پڑے گا ورنہ ایک ہفتے تک دس مہماں کو کھانا کھلانا میرے بس سے باہر ہے۔ ..... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی اس انداز میں بات شروع کر دی جسیے اسے یقین ہو کہ فون جو لیا کا ہے۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو اور کے کہہ رہے ہو۔“ ..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”ارے آپ، میں سمجھا جو لیا کافون ہے۔ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اور میں نے ناشستہ نہیں کیا تھا۔ میں نے جو لیا سے کہا کہ وہ لپنے ہاتھ سے بنا ہوا کھانا کھلائے کیونکہ کسی خاتون کے ہاتھ کا بنا ہوا ناشستہ کئے مد تیں گزر گئی ہیں۔“ ..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”مدتوں پہلے کس خاتون کے ہاتھ کا بنا ہوا ناشستہ کھاتے رہے ہو۔“ ..... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اماں بی کا۔ یقین کریں اس قدر لذت اماں بی کے ہاتھوں میں ہے کہ اب تک اس لذت کا احساس اسی طرح تروتازہ ہے۔“ عمران

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے جواب دیا تو سرسلطان بے اختیار بنس پڑے۔

”تم میرے پاس آ جاتے۔ ہم دونوں مل کر ناشستہ کر لیتے۔“ سرسلطان نے کہا۔

”پھر آپ کا کیا بتتا۔“ ..... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔“ ..... سرسلطان نے چونک کر کہا۔

”ظاہر ہے آپ کو سرکاری باورچی ملا ہوا ہے جبکہ میں وہاں بیٹھ کر آنٹی کے ہاتھ میں لذت کی تعریفیں کرتا تو یقیناً فوری طور پر باورچی کو رخصت دے دی جاتی اور آنٹی خود لنج، ڈنر اور ناشستہ بناتیں اور آپ کو بہر حال کھانا بھی پڑتا اور دل پر پتھر رکھ کر تعریفیں بھی کرنا پڑتیں۔ اس لئے کہہ رہا ہوں۔“ ..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو

دوسری طرف سے سرسلطان بے اختیار بنس پڑے۔

”تم جیسا شیطان شاید ہی دنیا میں پھر پیدا ہو۔ کہاں کی بات کہاں جا ملاتے ہو۔ بہر حال میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ یورپ کے ایک ملک رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے جو میرا اچھا دوست ہے مجھے فون کر کے بتایا کہ ان کے دارالحکومت نجارت کے بین الاقوامی ائیرپورٹ پر ایک فاک لینڈی کو رومانیہ حکومت کی ایک اہم دستاویز چرانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اس آدمی نے بتایا ہے کہ اس کا تعلق کسی خفیہ تنظیم سارج سے ہے اور سارج کا اہتمامی اہم مشن پاکیشیا میں مکمل کیا جا رہا ہے اور اسے بھی حکم دیا گیا تھا کہ وہ پاکیشیا پہنچ جائے۔ مزید انکو اسی پر اس نے صرف اتنا بتایا

ہے کہ اس نے پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچ کر کاراکاز نامی کلب میں جا کر دکڑ سے ملنا تھا اور دکڑ نے اسے آگے کا کام دینا تھا۔ وہ صرف اتنا ہی بتا سکا پھر تشدیدہ برداشت کرتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ چیف سیکرٹری رومانیہ نے مجھے فون کر کے یہ بات اس لئے بتاتی ہے کہ وہ میرے ذاتی دوست بھی ہیں۔ میں نے انہیں مزید تفصیلات کے حصول کے لئے کہا تو انہوں نے معذرت کر لی کیونکہ سرکاری طور پر وہ ایسی معلومات کسی دوسرے ملک کو نہیں بھجو سکتے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سارچ کون سی تنظیم ہے اور وہ کس مشن پر یہاں کام کر رہی ہے۔ سرسلطان نے کہا۔

”میں تو یہ نام ہی پہلی بار آپ سے سن رہا ہوں۔ بہر حال چیف سیکرٹری یا سیکرٹری خارجہ بڑے ذمہ دار لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی بات کوچ سلسلیم کرتے ہوئے اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس بارے میں معلومات حاصل کریں۔“ عمران نے سنجیدہ مجھے میں کہا۔

”بس اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ اللہ حافظ۔“ دوسری طرف سے سرسلطان نے واقعی اہتمائی اطمینان بھرے مجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔ اب وہ سورج رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ جو لیا کو ناشستہ کے لئے کہا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ایکسٹو۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔“  
”علی عمران بول رہا ہوں ظاہر۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں۔ خیریت۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے پریشان سے مجھے میں پوچھا۔“  
”سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اس لئے ناشستہ نہ کر سکا اور غلطی سے جو لیا کو فون کر دیا۔ اب جو لیا انتظار کر رہی ہے اور ابھی سرسلطان نے فون کر کے مجھے بتایا ہے کہ انہیں رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے جوان کے دوست ہیں۔ بتایا ہے کہ۔۔۔۔۔ عمران نے سرسلطان کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دوہرا دی۔

”یہ سارچ ہجنسی تو کوئی نیا نام ہے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔“  
”ہاں۔ میں جو لیا کے فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ تم ورلڈ ویژن والوں کو فون کر کے ان سے سارچ ہجنسی کے بارے میں معلوم کرو اور جو معلومات ہوں وہ مجھے جو لیا کے فون پر بتا دینا۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں اور اگر ان سے معلوم نہ ہو سکا تو میں بالترتیب کی چار ورلڈ ہجنسیوں سے بھی معلوم کر لوں گا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور مذکر الماری کھول کر اس میں سے ٹرانسیسیٹر کالا اور اس پر نائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اسے آن کر دیا۔

”ہیلو۔۔۔۔۔ علی عمران کالنگ۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے بار بار

کال دیتے ہوئے کہا۔

"لیں بس۔ نائیگر انڈنگ یو۔ اور"..... دوسری طرف سے  
نائیگر کی آواز سنائی دی۔

"مجھے فلیٹ پر فون کرو۔ اور اینڈ آل"..... عمران نے کہا اور  
اس کے ساتھ ہی ٹرانسیور آف کر کے اس نے اسے واپس الماری میں  
رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی نجاح اٹھی تو اس نے  
رسیور اٹھایا۔

"نائیگر بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے نائیگر کی آواز  
سنائی دی۔

"کہاں سے فون کر رہے ہو"..... عمران نے پوچھا۔

"لپنے ہوٹل کے کمرے سے بس۔ میں بس اب باہر جانے ہی  
والا تھا کہ آپ کی کال آگئی"..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مہماں کوئی کاراکاز کلب ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"لیں بس۔ بڑا مشہور کلب ہے اسٹان روڈ پر"..... نائیگر نے  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں کے کسی وکٹر کو جانتے ہو"..... عمران نے کہا۔

"نہیں بس۔ وہاں کا تینجر توجونی ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ وکٹر  
کیا کرتا ہے"..... نائیگر نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ صرف اتنی اطلاع ملی ہے کہ کسی خفیہ تنظیم  
سارچ نے لپنے ایجنسٹ مہماں پاکیشیا بھجوائے ہوئے ہیں۔ ان کی مدد

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کے لئے رومانیہ سے ایک آدمی مہماں آرہا تھا اسے بتایا گیا تھا کہ وہ  
کاراکاز کلب کے وکٹر سے ملے اور وہ آدمی جو مہماں آرہا تھا رومانیہ کے  
دارالحکومت میں پکڑا گیا اب اس وکٹر کو ٹریس کر کے اس سے اس۔

معاملے کے بارے میں معلوم کرنا ہوگا"..... عمران نے کہا۔  
"لیں بس۔ اگر آپ کہیں تو میں جو نی سے فون پر پوچھ لوں"۔  
نائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ اسے وہاں جا کر ٹریس کرو اور جو بھی ہو اسے انداز کر کے  
رانا ہاوں ہبھاؤ"..... عمران نے کہا۔

"لیں بس"..... نائیگر نے جواب دیا۔  
"جو لیا کے فلیٹ کا فون نمبر معلوم ہے تمہیں"..... عمران نے  
کہا۔

"لیں بس۔ میری فون ڈائری میں درج ہے"..... نائیگر نے  
جواب دیا۔

"تم نے مجھے وہاں اطلاع دیتی ہے۔ میں اب وہیں جا رہا ہوں"۔  
عمران نے کہا۔

"لیں بس"..... نائیگر نے کہا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر  
ٹون آنے پر اس نے نمبر پر ٹیکنے شروع کر دیتے۔

"رانا ہاوں"..... رابطہ ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔  
"علی عمران بول رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"لیں بس"..... دوسری طرف سے جوزف کا لمحہ مودبانہ ہو گیا

”ٹائیگر کو میں نے کہا ہے ایک آدمی کو ٹریس کرنے کے لئے۔  
اگر وہ ٹریس ہو گیا تو وہ اسے رانا ہاؤس لے آئے گا۔ اسے بلیک روم  
میں کرسی پر جکڑ دینا۔ ٹائیگر مجھے اطلاع دے گا لیکن میرے آنے تک  
ٹائیگر کو روک لینا۔“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔“..... جوزف نے جواب دیا اور عمران نے رسیور  
رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ گلیری میں آکر بیرونی دروازے کی  
طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹیکسی ریواز کلب کی عالمیشان عمارت کے میں گیٹ کے سامنے  
رکی تو سیدھیوں سے نیچے کھڑے باوردی دربان نے تیزی سے آگے  
بڑھ کر ٹیکسی کا عقبی دروازہ کھولا اور سلانیا نیچے اتر آئی۔ وہ ٹیکسی  
ڈرائیور کو کرانے کے ساتھ ساتھ بھاری مپ بھی اترنے سے پہلے  
دے چکی تھی اس لئے اس کے اترنے ہی ٹیکسی ایک جھنکے سے آگے  
بڑھ گئی۔ باوردی دربان نے اسے سلام کیا اور پھر دو سیدھیاں چڑھ  
کر اس نے شیشے کا دروازہ کھولا اور ساتھ ہی احتراماً جھک گیا۔ سلانیا  
نے ایک نوٹ اس کے ہاتھ پر رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ  
گئی۔ ہال کافی بڑا اور احتہائی دیدہ نیب اور خوبصورت انداز میں سجا یا  
گیا تھا۔ ہال میں موجود افراد کی تعداد کافی تھی جن میں عورتیں بھی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تھیں اور مرد بھی۔ لیکن وہ سب اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔  
سرگوشیوں میں باتیں ہو رہی تھیں اور ویٹس وہاں سروس کر رہی تھیں۔ سلانیا کو رائٹ اور اس کے ساتھ پاکیشیا آئے دوروز ہو گئے تھے سہیاں پہنچ کر بظاہر سلانیا رائٹ سے علیحدہ ہو گئی تھی لیکن وہ سب ایک ہی ہوٹل ہلشن میں ہی شہرے ہوئے تھے۔ سلانیا نے ہوٹل میں علیحدہ کمرہ لیا تھا جبکہ ساتھ والا کمرہ رائٹ کا تھا۔ رائٹ کے ساتھ فلپ اور جانس کے کمرے اسی منزل پر ہی تھے لیکن وہ ہٹ کر تھے۔ فائل کے مطابق ڈاکٹر اعظم ہر انوار کی شام کو ریواز کلب آتا تھا اور تقریباً تمام رات وہی رہتا تھا۔ فائل میں سلانیا نے ڈاکٹر اعظم کی تصویر بھی دیکھ لی تھی۔ چنانچہ اس نے جانس کو یہ تصویر دکھا کر ریواز کلب بھجوادیا تھا کہ جب ڈاکٹر اعظم وہاں پہنچے تو وہ اسے فون پر اطلاع کر دے کیونکہ سلانیا اس وقت وہاں جانا چاہتی تھی جب ڈاکٹر اعظم وہاں موجود ہو۔ فائل کے مطابق ڈاکٹر اعظم کو عورت کی جو قلگر پسند تھی اس بارے میں سلانیا اچھی طرح جانتی تھی کہ ایسے نفیاقی مریضوں کو کس طرح پاگل بنایا جاسکتا ہے۔ اس لئے وہ اس وقت وہاں جانا چاہتی تھی جب ڈاکٹر اعظم پہلے سے وہاں موجود ہو۔ مشن کے سلسلے میں رائٹ سے اس کی تفصیلی بات چیت ہو چکی تھی۔ رائٹ نے لپنے مشن کی تکمیل کے لئے بھاگ دوڑ شروع کر دی تھی لیکن وہ اس وقت یہ مشن مکمل کرنا چاہتا تھا۔ جب سلانیا پہلے اپنا مشن مکمل کر لیتی۔ گرین پرل اوپن جزیرہ تھا۔ اس کا صرف

ایک مخصوص حصہ نیوی کی تحویل میں تھا اور وہاں عام لوگوں کا داخلہ بند تھا ورنہ باقی پورے جزیرے میں کہیں بھی کوئی آجائسکتا تھا اور رائٹ دوروز میں دوبار اپنے ساتھی فلپ کے ساتھ وہاں چکر لگا آیا تھا اور اس کے مطابق وہ کافی آسانی سے اپنا مشن مکمل کر سکتا تھا کیونکہ اس کے پاس ہر قسم کی چینینگ کرنے والی اور حفاظتی مشینزی کو زیر د کرنے والی جدید ترین خصوصی مشین موجود تھی جو ایک کیمرے کے انداز میں بنائی گئی تھی۔ سلانیا کو بھی یقین تھا کہ وہ ڈاکٹر اعظم کو شیشے میں اتار کر جلد ہی اپنا مشن مکمل کر لے گی۔ اس لئے وہ پوری طرح تیار ہو کر ریواز کلب آئی تھی۔ اس کے جسم پر انتہائی چست لباس تھا اور ہال میں داخل ہو کر وہ اس طرح رک گئی جسیے ہال کا جائزہ لے رہی ہو اور پھر ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ڈاکٹر اعظم پر اس کی نظریں پڑیں تو وہ بے اختیار مسکراتی ہوئی آگے بڑھی۔ وہ کیٹ واک کے انداز میں اٹھلاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ ابھی اس نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اس نے چیک کر لیا کہ ڈاکٹر اعظم کی نظریں اس پر اس طرح چکنی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیں کے ساتھ چمک جاتا ہے۔ ہال میں موجود کمی اور نوجوانوں کی نظریں بھی اس پر چکنی ہوئی تھیں لیکن سلانیا سیدھی ڈاکٹر اعظم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جب وہ قریب پہنچی تو بے اختیار رک گئی اور اس نے اس انداز میں ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہی ہو کہ کس کے ساتھ بیٹھے۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ڈاکٹر اعظم کی طرف مڑ گئی۔

"پلیز۔ کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں آپ کے ساتھ۔" سلانیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ادھیر عمر ڈاکٹر اعظم بے اختیار امڑ کر کھرا ہو گیا۔ اس نے گھرے نیلے رنگ کا سوت، ہلکے نیلے رنگ کی شرت اور سفید پھولوں والی نیلی ٹانی باندھ رکھی تھی۔ اس کے بالوں میں سفیدی کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔ چہرے پر سہرے فریم کی لفیض عینک تھی لیکن اس کا سلانیا کو دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے بچہ دکان میں پڑی ہوئی اپنی پسندیدہ ٹانی کو دیکھتا ہے۔

"وانی ناٹ پلیز"..... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔ اس کا چہرہ بتارہا تھا کہ وہ سلانیا پر مرچکا ہے اور پھر آہستہ آہستہ باتیں شروع ہوئیں تو سلانیا نے اسے بتایا کہ وہ سیاح ہے اور ایشیاء کی سیاحت پر نکلی ہے اور ہوٹل ہلشن میں رہائش پذیر ہے۔ ولیے وہ یورپ میں شیربرنس کرتی ہے جس سے اسے انتہائی معقول آدمی ہو جاتی ہے۔ سیاحت اس کا شوق ہے اور وہ اکثر سیاحت پر ہی رہتی ہے۔ اس کے دو کاروباری میخبرز اس کا بزنس سنپھالتے ہیں اور ان سے اس کا رابطہ فون پر رہتا ہے اور یہاں ریواز کلب میں وہ ڈنر کے لئے آئی تھی اور ڈاکٹر اعظم نے اسے بتایا کہ وہ ساتھ دان ہے اور نیوی کے ساتھ منسلک ہے لیکن وہ بہت کم نیوی کی لیبارٹری میں جاتا ہے ورنہ اس نے اپنی رہائش گاہ میں ہی اپنی ڈاکٹر لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔

"پھر تو آپ سے صرف قسم قسم کی گئیں، ریز اور مشینوں کے

بارے میں ہی گفتگو ہو سکتی ہے جبکہ معاف کیجئے مجھے رومانس پسند ہے۔ آپ واقعی میری آئیڈیل شخصیت ہیں۔ آپ کا یہ خوبصورت ہیز سٹائل، مردانہ وجہت، آپ کا مخصوص ڈریس سب کچھ میرے لئے آئیڈیل ہے اور مجھے بہت کم آئیڈیل نظر آتے ہیں لیکن اب میری بد قسمی کہ آپ ساتھ دان ہیں"..... سلانیا نے اپنے مخصوص لاڈ بھرے لجھے میں کہا۔

"آپ کی تعریف کا شکر یہ۔ لیکن ساتھ دان ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں انسان ہی نہیں رہا اور آپ جیسی خوبصورت فگر انسان تو انسان، حیوانوں کو بھی پسند ہو گی"..... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سلانیا بے اختیار کھلکھلا کر پس پڑی۔ پھر انہوں نے ڈنر بھی ڈانتنگ ہال میں جا کر اکٹھے کیا اور ڈنر کے بعد وہ شراب پینے کے لئے لابی میں آ کر بیٹھ گئے۔

"آپ کب تک یہاں ہیں"..... ڈاکٹر اعظم نے پوچھا۔

"جب تک آپ کہیں۔ میں رہنے کے لئے تیار ہوں کیونکہ میں آپ سے حقیقتاً متاثر ہوئی ہوں"..... سلانیا نے بڑے محبت بھرے انداز میں کہا تو ڈاکٹر اعظم کا چہرہ مرت سے تمباٹھا۔

"میں اس لئے پوچھ رہا تھا کہ اب آپ کے ساتھ ملاقات آئندہ سندھے کو ہی ہو سکتی ہے"..... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سلانیا بے اختیار چونک پڑی۔

"وہ کیوں۔ ایک ہفتے بعد۔ کیا آپ ملک سے باہر جا رہے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہیں۔۔۔۔۔ سلانیا نے بڑے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

"یہ بات نہیں۔ میں ان دونوں اہتمائی اہم اور پیچیدہ فارمولے پر کام کر رہا ہوں۔ جس کے لئے مجھے مکمل یکسوئی چاہئے۔ اس لئے میں صرف سنڈے کوہیاں آسکتا ہوں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"ظاہر ہے آپ سائنس دان ہیں تو آپ یہ کام کسی لیبارٹری میں گاکر کرتے ہوں گے اور ویسے بھی وہاں آپ پورا ہفتہ چوبیس گھنٹے تو کام نہیں کر سکتے۔ آپ آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ اس دوران کچھ وقت آپ گھومنے پھرنے ملنے ملانے کے لئے نہیں نکال سکتے۔۔۔۔۔ سلانیا نے بڑے مان کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے ہبھلے بتایا ہے کہ میں نے اپنی رہائش گاہ میں بھی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ میں وہیں کام کرتا ہوں۔ بہت تھوڑا وقت آرام کرتا ہوں۔ اس لئے میں گھر سے نکل ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں آجایا کروں گی آپ سے ملنے۔ وہاں آپ کی رہائش گاہ پر۔۔۔۔۔ سلانیا نے خاص انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے۔ میری رہائش گاہ میں کوئی غیر ادمی کسی صورت داخل ہی نہیں ہو سکتا اور یہ انتظام حکومت کی طرف ہے۔۔۔۔۔ انہوں نے وہاں اہتمائی حساس آلات نصب کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سلانیا بے اختیار چونک

پڑی۔ اس کے ذہن میں پہلی بار یہ بات آئی تھی کہ ڈاکٹر اعظم بے حد ہوشیار اور محتاط آدمی ہے۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک ہفتہ مجھ سے نہیں گزارہ جاسکتا۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم ہمیں سے ہی علیحدہ ہو جائیں۔۔۔۔۔ سلانیا نے اس بار قدرے ناراض سے لمحے میں کہا۔

"ارے ارے ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ درمیان میں تمہارے لئے وقت نکال سکوں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تمہیں فرصت مل جائے تو ہلشن ہو ٹل آجانا۔ کرہ نمبر دوسو بارہ۔۔۔۔۔ سلانیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انٹھ کھڑی ہوئی۔ "لگتا ہے تم ناراض ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اعظم نے انٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ بہر حال پھر لمبیں گے۔ فی الحال گذبانی۔۔۔۔۔ سلانیا نے کہا اور مذکور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ ڈاکٹر اعظم وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہلشن ہو ٹل پہنچ گئی۔ رائٹ کرے میں موجود تھا۔

"کیا ہوا۔ کوئی بات بی۔۔۔۔۔ رائٹ نے اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"یہ آدمی اہتمائی ہوشیار اور محتاط ہے۔ اس کے ساتھ کچھ اور کرنا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پڑے گا۔۔۔۔۔ سلانیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر ڈاکٹر اعظم سے ہونے والی ملاقات اور گفتگو دوہرائی۔

”وہ اہم ساتھ دان ہے۔ اس لئے پہلی ملاقات میں کسی غیر ملکی کو اپنی رہائش گاہ پر نہیں لے جاسکتا۔ لیکن اگر تم اسے درست طور پر ثبیت کرو تو پھر وہ تمہیں ساتھ لے جانے کے لئے مجبور ہو جائے گا۔۔۔۔۔ رائٹ نے کہا۔

”لیکن اس میں تو بہت وقت لگ جائے گا۔ کیا ہم ولیے اس کی رہائش گاہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ہم نے بڑی بڑی لیبارٹریوں کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ اس کی رہائش گاہ پر ان لیبارٹریوں سے زیادہ انتظامات تو نہیں ہوں گے۔۔۔۔۔ سلانیا نے کہا۔

”مسئلہ وہ نہیں ہے جو تم سوچ رہی ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مشن ڈبل ہے اور ایک دوسرے سے اس طرح جڑا ہوا ہے کہ ہماری تھوڑی سی جلد بازی سے مشن ناکام ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ رائٹ نے کہا۔

”وہ کیسے۔۔۔۔۔ سلانیا نے چونک کر کہا۔

”اگر ہم نے اس کی کوئی میں داخل ہو کر اسے ہلاک کر دیا اور اس کی لیبارٹری تباہ کر دی تو لامحالہ حکومت اور اعلیٰ حکام چونک گے اور فوری طور پر وہ نیوی سپیشل ورکشاپ کے فول پروف انتظامات کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس پورے جنرے کو ہی ممنوعہ قرار دے دیں اس کے علاوہ بارس نے کہا تھا کہ اگرچہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مین گروپ میں موجود نہیں ہے۔ لیکن دوسرا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

گروپ ہو سکتا ہے۔ یقیناً ان تک اطلاع پہنچے گی اور وہ حرکت میں آجائیں گے۔ اس طرح ہم بے بس ہو کر پھنس جائیں گے۔ ہمیں اس انداز میں کام کرنا ہے کہ دونوں طرف بیک وقت یا کم از کم ایک ہی دن کام ہو۔ پھر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ جہاں سارج ہجنسی اپنے ہجنسوں کو معاشی طور پر شہنشاہ بنادیتی ہے وہاں ناکامی کی صورت میں اس ایجنسٹ اور اس کے ساتھیوں کو ہر قیمت پر مرننا پڑتا ہے۔ سارج ہجنسی میں ناکامی کی کوئی معافی نہیں ہے۔ اس لئے کسی کام میں جلدی نہ کرو۔ بے حد سوچ سمجھ کر کرو۔۔۔۔۔ رائٹ نے اسے بزرگانہ انداز میں سمجھاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ جب تک میں کامیاب نہ ہوں گی۔ تم بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے۔۔۔۔۔ سلانیا نے کہا۔

”نہیں، وہاں چاہننا اور وہاں مشن مکمل کرنا آسان نہیں ہے۔ ہم اپنی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ اس سپیشل ورکشاپ میں کوئی چور راستہ نکال لیں۔ دو روز کی کوششوں کے بعد اب ہم کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اس کے بعد جیسے ہی تم اطلاع دو گی کہ تم ڈاکٹر اعظم کے ساتھ اس کی کوئی میں جاری ہو۔ ہم بھی اس چور راستے سے ورکشاپ میں داخل ہو جائیں گے اور پھر بیک وقت دونوں کام ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ رائٹ نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میں اس ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ میں جانے کی کوشش جاری رکھوں لیکن اس نے تو کہا ہے کہ وہ اب

آئندہ اتوار کو آئے گا۔ پورے ایک ہفتہ بعد وہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ ایک ہفتہ بعد بھی میری بات مان جائے۔ مجھے خود یہ آدمی کوئی نفسیاتی مرفیض لگتا ہے۔ اب اگر دس بارہ ہفتہ اس نے لگادیتے تو پھر کیا ہو گا۔..... سلانیا نے کہا۔

"اسے تم نے بتایا ہے کہ تم کس ہوٹل میں رہ رہی ہو۔" رائٹ نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے بتایا ہے بلکہ میں نے اپنا روم نمبر بھی بتا دیا ہے۔..... سلانیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر لیا ہے تم نے۔..... رائٹ نے کہا۔

"میں نے اس سے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ لیبارٹری میں وہ چونکہ ہر وقت اہتمائی حساس اور پیچیدہ کام میں مصروف رہتا ہے اس لئے وہ درمیان میں فون نہیں سن سکتا۔ البتہ ضرورت پڑنے پر کسی کو فون کرنے کے لئے اس نے ون سائیڈ فون لگوایا ہوا ہے یعنی وہ خود تو فون کر سکتا ہے لیکن اس کے فون پر باہر سے کوئی کال نہیں آ سکتی۔..... سلانیا نے جواب دیا۔

"واقعی یہ ڈاکٹر اعظم اہتمائی تیز اور شاطر آدمی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کے پاس فون نہ ہو لیکن اس نے تمہیں نمبر نہ بتانے لئے بڑا خوبصورت جواز بنایا ہے۔..... رائٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہی بات میں کر رہی تھی کہ وہ میری جسمانی فگر سے بے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

حد متاثر ہے۔ اس کے پھرے کے تاثرات اور اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی مخصوص چمک بتا رہی ہے کہ وہ بھی پر مر مٹا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ذہنی طور پر بے پناہ شاطر آدمی ہے۔ "..... سلانیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ جلد ہی تمہیں خود فون کرے گا۔ بہر حال ایک ہفتہ دیکھ لیتے ہیں اور اس دوران ہم بھی نیوی ورکشاپ میں جانے کا مکمل انتظام کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد اگر اس ڈاکٹر اعظم نے پلوٹ نہ پکڑا یا تو پھر اس بارے میں کچھ اور سوچیں گے۔"..... رائٹ نے کہا اور سلانیا نے اشبات میں سرہنما دیا۔

والا تھا لیکن جو لیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور عمران کے اندر آنے پر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر عمران کے ساتھ وہ خاصے بڑے ڈرائینگ روم میں آگئی۔

”بیٹھو۔ میں تمہارے لئے ناشستہ لے آتی ہوں“..... جو لیا نے کہا اور تیزی سے کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس سے پہلے کہ جو لیا کچن سے باہر آتی۔ کال بیل کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

”میں دروازہ کھولنے جا رہا ہوں“..... عمران نے اوپنجی آواز میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ کیپشن شکیل آیا ہو گا لیکن جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کیپشن شکیل کے ساتھ صدر، تنور اور صالحہ بھی کھڑی تھی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ لوگوں کو رات کو نیند نہیں آئی تھی کہ اتنی صبح اٹھ کر یہاں پہنچ گئے“..... عمران نے کہا۔

”یہ آپ کو صبح لگ رہی ہے عمران صاحب“..... صدر نے عمران کے ایک طرف ہٹنے پر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچے باقی ساتھی بھی اندر آگئے۔

”جب تک میں ناشستہ نہ کر لوں تب تک صبح ہی رہے گی“۔ عمران نے جواب دیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ ان کے ساتھ ڈرائینگ روم میں آگیا۔ اسی لمجھے جو لیا کچن سے باہر آگئی۔ اس کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران نے جو لیا کے فلیٹ پر پہنچ کر کال بیل بجائی تو ڈور فون سے کلک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی جو لیا کی آواز سنائی دی۔

”کون ہے باہر“..... جو لیا کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

”وہی جبے دل کے اندر ہونا چاہئے تھا“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے کلک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی خاموش چھا گئی اور اس کے ساتھ ہی دروازے کھلا۔ دروازے پر جو لیا موجود تھی۔ وہ اس طرح سپاٹ نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی جب سرے سے اس کی واقف ہی نہ ہو۔

”تم باز نہیں آسکتے۔ تم نے پھر وہی بکواس شروع کر دی ہے۔ آؤ اندر“..... جو لیا نے ایک طرف ہٹنے ہوئے کہا۔

”واہ۔ اب تو خود دل کے اندر آنے کی دعوت دے رہی ہو۔“..... وہ اسے کہتے ہیں خوش قسمتی“..... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے

چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"تم سب۔ کیا مطلب"..... جو لیا نے حیران ہو کر کہا۔

"میں تو تمہاری مدد کرنے آئی ہوں"..... صالحہ نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہماری فکر نہ کرو۔ ہم تو اب کل صحیحی ناشستہ کریں گے البتہ عمران صاحب کو ناشستہ کرتے دیکھنے آئے ہیں"..... صدر نے جواب دیا تو کیپشن شکیل بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک بار پھر کال بیل نج اٹھی۔

"میں دیکھتا ہوں"..... صدر نے کہا اور انھوں کر پیروں دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ صالحہ اور جو لیا کچن میں چلی گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد فورسٹارز ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے۔

"ارے واہ۔ یہ تو پوری بارات آگئی ہے۔ ماشاء اللہ۔ اس کا مطلب ہے کہ صدر نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے"..... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"صدر نے صرف وہ خطبہ نکاح یاد کیا ہے جس سے صرف صالحہ سے نکاح ہو سکے"..... خاور نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اپنا نکاح صدر خود پڑھے گا"..... عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا جیسے کوئی ناممکن بات ہو گئی، ہو لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا صدر یا کوئی اور جواب دیتا۔ جو لیا ٹرالی دھکیلتی ہوئی کچن سے باہر آگئی۔ اس کے پیچے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

صالحہ بھی ٹرالی دھکیلتی ہوئی آرہی تھی۔ جو لیا کی ٹرالی پر ناشستہ کا سامان تھا جبکہ صالحہ کی ٹرالی پر چائے کے برتن تھے۔

"یہ کس خوشی میں آپ سب یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ صحیح آپ سب ناشستہ کر کے تو گئے ہیں"..... جو لیا نے ناشستہ کا سامان عمران کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تو کیپشن شکیل نے بلا یا ہے کہ آپ عمران صاحب کو اپنے ہاتھ سے پکا ہوا ناشستہ کر رہی ہیں اور اس منظر کو دیکھنے کے لئے سب کو یہاں موجود ہونا چاہئے"..... خاور نے کہا۔

"کیوں۔ کیا یہ کوئی کرامت ہے یا کوئی شعبدہ ہے"..... جو لیا نے کہا۔

"اگر آپ ناراض ہو رہی ہیں تو ہم واپس چلے جاتے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"ارے خاور۔ تم کب سے اس قدر زور دنج ہو گئے ہو۔ انہوں نے کرو انہوں"..... صدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں مس جو لیا کہ عمران صاحب نے ناشستہ کرنا ہے اور ایسے موقع بار بار نہیں آتے"..... کیپشن شکیل نے کہا تو اس بار سب ہنس پڑے جبکہ عمران آنکھیں پھاڑے مسلسل میز پر پڑے ہوئے ناشستے کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ابھی ناشستہ میں سے کوئی ہاتھی گھوڑا نکل آئے گا۔

"یہ ناشستہ ہے۔ کیا مطلب۔ کیا یہ واقعی ناشستہ ہی ہے"۔ اچانک

عمران نے اہتمائی حریت بھرے لبجے میں کہا۔  
”ہاں تو اور ناشستہ کیسا ہوتا ہے“..... جو لیانے بھنانے ہونے  
لبجے میں کہا۔

”یا اللہ تیرا شکر ہے کہ سب ساتھی یہاں گواہی دینے کے لئے  
موجود ہے۔ یہ چار مکھن لگے ہوئے تو س، دو ابلے ہوئے انڈے اور  
ایک کپ چائے۔ یہ ناشستہ ہے“..... عمران نے ایسے لبجے میں کہا  
جیسے سب اس کی تائید کریں گے۔

”تو اور کیا ناشستہ ہوتا ہے عمران صاحب“..... صدر نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے قیمه بھرے پرانھوں کا بندل، خالص مکھن کا پیزادس بارہ  
انڈوں کا آمیٹ، شہد کی ایک بوتل، لسی کا ایک بڑا حب، دو چار کلو  
بھنی ہوئی ٹیجی، خالص گھنی سے ترتاتے ہوئے پرانٹھے.....“ عمران  
کی زبان روان ہو گئی۔

”بس بس عمران صاحب۔ اتنا ہی کافی ہے۔ پرانے دور کے  
پہلوان تو سنا تھا کہ ایسا ناشستہ کرتے ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں ایسے  
نشستے کے بعد انسان سیدھا ہسپیتال ہی جائے گا“..... صدر نے  
عمران کی بات درمیان سے کاشتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس  
پڑے۔

”یہ ناشستہ مس جو لیانے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور یقیناً یہ بے حد  
لذیذ ہو گا“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”لذت تو بس ایک ہی خاتون کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے دے  
رکھی ہے۔ جیسے وہ ہمارے ایک شاعر نے کہا ہے کہ عام لوگوں کو  
عیش کا کچھ حصہ اس لئے دیا گیا ہے کہ جمیل حسین خان کے عیش کو  
نظر نہ لگے۔ کیونکہ عیش تو بنا ہی جمیل حسین خان کے لئے ہے۔ اسی  
طرس کھانے میں لذت تو صرف ایک خاتون کے ہاتھوں میں ہی دی  
گئی ہے۔ باقی جن خواتین کو بھی اس کا کوئی حصہ ملا ہے وہ صرف  
اس خاتون کو نظر سے بچانے کے لئے ہے۔“..... عمران کی زبان  
ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

”کون ہے وہ خاتون جس کے ہاتھ کی لذت تمہیں بھولتی ہی  
نہیں“..... جو لیانے اہتمائی غصیلے اور بھنانے ہوئے لبجے میں کہا۔  
”اماں بی۔ واہ۔ واہ کیا لذت ہے ان کے ہاتھوں میں۔ تم کھاؤ تو  
اپنی انگلیاں بھی ساتھ ہی کاٹ کر کھا جاؤ“..... عمران نے فوراً کہا تو  
جو لیانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب وہ اس کی  
تردید کرنے کی جرأت ہی نہ کر سکتی تھی۔ باقی ساتھی بے اختیار ہنس  
پڑے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک فون  
کی گھنٹی نج اٹھی تو جو لیانے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”جو لیا بول رہی ہوں“..... جو لیانے کہا۔  
”ایکسٹو“..... دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی  
دی۔

”لیں باس“..... جو لیا کا لہجہ مزید موڈ بانہ ہو گیا۔

کیا عمران ہبھاں موجود ہے ..... چیف نے پوچھا۔

"یس بس۔ پوری سیکرٹ سروس ہی ہبھاں موجود ہے " جولیا نے کہا۔

"کیوں" ..... چیف نے چونک کر پوچھا۔

"ویسے ہی بس" ..... جولیا نے مختصر ساجواب دیا۔

"رسیور عمران کو دو" ..... چیف نے کہا تو جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں" ..... عمران نے رسیور لے کر اپنے مخصوص لجھ میں کہا۔

"سارچ کے بارے میں کسی ہجنسی کو کچھ معلوم نہیں ہے" ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے پہلے سے یہی اندازہ تھا چیف۔ یہ سارچ یقیناً کوئی نئی تنظیم بنائی گئی ہے۔ بہر حال اب اسے تلاش تو کرنا ہی ہو گا" ..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے میں نے کال کیا ہے کہ تم نے جلد از جلد اس معاملے کو ٹریس کرنا ہے۔ اس میں تاخیر کسی بڑے نقصان کا باعث بھی بن سکتی ہے" ..... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ ویسے بغیر ناشستہ کے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ ارے" ..... عمران بات کرتے کرتے رک گیا کیونکہ دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تھا اور مجبوراً عمران کو بات روک کر رسیور واپس کریڈل پر

رکھنا پڑا۔

"کمال ہے۔ لوگ اب بھوکے کی بات تک نہیں سنتے۔ کیا بے درد اور بے رحم زمانہ آگیا ہے" ..... عمران نے بڑے غزدہ سے لجھ میں کہا اور رسیور کھ دیا۔

"عمران صاحب۔ کوئی کیس شروع ہو گیا ہے" ..... صدر نے سنجیدہ لجھ میں کہا۔

"کہاں شروع ہوا ہے۔ تمہیں تو فارغ بیٹھنے کے باوجود تنخواہیں اور الاؤنسز ملتے رہتے ہیں اور مجھے ایک چھوٹا سا چیک وصول کرنے کے لئے نجانے کیا کرنا پڑتا ہے" ..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم پہلے ناشستہ کرو ورنہ میں اسے ہٹا لیتی ہوں۔ یہ فائع ہو رہا ہے" ..... جولیا نے کہا۔

"اتنے سارے آدمیوں میں بیٹھ کر میں ناشستہ کیسے کر سکتا ہوں۔ سنا ہے ندیدوں کی نظر لگ جاتی ہے" ..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہم آنکھیں بند کر لیتے ہیں عمران صاحب" ..... اس بار صدقی بھی بن سکتی ہے۔

"سنا ہے آنکھیں بند ہوں تو منہ کھل جاتے ہیں۔ اس لئے تم آنکھیں بند نہ کرو۔ میں ہی چڑیا جیسا یہ ناشستہ کر لیتا ہوں" ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناشستہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کرنا شروع کر دیا کیونکہ اسے واقعی ناشتہ کی بے حد طلب ہو رہی تھی۔ ناشتہ کے بعد سب کو چارے پیش کی گئی۔

” عمران صاحب۔ سارج نام کی تنظیم کے بارے میں گذشتہ دنوں میں نے ایک تحقیقی رپورٹ پڑھی تھی“..... اچانک خاور نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”تحقیقی رپورٹ۔ کیا مطلب“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔ ”ایک بین الاقوامی ادارے کے تحت ایک میگزین شائع ہوتا ہے ”کرامم ٹوڈے“ وہ میگزین میں باقاعدہ منگواتا ہوں اور پڑھتا ہوں۔ اس میگزین میں تحقیقی رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ اس کی لکھا گیا تھا کہ سارج یہودیوں اور ایکریمیوں کی مشترکہ تنظیم ہے جس کا مقصد ایکریمیوں اور یہودیوں کے دشمنوں کا خاتمه کرنا ہے۔ ان دشمنوں میں اعلیٰ ترین حکام سے لے کر سانتس دان، صحافی اور ایسے تمام لوگ شامل ہیں جو ایکریمیا یا یہودیوں کے خلاف نظریات رکھتے ہیں“..... خاور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کس کا مضمون ہے یہ“..... عمران نے اشتیاق آمیز لمحے میں پوچھا۔

”محبے یاد نہیں۔ ولیے آپ کہیں تو میں یہ رسالہ آپ کے فلیٹ پر پہنچا دوں“..... خاور نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ہاں ضرور“..... عمران نے کہا۔  
” عمران صاحب۔ چیف کو اس بارے میں کیسے علم ہوا ہے“۔  
صدر نے کہا۔  
”سرسلطان کو رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے بتایا ہے کہ رومانیہ کے ایئرپورٹ پر ایک آدمی پکڑا گیا ہے۔ اس نے پوچھ گچھے کے دوران بتایا ہے کہ وہ پاکیشیا جا رہا ہے کیونکہ وہاں سارج کے ایجنت ایک اہم مشن پر کام کر رہے ہیں اور اس نے ہاں جا کر ان کی مدد کرنی ہے۔ اس کے ساتھ وہ صرف اتنا بتا سکا کہ اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچ کر کاراکاز کلب میں وکٹر سے ملاقات کرے۔ پھر وہ تشدد کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ رومانیہ کے چیف سیکرٹری سرسلطان کے ذاتی دوست ہیں۔ اس لئے انہوں نے ذاتی طور پر سرسلطان کو آگاہ کیا۔ سرسلطان نے مجھ سے بات کی تو میں نے چیف کو رپورٹ دی اور چیف سے کہا کہ وہ اپنے وسیع وسائل کی مدد سے معلوم کریں کہ یہ سارج کون سی تنظیم ہے اور کہاں پائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ٹائیگر کے ذمے بھی لگایا کہ وہ کاراکاز کلب سے وکٹر کو ٹریس کرے اور پھر اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دے تاکہ اس سے معلوم کیا جاسکے کہ یہاں سارج کون سا مشن مکمل کرنا چاہتی ہے“..... عمران نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی توجویا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”جو لیا بول رہی ہوں“..... جو لیا نے کہا۔

”میں نائیگر بول رہا ہوں مس صاحبہ سیہاں باس عمران ہوں گے“..... دوسری طرف سے نائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کرو بات“..... جو لیا نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے رسیور لے کر کہا۔ چونکہ جو لیا نے پہلے ہی لاڈر کا بٹن پر لیں کر رکھا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی نائیگر کی آواز بھی سب کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

”باس۔ کاراکاز کلب میں کوئی دکڑ نہیں ہے اور شہر ہی رہا ہے۔ میں نے اچھی طرح معلوم کر لیا ہے“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ کسی کا کوڈ نام ہے۔ بہر حال تم معلوم کرو کہ اس کلب میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کا تعلق یہودیوں یا ایکریمیا سے ہو“..... عمران نے کہا۔

”ایکریمیا سے تو کلب کے مالک اور جنرل یونیورجوفنی کا بڑا گہرا تعلق ہے باس۔ ایکریمیا سے اس کے رابطے رہتے ہیں لیکن مجھے ذاتی طور پر یہ معلوم ہے کہ وہ کسی غیر ملکی تنظیم یا ایجنٹس یا الیے کسی مشن میں شامل نہیں ہو سکتا“..... نائیگر نے جواب دیا۔

”ہو سکتا ہے کہ اسے صرف رابطہ بنایا گیا ہو“..... عمران نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کہا۔

”لیں باس۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے میں انکو اسی کرتا ہوں“..... نائیگر نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور کھو دیا۔

”تم میرے ساتھ چلو خاور اور مجھے وہ رسالہ دو تاکہ اس کی مدد سے کوئی سراغ لگایا جاسکے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ادھر ادھر نامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں اور وہ لوگ ملک کے خلاف کوئی خطرنماں مشن کمل کر لیں“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ ”کیا آپ ہمیں اس مشن میں شامل کریں گے“..... صدر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”تمہاری شمولیت کا فیصلہ تو تمہارا باس ہی کر سکتا ہے۔ میں تو اسے رپورٹ دے سکتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے طور پر کام کریں“..... صدر نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن تم کیا کرو گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہ کچھ کوششیں تو کریں گے۔ فارغ تو ولیے ہی ہیں“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اشبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ خاور کو ساتھ لئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہے اور ان سے اس کی نوکری کے ساتھ ساتھ اس کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے کیونکہ ایسے معاملات میں کسی کو کوئی معافی نہیں دی جاتی۔..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تمہیں اور مجھے دیکھ کر تو وہ ہر بات سے ہی صاف مکر جائیں گے کیونکہ ہمارے قدو مقامت انہیں مشکوک کر دیں گے۔۔۔۔۔ کیپشن شکیل نے کہا۔

”جو کچھ بتایا گیا ہے اس کے مطابق لامحالہ رومانیہ سے آنے والے آدمی نے کاؤنٹر پر پہنچ کر اپنا نام بتانا تھا۔ اس لئے کاؤنٹر پر موجود انچارجوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔۔۔۔۔ یہ عام سی بات ہے اور بھاری رقم دے کر آسانی سے یہ معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”اوہ۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ تم باری باری ان سب سے معلومات حاصل کرو گے۔۔۔۔۔ یہ تو بہت طویل پر اسیں ہو جائے گا۔۔۔۔۔ کیپشن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس پرواز سے وہ آدمی پا کیشیا آ رہا تھا۔ اس پرواز کے مہاں پا کیشیا پہنچنے کا علم ہو جائے تو ہم اس وقت ڈیوٹی پر موجود آدمی کو فکس کر سکتے ہیں کیونکہ لامحالہ اس آدمی نے بہت سے آدمیوں کو تو اپنا نام نہیں بتانا تھا۔۔۔۔۔ کیپشن شکیل نے کہا۔

کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیورنگ سینٹ پر صدر موجود تھا جبکہ سائیڈ سینٹ پر کیپشن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔

”تمہیں یقین ہے کہ تم کاراکاڑ کلب میں وکٹر کا سراغ لگا لو گے جبکہ نائیگر جیسا آدمی اس کا سراغ نہیں لگا سکا۔۔۔۔۔ کیپشن شکیل نے کہا۔

”نائیگر نے عمران صاحب کو بتایا تھا کہ کاراکاڑ کلب کا مالک اور جزل مینجر جو نی اس کا دوست ہے اور لامحالہ نائیگر اس سے ملنے وہاں جاتا رہتا ہو گا اس لئے کلب کے تمام عملے کو اس کا بخوبی علم ہو گا اور ایسی صورتحال میں کلب کا کوئی ملازم نائیگر کو کوئی اطلاع نہیں دے سکتا۔ دردہ انہیں علم ہے کہ یہ بات جزل مینجر تک پہنچ سکتی

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی۔ میں نے اس بارے میں عمران صاحب سے بات کی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے فون پر ذاتی طور پر سرسلطان کو یہ بات بتائی ہے۔ اس لئے مزید تفصیل معلوم نہیں ہو سکتی۔"..... صدر نے جواب دیا تو کیپشن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کارکارا کا ذکر کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑی اور پھر پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"یہاں کلب میں ہیڈ ویٹر کون ہے۔"..... صدر نے نیچے اتر کر پارکنگ بوائے سے پارکنگ کا ذکر لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہیڈ ویٹر یا چیف ہیڈ ویٹر۔ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ۔"..... پارکنگ بوائے نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں چیف ہیڈ ویٹر بھی ہوتا ہے۔"..... صدر نے حریت بھرے لجھے میں کہا۔

"جی ہاں۔ وہ ہر شفت کے ویٹر کا انچارج ہوتا ہے جبکہ ہیڈ ویٹر اپنی شفت کا انچارج ہوتا ہے۔"..... پارکنگ بوائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف ہیڈ ویٹر کا نام بتا دو۔"..... صدر نے جیب سے ایک درمیانی مالیت کا نوٹ نکال کر پارکنگ بوائے کو دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا نام جیکی ہے جتاب۔ وہ اس کلب کے سب سے پرانے ویٹر ہیں۔ ویسے آج کل وہ چھٹی پر ہیں۔"..... پارکنگ بوائے نے نوٹ کو

تیزی سے جیب میں ڈلتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہم نے ان سے ملنا ہے۔ ہم بھی ایک کلب بنانا چاہتے ہیں اور ایسے لوگوں کا مشورہ بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ کیا تم اس کی رہائش گاہ کا پتہ بتاسکتے ہو۔"..... صدر نے جیب سے اسی مالیت کا ایک اور نوٹ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ میرے ہمسارے ہیں۔ درس روڈ پر بابو محلہ ہے۔ اس میں سہری مسجد ہے اس لگلی میں رہتے ہیں۔ آپ وہاں کسی سے بھی پوچھ لیں۔"..... پارکنگ بوائے نے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ۔"..... صدر نے کہا اور کارڈ واپس دے کر وہ دوبارہ کار میں بیٹھ گئے اور چند لمحوں بعد ان کی کار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"تم اس سے کاؤنٹر انچارجوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔"..... کیپشن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ اسے وکٹر کے بارے میں بھی علم ہو گا۔ ایسے لوگ ہر معاملے کے بارے میں جانتے ہیں۔"..... صدر نے کہا اور کیپشن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر بابو محلے پہنچ کر صدر نے کار ایک کھلی جگہ پر پارک کی اور نیچے اتر کر اسے لاک کر کے وہ دونوں سہری مسجد کے بارے میں پوچھ کر پیدل آگے بڑھتے رہے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ایک درمیانی سائز کے پختہ مکان کے سامنے موجود تھے۔ جیکی اس مکان میں رہائش پذیر تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

صفدر نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

”جی۔ جی جتاب“..... نوجوان شاید صدر اور کیپشن شکیل کے قد و قامت دیکھ کر گھبرا سا گیا تھا۔

”ہمارا تعلق بزنس سے ہے۔ ہم ایک کلب کھولنا چاہتے ہیں۔ جس کے لئے جیکی سے ضروری مشورہ لینے آئے ہیں۔“..... صدر نے احتہانی نرم اور دوستانہ لمحے میں مسکراتے ہوئے کہا تو نوجوان کے پریشان چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”جی اچھا۔ میں بیٹھ کا دروازہ کھوتا ہوں۔“..... نوجوان نے کہا اور واپس اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پر موجود ایک دروازہ کھلا اور نوجوان دروازے سے باہر آگیا۔

”آجائیں۔“..... نوجوان نے کہا تو صدر اور کیپشن شکیل دونوں اس طرف چل پڑے۔ بیٹھ کر زیادہ بڑی نہیں تھی البتہ اس میں ایک پرانا صوفہ اور دو کرسیاں اور درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی۔

صفدر اور کیپشن شکیل صوفے پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک اوھڑر عمر آدمی جس نے گھر بیلو بس ہہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کو دیکھتے ہی صدر اور کیپشن شکیل دونوں ہی سمجھ گئے کہ یہی چیف ویٹر جیکی ہے۔

”میرا نام جیکی ہے جتاب“..... آنے والے نے سلام کرتے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہوئے کہا تو صدر اور کیپشن شکیل نے آگے بڑھ کر اس سے نہ صرف مصافحہ کیا بلکہ اپنے نام بھی بتاتے جبکہ وہ نوجوان جیکی کے اندر داخل ہوتے ہی اندرونی دروازے میں غائب ہو گیا تھا۔

”آپ کاراکاز کلب میں چیف ویٹر ہیں۔“..... صدر نے کہا۔

”جی ہاں۔ مگر آپ صاحبان کون ہیں اور کس لئے تشریف لائے ہیں۔“..... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لمحے میں ہلکی سی پریشانی کی جھلک تھی۔

”ہمارا تعلق ایک پرائیویٹ تنظیم سے ہے۔ ہمیں ایک آدمی وکٹر کی تلاش ہے جس کا تعلق کاراکاز کلب سے ہے۔“..... صدر نے جیب سے بڑی مالیت کے چند نوٹ نکال کر اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ جیکی کی نظریں نوٹوں پر اس طرح جم گئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چکپ جاتا ہے۔

”وکٹر۔ کون وکٹر۔ کلب میں تو کسی ملازم کا نام وکٹر نہیں ہے۔“..... جیکی نے حریت بھرے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لمحہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

”وکٹرویے تو عام سا نام ہے مسٹر جیکی اور اس شہر میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں وکٹر ضرور موجود ہوں گے لیکن شاید یہ کوڈ نام ہے ہمیں اصل نام چلہنے۔ اگر آپ بتا دیں تو یہ نوٹ بھی آپ کو مل سکتے ہیں اور آپ کا نام بھی سامنے نہیں آئے گا۔“..... صدر نے کہا۔

”کوڈ۔ کیا مطلب۔ کیا آپ کا تعلق کسی ہجنسی سے ہے۔“..... جیکی

نے چونک کر کہا۔ اس کے پھرے پر ایک بار پھر پریشانی کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمیں کیا ضرورت تھی آپ کو رقم دینے کی۔ ہم آپ کو دیے ہی اٹھا کر لے جاتے اور پھر آپ خود ہی سب کچھ بتا دیتے۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں۔ ہمارے ایک آدمی نے رومانیہ سے یہاں آنا تھا۔ اس نے کاراکاز کلب پہنچ کر کاؤنٹر پر وکٹر کا نام لینا تھا تو اسے اس کے مطلوبہ آدمی تک پہنچا دیا جاتا۔ لیکن وہ آدمی نہ یہاں پہنچا ہے اور نہ ہی رومانیہ میں اس کا پتہ چل رہا ہے۔ اس لئے ہمیں یہ ناسک ملا ہے کہ ہم اس وکٹر کو ٹریس کریں تاکہ اس سے اصل صورتحال کا علم ہو سکے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔ ”رومانیہ سے آنا تھا۔ کس وقت۔۔۔۔۔ جیکی نے چونک کر پوچھا۔

”وقت کا ہمیں علم نہیں ہے۔۔۔۔۔ صدر نے جواب دیا۔

”جتاب۔ میں غریب آدمی ہوں۔ اس لئے کیا آپ مجھ پر مہربانی نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ اچانک جیکی نے اہتمائی عاجزانہ لمحے میں کہا۔

”ہم نے آپ کو کچھ کہا تو نہیں ہے۔ صرف چند معلومات لینی ہیں۔ آپ بے شک انکار کر دیں۔ ہم واپس چلے جائیں گے لیکن آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ آپ کا نام کسی صورت سامنے نہیں آئے گا۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”کیا آپ حلف دیتے ہیں کہ میرا نام سامنے نہیں آئے گا۔۔۔۔۔ جیکی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے کہا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”تو جو کچھ میں جانتا ہوں وہ بتا دیتا ہوں۔ اب یہ فیصلہ آپ کر لیں کہ اس سے آپ کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ جیکی نے کہا۔

”ہاں۔ تم بتا دو۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”جتاب۔ صبح سے دوپھر تک استقبالیہ پر ایک صاحب زاہد حمید ہیں۔ ان کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ زاہد حمید صاحب یہاں آنے سے پہلے یورپ کے کسی ملک کے کسی ہوٹل میں طویل عرصہ کام کر چکے ہیں اور اب بھی وہاں سے ان کے فون آتے رہتے ہیں اور کئی بار یورپ کے لوگ بھی ان سے ملنے آتے رہتے ہیں اور وہ خود بھی دو تین ماہ بعد ضرور یورپ کا چکر لگاتے ہیں اور جہاں تک میرا خیال ہے رومانیہ یورپ کا ہی ملک ہے۔۔۔۔۔ جیکی نے کہا۔

”ہاں۔ تمہارا خیال درست ہے۔ لیکن یورپ میں تو کئی ممالک شامل ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”میں نے کئی بار اس کے منہ سے رومانیہ کا نام بھی سنایا ہے۔۔۔۔۔ جیکی نے کہا۔ اسی لمحے اندر ورنی دروازہ کھلا اور وہی نوجوان ہاتھ میں مشروبات کی دبو تلمیں اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے ایک ایک بوتل صدر اور کیپٹن شکلی کو دی اور پھر واپس چلا گیا۔

”اس وقت تو زاہد حمید ڈیوٹی پر ہوں گے۔۔۔۔۔ صدر نے کلامی

پر بندھی ہوئی گھری پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

”ان کے بھائی بیمار ہیں۔ انہوں نے ایک ہفتے کی چھٹی لے رکھی ہے۔“..... جیکی نے جواب دیا۔

”ان کی رہائش کہاں ہے۔“..... صدر نے پوچھا۔

”جی وہ اپنے بھائی کے ساتھ نیوی آفیسرز کالونی میں رہتے ہیں۔ غیر شادی شدہ ہیں۔“..... جیکی نے کہا۔

”ان کا بھائی نیوی میں ہے۔“..... صدر نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ لیکن مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے البتہ ان کے بھائی گرین پرل جنرل کی کسی ورکشاپ میں کام کرتے ہیں۔ وہاں آفیسر ہیں۔ ان کے بھائی کا نام ارباب حمید ہے۔ وہ دو تین بار ہمہاں کلب میں بھی زاہد حمید سے ملنے آئے تھے۔“..... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ یہ رقم آپ کی ہو گئی۔“..... صدر نے سامنے رکھے ہوئے نوٹ اٹھا کر جیکی کو دیتے ہوئے کہا۔

”شکریہ جتاب۔ لیکن خیال رکھیں۔ میرا نام کسی سطح پر بھی سامنے نہیں آنا چاہئے ورنہ مجھے نوکری سے بھی جواب مل سکتا ہے۔“..... جیکی نے نوٹ لے کر حیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”ان کی رہائش گاہ کا فون نمبر معلوم ہے آپ کو۔“..... صدر نے کہا۔

”نہیں جتاب۔“..... جیکی نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اب ہم چلتے ہیں۔ آپ نے بھی ہمارے بارے میں اور ہمیں دی گئی معلومات کے بارے میں زبان بند رکھنی ہے۔“..... صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی کیپشن شکیل اور جیکی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”بالکل جتاب۔ میں تو خود آپ سے درخواست کر رہا ہوں۔ پھر میں خود کیوں بتاؤں گا۔“..... جیکی نے کہا تو صدر اور کیپشن شکیل ایک بار پھر اس سے مصافحہ کر کے بیٹھ کے باہر آئے اور تیزی سے اس طرف کو بڑھتے چلے گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

”میرا خیال ہے کہ ہم درست سراغ پر چل رہے ہیں۔“..... کیپشن شکیل نے کچھ فاصلے پر آنے کے بعد کہا۔

”ہاں۔ اس حد تک کہ وکٹر کا کوڈ نام لینے والا رومانیہ سے آ رہا تھا اور زاہد حمید کا تعلق بھی شاید رومانیہ سے رہا ہے۔“..... صدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اس زاہد حمید کو یقیناً اس بارے میں تفصیل کا علم ہو گا۔“..... کیپشن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ دیکھو کیا رزلٹ نکلتا ہے۔“..... صدر نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کارتک پہنچ گئے۔ پھر انہوں نے کار کارخ بندرگاہ کی طرف موڑ دیا جہاں نیوی آفیسرز کالونی واقع تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”نہیں۔ رپورٹ درست ہے۔ جس والہانہ انداز میں وہ مجھے دیکھتا رہا ہے اور جس طرح اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔ اس سے وہ واقعی میری جیسی فگر کا دیوانہ ہے اور میں نے بھی اسے خصوصی طور پر ثیٹ کیا ہے لیکن اس کے باوجود نجات کیا بات ہے کہ اس نے دو روز سے رابطہ نہیں کیا۔..... سلانیا نے کہا۔

”ویسے نفسیاتی مریض تو اپنی پسندیدہ فگر کو دیکھنے کے بعد اسے حاصل کرنے کے لئے طوفانوں سے ٹکرا جاتے ہیں اور اس آدمی نے دو روز ہو گئے ہیں۔ مذکر بھی نہیں پوچھا۔..... رائٹ نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن یہ شخص حد درجہ محظاۃ آدمی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری نگرانی کرا رہا ہو تاکہ اپنی پوری تسلی کر سکے۔..... سلانیا نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے خاص طور پر اس کا خیال رکھا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔..... رائٹ نے جواب دیا۔

”پھر تو آئندہ اتوار کا انتظار کرنا پڑے گا۔..... سلانیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اب ایسا ممکن نہیں رہا۔..... رائٹ نے کہا تو سلانیا بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا ممکن نہیں رہا۔ کیا مطلب۔..... سلانیا نے حریت بھرے لجھ میں کہا۔

”گرین پرل میں ہم نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ اب اس سلسلے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کرے کا دروازہ کھلا تو کرسی پر بیٹھی ہوئی سلانیا بے اختیار چونک پڑی لیکن دوسرے لمحے جب رائٹ کمرے میں داخل ہوا تو سلانیا کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”آؤ۔ کوئی خاص بات۔..... سلانیا نے اٹھ کر رائٹ کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارے اس سائنس دان کا کوئی فون بھی آیا ہے یا نہیں۔۔۔ رائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلانیا کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ”دروز ہو گئے ہیں انتظار کرتے ہوئے۔۔۔ ابھی تک تو نہیں آیا۔..... سلانیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چیف نے تو بتایا تھا کہ وہ خصوصی فگر کا دیوانہ ہے لیکن شاید رپورٹ غلط ہے۔..... رائٹ نے کہا۔

میں مزید انتظار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ کسی بھی وقت کوئی گڑبرد ہو سکتی ہے۔ اس لئے اب مشن جلد از جلد مکمل کرنا ہے۔ ..... رائٹ نے جواب دیا۔

”اتنی جلدی کسی یہ اہم کام مکمل ہو گیا۔ کوئی گڑبرد تو نہیں۔“ سلانیا نے تشویش بھرے لمحے میں کہا۔

”نہیں۔ کوئی گڑبرد نہیں ہے۔ میں نے ہر طرح چیک کر لیا ہے۔“ ..... رائٹ نے بڑے باعتماد لمحے میں کہا۔ ”پھر بھی مجھے بتاؤ تو ہی۔ اتنی جلدی یہ سب کسی ہو گیا ہے۔“ سلانیا نے کہا۔

”ہا۔ تمہیں بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تم ہماری ساتھی ہو۔ میں نے گرین پرل کا جائزہ لینے کے بعد چیف کو فون کر کے بتایا کہ یہاں کسی مقامی لیکن با اختیار آدمی کو ساتھ ملائے بغیر مشن کسی صورت مکمل نہیں ہو سکتا اور اگر ہم نے اپنے طور پر اس کے لئے کوشش کی تو طویل عرصہ لگ جائے گا۔ اس لئے یہاں اگر کوئی ایسا باعتماد آدمی ہے جو اس سلسلے میں کام کر سکے تو ہمیں آگاہ کیا جائے۔ جس پر چیف نے بتایا کہ ایک آدمی رومانیہ میں موجود ہے۔ وہ اسے کہ یہاں گرین پرل کے ایک نیوی آفسیر سے تعلقات ہیں۔ وہ اسے یہاں بھج رہے ہیں۔ وہ ایسے آدمی کا فوری انتظام کرادے گا۔ جس پر مطمئن ہو گیا لیکن پھر چیف کا فون آیا کہ اس آدمی کو رومانیہ کے سرکاری بھجنٹوں نے ایک اور کمیں کے سلسلے میں رومانیہ ایز پورٹ

سے اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ پاکیشیا جانے والی فلاٹ پر سوار ہونے ہی والا تھا۔ اس لئے اب ایسا ہے کہ میں یہاں کے ایک مقامی کلب کاراکاز میں صحیح کے وقت جا کر کا ذمہ پر موجود آدمی سے دکڑ کا نام لوں گا تو وہ آدمی اس سلسلے میں میری مدد کرے گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس آدمی نے مجھے کلب کی لابی میں بٹھا دیا اور انتظار کرنے کے لئے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ میرے پاس آیا۔ اس کا نام زاہد حمید تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے کلب سے ایک ہفتہ کی چھٹی لے لی ہے اور وہ مجھے اپنے بھائی سے ملانے لے جائے گا جو نیوی کا ایک آفسیر ہے اور گرین پرل پر ڈیوٹی دے رہا ہے۔ چنانچہ میں زاہد حمید کے ساتھ بندرگاہ پر موجود نیوی آفسیرز کالونی کی ایک کوٹھی میں گیا۔ وہاں اس زاہد حمید کا بڑا بھائی موجود تھا۔ اس سے بات چیت ہوتی اور یہ معلوم کر کے مجھے بے حد اطمینان ہوا کہ وہ گرین پرل پر سپیشل ورکشاپ میں سیکورٹی انچارج ہے اس نے بھاری معاوضہ طلب کیا۔ چنانچہ میں نے اسے گارنیٹ چیک دے دیا۔ اس سے میری تفصیلی بات ہوتی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ مجھے میرے دو ساتھیوں سمیت خاموشی سے ایک خفیہ راستے سے لیبارٹری میں پہنچا دے گا اور ہم نے وہاں جو کام بھی کرنا ہے، ہم کر لیں گے تو ہم اسی خفیہ راستے سے واپس اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور وہ ہمیں خاموشی سے گرین پرل سے واپس دارالحکومت بھجوادے گا۔ اس سے تفصیلی پروگرام طے ہو گیا ہے۔ ہم نے کل رات بارہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سبجے یہ کام مکمل کر دینا ہے۔ اس لئے پیس نے کہا ہے کہ اب مزید وقت نہیں رہا۔..... رائٹ نے پوری تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

آواز سنائی دی۔ لاڈوڑ کا بٹن پر لیس کرنے کی وجہ سے ساتھ بیٹھے ہوئے رائٹ نے بھی آواز سن لی اور وہ بھی ڈاکٹر اعظم کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔

”سلامیا بول رہی ہوں۔ شکر ہے آپ کو فون کرنے کا خیال تو آیا۔..... سلامیا نے بڑے لاڈ بھرے لیکن روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔

”ارے ارے۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے مس سلامیا۔ دو روز تک میرا ایک ایک لمحہ تمہارے تصور میں ہی گزرا ہے۔ لیکن اہتمائی ضروری کام کی وجہ سے میں تمہیں فون نہ کر سکتا تھا۔ اب وہ کام نہت گیا ہے تو میں نے پہلی فرصت میں تمہیں فون کیا ہے۔..... دوسری طرف سے معذرت بھرے لجھے میں کہا گیا۔

”آپ کے بغیر میرا کیا حال ہوا ہے۔ یہ تو آپ نے پوچھا ہی نہیں۔ نجانے آپ میں کیا کشش ہے کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے میرا آئندیل کہیں گم ہو گیا ہے۔..... سلامیا نے مخصوص لاڈ بھرے لجھے میں کہا۔

”ہی حال میرا ہے مس سلامیا۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ میری زندگی میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لڑکیاں آئی ہیں لیکن آپ جیسی آئندیل فگر کی مالک کوئی عورت پہلے مجھے دکھائی ہی نہیں دی۔ آپ کی بھرپور فگر نے مجھے واقعی آپ کا دیوانہ کر دیا ہے اور پھر آپ نے میرے جذبات کی جس طرح قدر کی ہے اس نے بھی

”تمہاری بات درست ہے لیکن اب اس ڈاکٹر اعظم کا کیا کیا جائے۔ تمہی کوئی مشورہ دو۔ اس کی موت بھی تو مشن کا ایک حصہ ہے۔ اگر وہ زندہ رہا تو مشن تو ادھورا رہ جائے گا۔..... سلامیا نے کہا۔

”اب بھی ہو سکتا ہے کہ کل رات زبردستی اس کی رہائش گاہ میں داخل ہو کر اس کا غاتمہ کیا جائے۔ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔..... رائٹ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سلامیا، رائٹ کی بات کا جواب دیتی۔ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو سلامیا نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔..... سلامیا نے کہا۔ ”ہوٹل فون سروس سے بول رہی ہوں میڈم۔ آپ کی کال ہے کوئی صاحب ڈاکٹر اعظم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔..... فون سروس کی آپریٹر کی مدد بانہ آواز سنائی دی تو سلامیا ڈاکٹر اعظم کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑی۔

”کراو بات۔..... سلامیا نے جواب دیا اور ساتھ ہی فون پیس پر موجود لاڈوڑ کا بٹن پر لیس کر دیا۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر اعظم بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

مجھے بے حد خوشی بخشی ہے۔ میں آپ کو لینے کے لئے ڈرائیور بھیج رہا ہوں۔ ڈرائیور کا نام ساجن ہے۔ آپ اس کے ساتھ آ جائیں اور سنڈے تک میرے پاس رہیں۔ پھر سنڈے کو اکٹھے باہر جا کر پورا دن گزاریں گے۔ یقین کریں آپ کو میرے پاس رہ کر جو خوشی حاصل ہوگی وہ ناقابل بیان ہے۔ میں آپ کا انتہائی شدت سے منتظر ہوں۔ ..... ڈاکٹر اعظم کی جذبات سے بھیگی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میں تو خود آپ سے ملنے کے لئے ترب پڑی ہوں۔ بہر حال میں آپ کے ڈرائیور کا انتظار کروں گی۔ ..... سلانیا نے اسی طرح مخصوص لجھے میں کہا۔

”اوکے۔ ساجن جلد تم تک پہنچ جائے گا۔ ..... ڈاکٹر اعظم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سلانیا نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے تسمتا اٹھا تھا۔ آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

”کمال ہو گیا سلانیا۔ ہم بیٹھے پریشان ہو رہے تھے کہ قدرت نے خود ہی مسئلہ حل کر دیا۔ ..... رائٹر نے مسرت بھرے لجھے میں کہا۔

”ہاں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارا یہ مشن کامیاب رہے گا۔“ سلانیا نے کہا۔

”تو پھر یہ بات طے ہو گئی کہ یہ مشن کل رات بارہ بجے سے صبح چار بجے تک مکمل کیا جائے گا۔ تم نے بھی اسی وقت ڈاکٹر کے خاتمے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کے ساتھ ساتھ وہاں موجود اس کا فارمولہ بھی جلانا ہے اور اگر اس نے کمپیوٹر میں فارمولہ محفوظ کیا ہوا ہو تو اس کمپیوٹر کو بھی تباہ کر دینا ہے۔ ..... رائٹر نے کہا۔

”تم بے فکر ہو۔ میں اس کی پوری لیبارٹری کو ہس نہس کر دوں گی۔ ایک بار مجھے وہاں پہنچنے تو دو۔ ..... سلانیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم اس کی ڈیمانڈ پوری کر دینا تاکہ وہ ہر لحاظ سے مطمئن رہے۔ ..... رائٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔ میں اسے ہر لحاظ سے اس قدر مطمئن کر دوں گی کہ وہ خود بخود میرے سامنے کھل جائے گا۔ ..... سلانیا نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پرسوں صبح تم نے واپس یہاں پہنچ جانا ہے۔ میں نے معلوم کرایا ہے۔ صبح آٹھ بجے ایک فلاٹ یہاں سے رومانیہ جاتی ہے۔ اس میں بکنگ کراں جائے گی۔ ..... رائٹر نے کہا اور سلانیا کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ایک واپر میں پھنسایا اور سلام کرتا ہوا ایک اور آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کارڈ کوٹ کی جیب میں ڈالا اور مژکر کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ رونالڈ کلب غیر ملکیوں کا پسندیدہ کلب تھا کیونکہ اس کلب میں غیر ملکیوں کو ہر وہ سہولت مل جاتی تھی جس کے وہ اپنے اپنے ملکوں میں عادی تھے۔ پھر اس کلب کا ماحول اس قدر پر سکون تھا کہ یہاں کسی کو معمولی سا خوف بھی محسوس نہ ہوتا تھا۔ غیر ملکیوں کے علاوہ شہر کے پوش طبقے کا بھی یہ پسندیدہ کلب تھا۔ اس لئے امراء طبقے سے تعلق رکھنے والے نوجوان مرد اور عورتیں یہاں تقریباً ہر وقت ہی بھرے رہتے تھے۔ رونالڈ کلب کا اسٹیٹ ٹینجر روبرٹ اطالوی تھا۔ لیکن اسے پاکیشیا آئے ہوئے اتنا طویل عرصہ گزر گیا تھا کہ اب روبرٹ صرف اپنے رنگ و روپ سے ہی اطالوی لگتا تھا۔ ورنہ وہ بڑی روانی سے اور ایسے اچھے لمحے میں مقامی زبانیں بول اور سمجھے لیتا تھا کہ کسی طرح بھی بوائے بھی اس سے بخوبی واقف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ٹائیگر جیسے ہی کار سے نیچے اترے۔ پارکنگ بوائے نے قریب آگر بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ٹائیگر نے کار رونالڈ کلب کے کپاؤنڈ گیٹ سے اندر موزی اور پھر وہ اسے ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں خاصارش تھا لیکن بہر حال اتنی جگہ خالی موجود تھی کہ ٹائیگر اپنی کار با آسانی پارک کر سکتا تھا۔ وہ رونالڈ کلب تقریباً روزانہ ہی اسی وقت آتا تھا اس لئے کلب کے عملے کے ساتھ ساتھ پارکنگ بوائے بھی اس سے بخوبی واقف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ٹائیگر جیسے ہی کار سے نیچے اترے۔ پارکنگ بوائے نے قریب آگر بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

”کیسے ہو اسلم“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اوے سر۔ بالکل اوکے“..... پارکنگ بوائے نے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پارکنگ کارڈ ٹائیگر کے ہاتھ میں دے کر اس نے دوسرا کارڈ کار کی ونڈ سکرین کے

روبرٹ سے خصوصی طور پر ملنے آیا تھا کیونکہ عمران نے اس کے ذمے کام لگایا تھا کہ کاراکاز کلب میں کسی وکٹر نام کے آدمی کو تلاش کیا جائے یا ایسا آدمی جس کا کوڈ نام وکٹر ہو لیکن ٹائیگر کو ناکامی ہوئی تھی اور اس نے عمران کو ناکامی کی روپرٹ بھی دے دی تھی لیکن اپنے طور پر وہ ابھی تک اس وکٹر کے کھوج میں لگا ہوا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے خاصی بھاگ دوڑ بھی کی تھی لیکن کوئی ٹھوس بات معلوم نہ ہو سکی تھی۔ میں گیٹ سے ہال میں داخل ہو کر وہ تیزی سے سائیڈ گلیری کی طرف بڑھ گیا جہاں روبرٹ کا آفس تھا۔ روبرٹ کے آفس کے باہر موجود دربان نے اسے سلام کیا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور ٹائیگر آفس میں داخل ہوا۔ روبرٹ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اس لئے اس نے ٹائیگر کی آمد پر صرف اثبات میں سر ہلاکیا اور ٹائیگر میز کی دوسری طرف موجود کر سیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”خوش آمدید ٹائیگر۔ تم جب بھی آتے ہو مجھے بے حد صرف ہوتی ہے۔“..... روبرٹ نے فون کار سیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور جب جاتا ہوں پھر کیا ہوتا ہے۔“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو روبرٹ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”پھر دوبارہ ملنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔“..... روبرٹ نے خوبصورت جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے اس جواب پر ٹائیگر بھی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بے اختیار ہنس پڑا۔ روبرٹ نے انڈر کام پر ٹائیگر کے لئے ایپل جوس کا آرڈر دے دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر کا پسندیدہ ڈرنک یہی ہے۔

”آج مجھے لگ رہا ہے کہ تم ذہنی طور پر الجھے ہونے ہو۔ کوئی خاص بات۔“..... روبرٹ نے کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اب تو تم قیافہ شناس بننے جا رہے ہو۔“..... ٹائیگر نے ہستے ہوئے کہا۔

”کیا میرا اندازہ غلط ہے۔“..... روبرٹ نے کہا۔

”نہیں۔ درست ہے۔“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے میں ایپل جوس کا بڑا گلاس رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے سلام کیا اور پھر وہ گلاس ٹائیگر کے سامنے رکھ کر وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ہاں۔ اب بتاؤ کیا الجھن ہے۔“..... روبرٹ نے کہا۔

”کاراکاز کلب میں کسی وکٹر کی تلاش ہے لیکن وہاں دور دور تک کسی وکٹر کا نشان تک نہیں ہے۔“..... ٹائیگر نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”وکٹر کی تلاش۔ کیا مطلب۔ یہ تو عام سانام ہے اور انڈر ورلڈ میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ضرور وکٹر نام کے افراد ہوں گے۔“..... روبرٹ نے الجھے ہوئے الجھے میں کہا۔

”رومائیہ سے ایک آدمی نے پاکیشیا پہنچ کر کاراکاز کلب میں ہمچنا

ریواز کلب میں معروف سائنس و ان ڈاکٹرا عظیم کی ملاقات ایک رومانیہ نژاد لڑکی سے ہوئی اور ڈاکٹرا عظیم جس والہانہ انداز میں اس لڑکی پر فریفته ہوتا نظر آریا تھا اس نے میرے آدمی کو چونکا دیا۔ پھر ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بیپ کی گئی تو اس سے پتہ چلا کہ لڑکی نے پوری کوشش کی کہ ڈاکٹرا عظیم اسے اپنی رہائش گاہ پر لے جائے لیکن ڈاکٹرا عظیم کسی وجہ سے الیسا نہ کر رہا تھا اور پھر یہ لڑکی مایوسی کے عالم میں چلی گئی۔ ..... روپرٹ نے کہا۔

”اس میں ایسی کوئی سی بات ہے کہ تمہارے آدمی نے انہیں  
چکیک کیا اور پھر تمہیں رپورٹ دی۔..... ڈائیگر نے حیرت پھرے  
لنجے میں کہا تو روپرٹ پے اختیار ہنس پڑا۔

”بظاہر یہ عام سی بات ہے۔ ہوٹلوں میں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اس میں ایک فریق سائنس دان تھا اور دوسرا فریق ایک غیر ملکی لڑکی۔ اس لئے کسی بھی وقت یہ اطلاع قیمتی بن سکتی ہے۔ مجھے بعض اوقات ایسی اطلاعات سے اتنی بڑی رقومات مل جاتی ہیں کہ تم یقین ہی نہ کرو گے۔ تم نے رومانیہ کا نام لیا تو مجھے یہ اطلاع یاد آگئی۔ اس لئے من نے تم سے بوچھا تھا۔..... روبرٹ نے کہا۔

”نہیں۔ ہمارا کوئی تعلق اس سائنس وان سے ہے اور نہ اس لڑکی سے۔ ہمیں تو وکٹر کا معہ حل کرنا ہے۔..... نائیگر نے کہا۔

”اوکے۔ میں معلوم کرتا ہوں“..... روپرٹ نے کہا اور اس نے رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو

تھا اور کاؤنٹر پر وکٹر کا نام لینا تھا اور پھر اس کے مطلوبہ آدمی تک اسے پہنچایا جاتا۔ لیکن وہ آدمی وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیا گیا۔

ٹائیکر نے بتایا اور پھر اسے مزید تفصیل بھی بتا دی۔

”ظاہر ہے اسے کوئی مخصوص وقت ہی دیا گیا ہو گا کیونکہ کلب کی استقبالیہ میں تین شفتوں میں کام ہوتا ہے۔ ہر شفت میں پہلے سے مختلف آدمی موجود ہوتے ہیں۔ اب ایسا کوڈ تینوں کو تو نہیں بتایا جا سکتا۔..... روپرٹ نے کہا۔

” تمہاری بات درست ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے؟ ..... مانسگر نے کندھے احکامتے ہوئے کہا۔

"تم نے رومانیہ کا نام لیا ہے۔ تمہارے اس کام میں کوئی رومانیہ کی لڑکی تو ملوث نہیں ہے۔ ..... روبرٹ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”رومانیہ کی لڑکی کہاں سے اس معاملے میں داخل ہو گئی۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ رومانیہ سے ایک آدمی نے کاراکاز کلب کے کاؤنٹر پر چینخ کر و کمرہ کا لفظ استعمال کرنا تھا۔..... ما سیگر نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

” دراصل مجھے اس لئے خیال آگیا تھا کہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ

روبرٹ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یہ۔ روبرٹ بول رہا ہوں"..... روبرٹ نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کی جانے والی بات سنتا رہا۔ اس کے چہرے کے رنگ ساتھ ساتھ بدل رہے تھے۔

"معلوم کرو کہ کہیں وہ رومانیہ نژاد لڑکی تو اس ہلاکت میں ملوث نہیں ہے اور پھر مجھے رپورٹ دو"..... روبرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر ہاتھ اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن ٹائیگر اس کے منہ سے رومانیہ نژاد لڑکی اور ہلاکت کے الفاظ سن کر چونک پڑا تھا۔

"گرونو سے بات کراؤ۔ میں روبرٹ بول رہا ہوں"..... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد روبرٹ نے کہا۔

"گرونو۔ میں روبرٹ بول رہا ہوں۔ تمہارے کاراکاز کلب میں کوئی وکٹر نام کا آدمی موجود ہے"..... روبرٹ نے کہا۔

"نہیں ہے۔ لیکن رومانیہ سے ایک آدمی نے آکر تمہارے کلب کے استقبالیہ پر وکٹر کا نام لینا تھا اور اسے کسی اہم آدمی سے ملوا یا جانا تھا لیکن وہ آدمی رومانیہ سے یہاں آنے سے پہلے ہی وہیں رومانیہ میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ نام کسی آدمی کا اصل نام نہیں بلکہ بطور کوڈ استعمال کیا جانا تھا۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ یہ کس کا کوڈ نام ہو سکتا ہے"..... روبرٹ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ جلد از جلد معلوم کر کے مجھے رپورٹ دینا"..... روبرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"گرونو بہت تیز آدمی ہے۔ وہ جلد ہی اصل بات کا سراغ لگا لے گا اور جیسے ہی مجھے رپورٹ ملی میں تمہیں فون کر دوں گا"..... روبرٹ نے رسیور رکھ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ۔ لیکن اس رومانیہ نژاد لڑکی کے بارے میں کیا خبر دی گئی تھی تمہیں"..... ٹائیگر نے کہا۔

"اس سائنس دان ڈاکٹر اعظم کو اس کی رہائش گاہ میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میرے آدمی نے اس قتل کے بارے میں رپورٹ دی تھی"..... روبرٹ نے کہا۔

"کب کی بات ہے یہ۔ کہاں رہتا تھا یہ سائنس دان"۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"جب تمہارا اس سے تعلق ہی نہیں ہے تو چھوڑو اس چکر کو۔ دارالحکومت میں روزانہ درجنوں افراد ہلاک ہوتے رہتے ہیں"۔ روبرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ عام آدمی نہیں ہے سائنس دان ہے اور بہر حال اس کا غیر ملکی لڑکی سے رابطہ رہا ہے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی بڑا معاملہ ہے"..... ٹائیگر نے کہا تو روبرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"پہلے تو تم اس اطلاع پر حیرت کا اظہار کر رہے تھے۔ اب خود ہی اس کو اہم قرار دے رہے ہو"..... روبرٹ نے ہستے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”اس وقت صرف ملاقات کی بات تھی۔ ہلاکت کی بات سامنے نہ آئی تھی۔..... نائیگر نے کہا۔

”اگر تمہارے لئے یہ کام کی اطلاع ہے تو ایک لاکھ روپے اس کا معاوضہ ہو گا۔..... روبرٹ نے کہا۔

”صرف ایک لاکھ روپے۔ میرا خیال تھا کہ تم دس لاکھ روپے سے کم کی بات نہیں کرو گے۔..... نائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور روبرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور انٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”روبرٹ بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ روبرٹ نے کہا۔

”اوکے۔..... روبرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ گرین ٹاؤن میں ہے۔ کوئی نمبر ایک سو ایک اور آج صبح ہی ان کی ہلاکت کا علم ہوا ہے۔..... روبرٹ نے کہا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اصل کام و کڑ والا ہے۔ اس بارے میں تمہیں کوئی اطلاع ملے تو مجھے فوراً بتانا۔..... نائیگر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو روبرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور نائیگر سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر آگیا۔ تھوڑی در بعد اس کی کار گرین ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گواں نے ڈاکٹر اعظم کا نام پہلے کبھی نہ سنا تھا لیکن بہر حال یہ بات اسے اس معاملے میں

دٹچی لینے پر مجبور کر رہی تھی کہ ڈاکٹر اعظم سائنس دان تھا۔ تھوڑی در بعد وہ گرین ٹاؤن کی اس کوئی تک پہنچ گیا جو ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ تھی لیکن وہاں پولیس موجود تھی۔ نائیگر نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر ڈیش بورڈ کھول کر اس نے اس میں رکھا ہوا ایک لفافہ نکال کر اس میں سے ایک وزینگ کارڈ اور ایک شاختی کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور باقی لفافہ دوبارہ اس نے ڈیش بورڈ میں رکھا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ کوئی کے پھانک کے باہر پولیس کی گاڑیاں موجود تھیں جبکہ ایک پولیس کار بھی ایک سائیڈ پر کھڑی تھی۔ دو مسلح سپاہی گیٹ پر بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔ نائیگران کی طرف بڑھا تو وہ دونوں اس طرح چوکنا اور مستعد ہو گئے جیسے انہوں نے کسی دشمن کو دیکھ لیا ہو۔

”رک جاؤ۔..... ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا۔

”تمہارا کوئی آفیسر موجود ہے میہاں۔ میں روزنامہ پاکیشیا کا چیف کرام رپورٹر ہوں۔..... نائیگر نے بڑے باوقار سے لمحے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ سپاہی کوئی جواب دیتا۔ کوئی کے چھوٹے پھانک سے ایک پولیس آفیسر جو انسپکٹر رینک کا تھا، باہر آگیا۔

”انسپکٹر عثمان سے بات کر لو۔..... سپاہی نے باہر آنے والے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے۔..... انسپکٹر عثمان نے نائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے قدرے کرخت لمحے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"میرا نام رضوان ہے اور میں روزنامہ پاکیشیا کا چھیف کرام  
رپورٹر ہوں"..... ٹائیگر نے آگے بڑھ کر جیب سے شاختی کارڈ نکال  
کر انسپکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی"..... انسپکٹر عثمان نے  
کارڈ لے کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی حال ہی میں گریٹ لینڈ سے آیا ہوں"..... ٹائیگر نے  
کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ فرمائیے آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔  
ویسے آپ کو یہاں کے بارے میں کس نے اطلاع دی ہے"۔ انسپکٹر  
عثمان نے کارڈ واپس کرتے ہوئے کہا۔

"ہم کرام رپورٹوں کی ناک پولیس سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے  
اس لئے اس بات کو چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ ڈاکٹر اعظم سانتس وان  
کب ہلاک ہوئے ہیں اور آپ کی ابتدائی تفتیش کیا کہتی ہے"۔ ٹائیگر  
نے کارڈ لے کر اسے واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"پولیس کو باقاعدہ بریلفنگ دی جائے گی۔ لیکن تمام ابتدائی  
کارروائیاں مکمل ہونے کے بعد"..... انسپکٹر عثمان نے منہ بناتے  
ہوئے کہا۔

"وہ تو مجھے معلوم ہے کہ آپ نے کیا بریلفنگ دیتی ہے۔ آپ کی  
دی ہوئی بریلفنگ چھاپتے ہوئے ہماری عمر گزر گئی ہے۔ مجال ہے جو  
ایک لفظ بھی تبدیل ہو جائے۔ بہر حال میں نے تو سرسری اور

ابتدائی معلومات کی بات کی ہے۔ اگر آپ تعاون نہیں کریں گے تو  
مجھے آپ کے ایس پی عادل فیروز صاحب کو فون کرنا پڑے گا۔ وہ  
میرے انکل ہیں"..... ٹائیگر نے کہا تو انسپکٹر عثمان بے اختیار  
چونک پڑا۔

"اوہ۔ پھر تو آپ اپنے ہی آدمی ہوئے۔ آئیے میرے ساتھ"۔  
انسپکٹر عثمان کا رویہ یقینت بدل گیا تھا اور ٹائیگر اس کے ساتھ چلتا ہوا  
کوٹھی میں داخل ہوا تو وہاں کافی پولیس والے موجود تھے۔

"اس کوٹھی میں ڈاکٹر اعظم کی رہائش تھی۔ انہوں نے نیچے بڑے  
تہس خانے میں اپنی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔ وہ غیر شادی شدہ  
آدمی تھے۔ گرین پرل نامی جزیرے میں نیوی کی خصوصی درکشہ  
میں بھی ہفتے میں دو روز کے لئے جاتے تھے۔ کوٹھی میں سیکورٹی کے  
دو مسلح آدمی، ایک ڈرائیور، ایک باورچی اور ایک ملازم ان کے ساتھ  
رہتا تھا۔ اس لئے پولیس کو یہاں سے چھ لاشیں ملی ہیں۔ ڈاکٹر کی  
لاش ان کی لیبارٹری میں پڑی ہوئی تھی۔ انہیں سینے میں گولی ماری  
گئی تھی جو عین دل میں لگی اور ان کی فوراً موت واقع ہو گئی لیکن  
ڈاکٹر مرحوم کی آنکھوں میں اہمیتی حریت کا تاثر جسیے محمد نظر آرہا تھا  
جسیے وہ گولی مارنے والے کو اچھی طرح جانتے ہوں اور انہیں یقین نہ  
آرہا ہو کہ یہ بھی انہیں گولی مار سکتا ہے۔ باورچی کی لاش کچن میں  
پڑی پانی گئی جبکہ ملازم کی لاش ایک کمرے میں اور ڈرائیور اور  
سیکورٹی والوں کی لاشیں گیٹ کے ساتھ والے سیکورٹی روم میں پڑی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ملی ہیں۔ سب کو گولیاں ماری گئی ہیں۔..... انسپکٹر عثمان نے باقاعدہ تقریر کے انداز میں کہا۔

”پولیس کو کس نے اطلاع دی تھی اور کب“..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”ساتھ والی کوٹھی کا چوکیدار کئی روز سے چھٹی پر گیا ہوا تھا۔ وہ آج دوپہر کو واپس آیا تو اس نے اس کوٹھی کا چھوٹا پھانک کھلا ہوا دیکھا تو وہ چونک پڑا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کوٹھی کا پھانک ہر وقت بند رکھا جاتا ہے۔ اس نے اندر جھانکا تو اسے کمرے کے دروازے پر لاشیں پڑی نظر آئیں۔ اس نے اندر آ کر دیکھا اور پھر اس نے اپنی کوٹھی کے مالک کو جا کر بتایا۔ مالک نے بھی آگر چینگ کی اور پھر پولیس کو اطلاع کر دی۔..... انسپکٹر عثمان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کوئی اندازہ ہے کہ یہ قتل کس نے کئے ہوں گے۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بعد ہی کچھ کہا جاسکتا ہے۔..... انسپکٹر عثمان نے جواب دیا۔

”کیا میں ڈاکٹر صاحب کی لیبارٹری دیکھ سکتا ہوں۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”وہاں کیا دیکھیں گے۔ وہاں ان کا کمپیوٹر تباہ کر دیا گیا ہے باقی جو بڑے آلات تھے انہیں بھی گولیاں مار کر ختم کر دیا گیا ہے۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

انسپکٹر عثمان نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ پھر کیا دیکھنا ہے۔ بہر حال شکریہ۔ آپ نے تعاون کیا ہے پھر ملاقات ہو گی۔..... ٹائیگر نے کہا اور انسپکٹر عثمان سے ہاتھ ملا کر وہ واپس پھانک سے باہر آگیا اور پھر اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ کار تک پہنچا ہی تھا کہ سڑک کی دوسری طرف موجود کوٹھی سے ایک اوہ زیاد عمر آدمی نکل کر تیزی سے اس کی طرف آنے لگا۔

”ایک منٹ جتنا بھی۔..... اس آنے والے نے کہا تو ٹائیگر ٹھٹھک کر رک گیا اور غور سے اس آنے والے کو دیکھنے لگا۔ آنے والا ادھیز عمر آدمی تھا اور بس سے وہ کوٹھی کے مالک کی بجائے کوئی ملازم ہی لگ رہا تھا۔

”سلام صاحب۔ کیا آپ کا تعلق پولیس سے ہے۔..... اس آدمی نے قریب آگر سلام کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میرا تعلق اخبار سے ہے۔ کیوں۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”اگر آپ پولیس کو میرے بارے میں نہ بتائیں تو میں آپ کو اس معاملے میں ایک اہم بات بتا سکتا ہوں۔..... اس آدمی نے کہا۔

”کون سی بات۔..... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

”میرا نام کمال ہے اور میں سامنے والی کوٹھی میں ملازم ہوں۔

ہاؤس کیپر سمجھ لیں۔ مجھے دمہ کی شکایت ہے اس لئے تازہ ہوا کھانے کے لئے میں صبح سویرے لان میں آ جاتا ہوں۔ اس سے میرے پھیپھروں کو سکون ملتا ہے۔ یہ میرا روز کا معمول ہے۔ آج صبح میں

نے لان میں آگر زور سے سانس لینے شروع کئے تو مجھے سامنے والی کوٹھی کا بھاری پھانک کھلنے کی آواز سنائی دی۔ میں بڑا حیران ہوا کیونکہ اتنی صحیح پہلے کبھی یہ پھانک نہیں کھلا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کوٹھی کا چھوٹا پھانک کھولا تو میں نے دیکھا کہ سامنے والی کوٹھی جو ڈاکٹر اعظم کی ہے، کے پھانک سے ان کی کار باہر نکل رہی تھی۔ پھر کار مڑ کر رک گئی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کار میں سے ایک غیر ملکی لڑکی نیچے اتری اور اس نے پھانک کو اندر سے بند کیا اور پھر چھوٹا پھانک کھول کر باہر آئی اور دوڑ کر کار میں سوار ہو گئی اور کار ایک جھنکے سے آگے بڑھ گئی۔ میں سمجھ گیا کہ لڑکی کو ڈاکٹر صاحب نے بلا یا ہو گا اور اب صحیح کسی کے جانے سے پہلے اسے واپس بھیجا جا رہا ہے۔ میں نے پھانک بند کیا اور اندر چلا گیا۔ پھر پولیس آئی تو پتہ چلا کہ یہاں خوفناک واردات ہوئی ہے۔۔۔۔۔ اس آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جو کچھ تم بتا رہے ہو۔ یہ تو بے حد اہم ہے۔ تمہیں پولیس کو سب کچھ بتانا چاہئے۔۔۔۔۔ ٹائیکر نے کہا۔

”نہیں جتنا۔ ہمارا مالک پولیس کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ اگر میں نے پولیس کو بیان دیا تو پولیس بار بار کوٹھی پر آئے گی اور مالک مجھے نوکری سے ہی نکال دے گا۔ پھر میں دمے کام ریفیں ہوں۔ مجھے کسی نے نوکری تک نہیں دینی۔۔۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

”لیکن تم نے مجھے کیوں بتایا ہے۔ میں پولیس کو تمہارا نام لے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کر نہیں بتا سکتا۔۔۔۔۔ ٹائیکر نے کہا۔

”جتنا۔ آپ پولیس انسپکٹر کے ساتھ کوٹھی کے اندر گئے۔ میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ آپ کا تعلق پولیس سے تو نہیں کیونکہ میرا ضمیر مجھے پریشان کر رہا تھا کہ میں یہ بات کسی نہ کسی کو بتاؤں لیکن میں براہ راست پولیس کو نہ بتا سکتا تھا۔ اب بھی اگر آپ نے میرا نام پولیس کو بتایا تو میں اپنی زندگی اور نوکری بچانے کے لئے صاف مکر جاؤں گا۔ آپ کو اس لئے بتا دیا کہ آپ اپنے طور پر کسی اور کا نام لے کر پولیس کو بتا دیں تاکہ قاتل پکڑے جاسکیں۔۔۔۔۔ کمال نے کہا۔

”اس لڑکی کو تم نے دیکھا ہے۔ اس کا قدو مقامت اور حلیہ کیا تھا۔۔۔۔۔ ٹائیکر نے پوچھا۔

”لڑکی غیر ملکی تھی۔ شاید یورپین تھی۔۔۔۔۔ کمال نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اس کا قدو مقامت اور حلیہ بھی سرسری سا بتا دیا۔

”کیا وہ لڑکی کار میں اکیلی تھی یا کوئی دوسرا بھی اس کے ساتھ موجود تھا۔۔۔۔۔ ٹائیکر نے پوچھا۔

”بھی نہیں۔ وہ کار میں اکیلی تھی اور یہ بھی بتا دوں صاحب کہ ایسی خوبصورت پر شباب لڑکیاں میں نے بہت کم دیکھی ہیں۔۔۔۔۔ کمال نے کہا تو ٹائیکر بے اختیار مسکرا دیا۔

”کار کی کیا تفصیل ہے۔۔۔۔۔ ٹائیکر نے پوچھا تو کمال نے کار کی نہ صرف تفصیل بتا دی بلکہ اس کا جسٹریشن نمبر بھی بتا دیا کیونکہ وہ تقریباً روزانہ ہی اسے آتے جاتے دیکھتا رہتا تھا۔

اوکے - تمہارا شکریہ۔ میں اپنے طور پر پولیس کو رپورٹ کر دوں گا۔ تم پر کوئی بات نہیں آئے گی۔ ..... نائیگر نے کہا تو کمال نے خوش ہو کر اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر نائیگر نے کار سٹارٹ کی اور اسے واپس موڑا اور اس کا لونی کی بیرونی سڑک کی طرف چل پڑا۔ کچھ فاصلے پر ایک پبلک فون بوتھ پر اس کی نظر میں پڑیں تو اسے ایک خیال آیا اور اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر وہ فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے جیب میں موجود فون کا رد نکال کر اسے فون پیس کے مخصوص خانے میں ڈال کر دبایا تو فون پیس کے اوپر والے حصے میں سبز رنگ کا بلب جل اٹھا تو نائیگر نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”رونالڈ کلب“ ..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”روبرٹ سے بات کراؤ۔ نائیگر بول رہا ہوں“ ..... نائیگر نے کہا۔

”ہولڈ کریں“ ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہمیلو۔ روبرٹ بول رہا ہوں“ ..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد روبرٹ کی آواز سنائی دی۔

”نائیگر بول رہا ہوں روبرٹ۔ ایک کار کی تفصیل نوٹ کرو اور اپنی تنظیم برڈز کے ذمے لگادو کہ وہ اسے شہر میں تلاش کرے۔ میں تمہیں اس کا معقول معاوضہ دوں گا“ ..... نائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بتاؤ تفصیل“ ..... روبرٹ نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا تو نائیگر نے وہ تفصیل بتا دی جو اسے کمال نے بتائی تھی۔

”اوکے۔ تمہیں کہاں رپورٹ دوں“ ..... روبرٹ نے کہا۔ ”کتنی دیر لگ جائے گی اسے تلاش کرنے میں“ ..... نائیگر نے پوچھا۔

”کیا کہا جاسکتا ہے۔ یہ کام جلد بھی ہو سکتا ہے اور دیر بھی لگ سکتی ہے“ ..... روبرٹ نے کہا۔

”اوکے۔ میں ریڈ لائن کلب میں ہوں گا مجھے وہاں فون کر دینا“ ..... نائیگر نے کہا۔

”اوکے“ ..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نائیگر نے رسیور واپس کر میڈل پر رکھا اور اپنا کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر فون بوتھ سے نکل کر وہ کار میں بیٹھا اور اب اس نے کار کا رخ ریڈ لائن کلب کی طرف کر دیا۔ ریڈ لائن کلب تک پہنچتے پہنچتے اسے ایک گھنٹہ لگ گیا اور وہ جیسے ہی کلب میں داخل ہوا۔ استقبالیہ پر موجود نوجوان اس سے مخاطب ہوا۔

”مسٹر نائیگر۔ آپ کافون“ ..... استقبالیہ پر کھڑے نوجوان نے کہا تو نائیگر اس کی طرف مڑ گیا۔ وہ چونکہ زیادہ تر اسی کلب میں بیٹھتا تھا۔ اس لئے میہاں کے سب لوگ اسے بہت اچھی طرح سے جانتے تھے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"ہیلو۔ کون بول رہا ہے"..... مائیگر نے استقبالیہ گرک کے ہاتھ میں موجود رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔  
"روبرٹ بول رہا ہوں مائیگر"..... دوسری طرف سے روبرٹ کی آواز سنائی دی تو مائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا اتنی جلدی معلوم ہو گیا ہے یا کوئی اور بات ہے"۔ مائیگر نے کہا۔

"تمہاری مطلوبہ کار ہوٹل ہلشن کی پارکنگ میں موجود ہے اور میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ اس کار میں ایک یورپی لڑکی ہوٹل میں بھی وقت آئی تھی"..... روبرٹ نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تمہاری تنظیم برڈز واقعی بے حد تین، مستعد اور فعال ہے۔ گذشو"..... مائیگر نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"..... روبرٹ نے مسٹر بھرے لجھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مائیگر نے رسیور رکھا اور لائس پیروں واپس کلب سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل ہلشن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لڑکی جو صح سویرے ڈاکٹر اعظم کی کوٹھی سے نکلی تھی وہ وہاں۔ سیدھی ہوٹل ہلشن پہنچی ہے۔ مائیگر اس بارے میں سوچتا ہوا ہوٹل ہلشن کی پارکنگ میں داخل ہوا۔ پھر اس نے نیچے اتر کر کار لاک کی۔ اسی لمحے اس کی نظریں سب سے آگے والی قطار میں کھڑی اس کار پر جم گئیں جس کا رجسٹریشن نمبر اور باقی تفصیلات وہی تھیں جو کمال نے مائیگر

کو بتائی تھیں۔

"سر کارڈ"..... مائیگر کے کانوں میں آواز پڑی تو وہ چونک کر مڑا۔ پارکنگ بوائے اس کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے پارکنگ کارڈ مائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ سامنے جو اگلی قطار میں نیلے رنگ کی کار کھڑی ہے۔ کیا یہ تمہاری موجودگی میں آئی تھی"..... مائیگر نے کارڈ لیتے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کون سی کار۔ آپ کا مطلب ہے ڈاکٹر اعظم صاحب کی کار۔ ہاں جتاب، میری اس وقت ڈیوٹی شروع ہوئی ہی تھی"..... پارکنگ بوائے نے جواب دیا تو مائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کوٹ کی اندر ورنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکالا اور اس نوجوان کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ تمہارا انعام۔ تم واقعی بھگدار نوجوان ہو"..... مائیگر نے کہا۔

"شکریہ سر۔ آپ بھی قدردان ہیں سر"..... نوجوان نے انتہائی مسٹر بھرے لجھ میں کہا اور مائیگر سے نوٹ لے کر اس نے جلدی سے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"کیا اس کار میں ڈاکٹر صاحب آئے تھے"..... مائیگر نے پوچھا۔

"نہیں جتاب۔ مس سلانیا اس کار میں آئی تھیں"..... نوجوان نے جواب دیا تو مائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”مس سلانیا وہ کون ہے“..... مائیگر نے کہا۔

”یورپی ہیں۔ اپنے تین ساتھیوں سمیت ہلٹن میں پانچ چھ روز سے رہ رہی ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں معلوم نہ تھا لیکن اس کار سے باہر نکلتے ہوئے ان کے ہاتھ میں موجود فائل سے کاغذ گر گیا تھا جن کا انہیں علم نہ ہوا اور وہ ہوٹل میں چلی گئیں۔ کاغذ اپنے انداز سے بے حد اہم لگتا تھا اور یہاں ولیے بھی کام نہیں تھا۔ اس لئے میں کاغذ لے کر استقبالیہ پر گیا اور یہاں سے میں نے اس مس صاحبہ کا حلیہ بتا کر انہیں کاغذ دیا تو استقبالیہ والوں نے بتایا کہ ان کا نام سلانیا ہے اور انہوں نے کرہ نمبر بھی بتا دیا اور مجھے کہا کہ میں خود جا کر انہیں کاغذ دے دوں۔ اس طرح شاید وہ مجھے کوئی انعام بھی دے دیں۔ میں یہاں گیا ان کے کمرے کی کال بیل دی تو ایک یورپی مردوں نے دروازہ کھولا۔ میں نے دیکھا کہ اندر مس صاحبہ کے ساتھ دو یورپی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اس آدمی کو وہ کاغذ دیا تو اس نے بڑے سخت انداز میں مجھ سے کاغذ لے کر دروازہ بند کر دیا۔ جیسے میں نے کاغذ دے کر غلطی کی ہو۔ میں نے جا کر استقبالیہ والوں کو بتایا تو انہوں نے بتایا کہ ان کے تین ساتھی ہیں اور ان کے کمرے اکٹھے ہیں۔ وہ شاید کسی اہم گفتگو میں مصروف ہوں گے۔ اس لئے انہوں نے مجھے لفت نہیں کرائی ورنہ تو وہ سب بے حد اچھے لوگ ہیں۔ بہر حال میں واپس آگیا۔..... نوجوان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کمرہ نمبر کیا ہے جہاں تم گئے تھے“..... مائیگر نے پوچھا۔  
 ”دو سو بارہ جناب“..... پارکنگ بوائے نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک آنے والی گاڑی کی طرف بھاگ گیا جو ابھی ابھی پارکنگ میں داخل ہوئی تھی۔ مائیگر، ہوٹل میں جا کر سیدھا دوسرا منزل پر گیا لیکن جب وہ کمرہ نمبر دو سو بارہ کے سلسلے پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ کمرے کا دروازہ لاکٹھا اور سائیڈ پلیٹ پر جس پر مسافر کا نام لکھا ہوتا ہے وہ بھی خالی تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ سلانیا کمرہ چھوڑ کر جا چکی ہے۔ مائیگر واپس نیچے آیا اور پھر استقبالیہ سے اسے معلوم ہوا کہ سلانیا اور اس کے ساتھی رائٹ، فلپ اور جانسن دس بجے کمرے چھوڑ کر ہوٹل کی گاڑی میں ایئرپورٹ گئے ہیں تو مائیگر ہوٹل سے سیدھا ایئرپورٹ پہنچ گیا اور یہاں تھوڑی سی انکوائری پر اسے معلوم ہو گیا کہ سلانیا اور اس کے تین ساتھی بارہ بجے کی فلاٹ پر رومانیہ چلے گئے ہیں تو مائیگر نے سوچا کہ چونکہ مقتول بہر حال ساتھ دان تھا اور اسے قتل کرنے والی لڑکی یورپی ہے اور پارکنگ بوائے کے مطابق اس کے پاس فائل تھی جس میں سے کاغذ گر گیا تھا تو اس معاملے میں مزید انکوائری ضرور کی جانی چاہئے۔ شاید سلانیا ڈاکٹر اعظم کو ہلاک کر کے کسی اہم فارمولے کی فائل لے گئی ہو۔ چنانچہ اس نے اس بارے میں عمران کو اطلاع دینے کا فیصلہ کر لیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سائنسی کتاب تھی اور وہ اسے پڑھنے میں ہمہ تن مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا لیکن اس کی نظریں کتاب پر ہی جھی رہیں۔

“علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں”۔  
عمران نے اپنے مخصوص لجھے میں تعارف کرتے ہوئے کہا۔  
”سلطان بول رہا ہوں۔ تم فوری طور پر سرداور کو کال کرو۔ وہ تم سے کوئی ضروری اور اہم بات کرنا چاہتے ہیں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ساتھ ہی کتاب بھی بند کر کے میز پر رکھ دی۔

”سرداور کو تو میرے فلیٹ کا فون نمبر معلوم ہے۔ پھر انہوں نے کیوں سرسلطان کو فون کر کے مجھ سے رابطہ کرنے کے لئے کہا ہے۔“  
عمران نے حریت بھرے لجھے میں بڑبراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یہ۔۔۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی کیونکہ یہ نمبر ان کا ذاتی مخصوص نمبر تھا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذباں خود بول رہا ہوں۔“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”یہ بذباں خود سے کیا مطلب ہوا۔“..... سرداور نے کہا۔

”جیسے بقلم خود لکھا جاتا ہے اسی طرح بذباں خود بولا جاتا ہے۔ لیکن آپ بتائیں کہ آپ نے بذات خود مجھے فون کرنے کی بجائے بذریعہ سرسلطان کیوں رابطہ کیا ہے۔ آپ کے پاس تو میرا نمبر موجود ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”میں نے تو انہیں نہیں کہا کہ تم مجھے فون کرو۔ میں نے تو انہیں ایک سائنس دان کے قتل کے بارے میں رپورٹ دی ہے اور ان سے درخواست کی ہے کہ وہ وزارت داخلہ سے کہہ کر اس قتل کی اعلیٰ پیمانے پر انکو اسی کرائیں۔“..... سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کون تھا یہ سائنس دان اور کیسے ہلاک ہوا ہے۔“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔ ولیے وہ سرسلطان کی دانشمندی پر حیران رہ گیا

تحاکہ انہوں نے کس طرح بلواسطہ طور پر اسے اس قتل کے بارے میں آگاہ کرنے کا سوچا تھا۔

سانتس دان کا نام ڈاکٹر اعظم تھا۔ اس کی رہائش گاہ گرین ٹاؤن کی کوئی نمبر ایک سو ایک میں تھی۔ اس نے اپنی رہائش گاہ میں ہی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ ہفتہ میں دو روز گرین پرل جنریرے پر جہاں نیوی کا اڈہ اور ورکشاپ ہے اس میں ایک سپیشل ورکشاپ ہے لیبارٹری کا درجہ دیا گیا تھا کام کرتا تھا۔ ڈاکٹر اعظم نے ایسی چپ لیجاد کی تھی ہے اگر اٹیمک سب میرین میں نصب کر دیا جائے تو سمندری پانی میں موجود مخصوص کمیکٹر کی وجہ سے سب میرین کسی بھی آلے پر چیک نہیں کی جا سکتی۔ یہ انتہائی اہم لیجاد تھی لیکن ابھی اس کی ریخ کو وسیع کیا جا رہا تھا۔ پھر رپورٹ ملی کہ ڈاکٹر اعظم اور ان کے ملازمین کو ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی ہے اور خاص طور پر اس کمپیوٹر کو بھی کمپل طور پر تباہ کر دیا گیا جس میں انہوں نے اس آلے کے بارے میں تفصیلات فیڈ کی تھیں اور اسی رات نیوی کی اس سپیشل ورکشاپ کو بھی نامعلوم افراد نے کمکل طور پر تباہ کر دیا ہے۔ سردار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن ہمیں تو کسی نے اطلاع تک نہیں دی حالانکہ یہ انتہائی اہم واردات ہے۔ عمران نے کہا۔

وہاں جنریرے پر نیوی اٹیلی جنس تحقیقات کر رہی ہے اور

یہاں پولیس۔ ولیے ہمیں ان واقعات پر افسوس تو بے حد ہے لیکن اس آلے کا مکمل فارمولہ میرے پاس محفوظ ہے۔ میں نے اس سلسلے میں سخت احکامات دیتے ہوئے ہیں کہ سرکاری یا غیر سرکاری کسی لیبارٹری میں اگر حکومت سے منظور شدہ کسی فارمولے پر کام ہو رہا ہے تو اس سلسلے میں تفصیلات سے ہمیں ساتھ ساتھ آگاہ رکھا جائے اس لئے اس کا بنیادی فارمولہ میری تحویل میں موجود ہے۔ اس کی مدد سے اسے دوبارہ بنوایا اور اس پر مزید کام کرایا جا سکتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ سانتس دان کے قاتل گرفتار کئے جائیں۔ اس لئے میں نے سرسلطان سے کہا تھا کہ وہ وزارت داخلہ کو خصوصی ہدایات میرین میں نصب کر دیں تاکہ وہ اس کیس پر محنت کریں۔ ..... سردار نے کہا۔

”لیکن سردار اور۔ کیا آپ کو یہ خیال نہیں آیا کہ یہ سب کچھ ایک منظم پلانگ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ آپ نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق ایک ہی رات دونوں وارداتیں بیک وقت کی گئی ہیں۔ اوہر ڈاکٹر اعظم کو ہلاک کیا گیا اوہر سپیشل ورکشاپ تباہ کی گئی ہے۔ یقیناً وہ لوگ اصل فارمولہ یا اصل آلہ بھی لے گئے ہوں گے۔ آپ مجھے اطلاع دیتے۔ ..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اصل آلہ سپیشل ورکشاپ میں موجود ہے البتہ اسے تباہ کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر اعظم کے کمپیوٹر میں فیڈ تفصیلات موجود تھیں لیکن اس کمپیوٹر کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ ہاں اگر ہماری تحویل میں بنیادی فارمولہ ہوتا تو پھر ہمارے لئے یہ ناقابل تلافی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نقصان تھا۔ اب بھی ڈاکٹر اعظم جیسے قابل سائنس دان کی ہلاکت ہمارے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ لیکن ہونی پر تو کسی کا بس نہیں چلتا۔..... سرداور نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بتا دیا۔ اب میں بھی اس معاملے کو دیکھوں گا۔ اللہ حافظ۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ بیٹھا اس معاملے پر غور کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجئے لگی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھالیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“

عمران نے اپنے خصوصی لججے میں کہا۔

”ٹائیگر بول ریپا ہوں بس۔ اگر آپ اجازت دیں تو ایک اہم معاملے پر آپ سے تفصیلی بات کرنی ہے۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”کس سلسلے میں۔..... عمران نے چونک کر کہا۔

”ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم کی ہلاکت کے سلسلے میں۔“

دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”تمہیں اس بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے۔..... عمران نے حیرت بھرے لججے میں کہا۔

”باس۔ فون پر اتنی تفصیل سے بات نہیں ہو سکتی۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوکے۔ آ جاؤ فوراً۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سلیمان چونکہ اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران ان دنوں فلیٹ پر اکیلا رہتا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”کون ہے۔..... عمران نے عادت کے مطابق دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

”ٹائیگر بس۔..... باہر سے ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا اور ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔ ٹائیگر سلام کرتا ہوا اندر داخل ہوا تو عمران نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں ہی سٹنگ روم میں آگئے۔

”ہاں۔ اب بتاؤ کہ تمہیں اس بارے میں کیا معلوم ہے۔“

عمران نے کہا۔

”باس۔ آپ کی بات سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ اس معاملے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ تمہارا فون آنے سے تھوڑی در پہلے مجھے اس بارے میں سرداور نے اطلاع دی ہے۔..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اسے دکڑ کی تلاش کے سلسلے میں رونالڈ کلب کے رو بربٹ سے ملنے سے لے کر ایک پورٹ جا کر سلانیا اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں حاصل ہونے والی معلومات تک سب تفصیل بتا دی۔ عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

"تو ڈاکٹر اعظم اور اس کے پانچ ملازموں کو اس لڑکی سلانیا نے ہلاک کیا ہے حالانکہ ان ملازموں میں مسلح اور تربیت یافتہ افراد شامل تھے"..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔  
"لیں باس"..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو وہ عام لڑکی نہیں ہو سکتی۔ وہ یقیناً تربیت یافتہ امجنٹ ہو گی۔ عام لڑکی ایک آدمی کے سینے میں گولی تو اتار سکتی ہے لیکن اس انداز میں قتل عام نہیں کر سکتی کہ اسے خراش تک نہ آئے۔ تم نے ہوٹل سے ان کاریکارڈ حاصل کیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ مجھے صرف بجس تھا۔ اس لئے میں نے اس سلسلے میں کام کیا ہے۔ مجھے اس کی اہمیت کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا اور نہ اب تک ہے"..... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اسے سرد اور سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ اوہ پھر تو آپ کا اندازہ درست ہے۔ یہ سب کچھ باقاعدہ پلانگ کے تحت ہوا ہے"..... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

"کون آسکتا ہے"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔  
"آپ بیٹھیں۔ میں دیکھتا ہوں"..... ٹائیگر نے کہا اور انھر کر تیزی سے راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو صدر کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹائیگر سے بات کر رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد

صفدر اور کیپشن شکیل سٹنگ روم میں داخل ہوئے تو عمران نے انھوں کران کا استقبال کیا۔

"ٹائیگر۔ اب کچن کی ڈیوٹی بھی تمہیں دینا ہو گی۔ وہاں چائے بنانے کا تمام سامان موجود ہے اور کنووارے آدمی کو انڈے کا آمیٹ اور چائے بنانے کا فن تو بہر حال آتا ہی ہے۔ چائے بننا کر لاؤ"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر سمیت سب ہنس پڑے اور پھر ٹائیگر اشبات میں سرہلاتا ہوا سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

"آج سپر امجنٹ اور پا اور امجنٹ دونوں نے اکٹھے ہی میرے فلیٹ پر دھاوا بول دیا ہے۔ اللہ خیر ہی کرے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے لجھے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ پا کیشیائی بین الاقوامی سرحدی حدود میں ایک جزیرہ ہے گرین پرل۔ کیا آپ وہاں گئے ہیں کبھی"..... صدر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے وہاں کی نیوی کی سپیشل ورکشاپ کی تباہی کے بارے میں بتانے آئے ہو"..... عمران نے کہا تو صدر اور کیپشن شکیل نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا۔ میں نے کوئی غلط بات کی ہے"..... عمران نے کہا۔  
"نہیں عمران صاحب۔ دراصل راستے میں ہم سوچتے رہے ہیں کہ آپ ہماری بات سن کر حیران رہ جائیں گے کیونکہ اس کا آپ کو یقیناً

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

علم نہ ہو گا لیکن آپ کو تو وہاں بیٹھے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ ..... صدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے مجھے کہیں سے اطلاع ملتی ہے تو مجھے معلوم ہوتا ہے۔ اب مجھے الہام تو ہونے سے رہا۔ ..... عمران نے کہا اور پھر اس نے سرداور سے ہونے والی بات چیت کے متعلق بتادیا۔ ”ڈاکٹر اعظم کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ادہ۔ ویری بیڈ۔“ - صدر نے کہا۔

”اس بارے میں مجھے بتانے ناٹیگر آیا تھا۔ ..... عمران نے کہا اور پھر ناٹیگر نے جو کچھ بتایا تھا وہ اس نے مختصر طور پر دوہرایا۔ اسی لمحے ناٹیگر چائے کا فلاںک، پیالیاں اور چینی دان وغیرہ ٹرے میں رکھے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ٹرے کو سائیڈ میز پر رکھا اور پھر چائے سرو کرنے میں مصروف ہو گیا۔

”شکریہ ناٹیگر۔ تمہیں ہماری وجہ سے زحمت ہوئی۔ ..... صدر نے ناٹیگر سے کہا۔

”یہ تو میرے لئے اعزاز ہے صدر صاحب۔ آپ سب تو میرے آئیڈیل ہیں۔ ..... ناٹیگر نے جواب دیا۔

”ارے۔ ارے۔ بس لیڈیز کو آئیڈیل نہ بنانا ورنہ صدر اور تنور دنوں تمہیں آئیڈیل بنادیں گے۔ ..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ ہم نے دکٹر کا سراغ لگانے کی مہم کا آغاز کیا

ہے۔ ..... صدر نے چائے کی چیسکی لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چیف ویٹر کے گھر میں ملاقات کرنے سے لے کر نیوی آفیسرز کالونی پہنچنے تک کی تفصیل بتادی۔

”پھر کیا ہوا۔ ..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ نیوی آفیسرز کالونی میں ہم نے اس زاہد حمید کے بھائی ارباب حمید کی رہائش گاہ تلاش کر لی لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ارباب حمید تو گرین پرل گیا ہوا ہے۔ البتہ زاہد حمید وہاں موجود تھا۔ ہم نے زاہد حمید کو گھیر لیا اور پھر اس نے زبان کھول دی کہ اس نے ایک رومانیہ ٹزاو امجنٹ رائٹ اور اس کے دو ساتھیوں کو لپنے بھائی سے ملایا اور بھائی نے بھاری رقم لے کر انہیں نیوی کی سپیشل ورکشاپ میں داخل ہونے کا نہ صرف خفیہ راستہ بتایا بلکہ وہ انہیں اندر داخل ہونے میں مدد دینے کے لئے ان کے ساتھ بھی گیا ہے اور اس کام کے عوض انہیں بیس لاکھ ڈالر ملیں گے۔ جس پر ہم نے اسے بے ہوش کر دیا اور پھر وہاں سے نکل کر ہم گرین پرل پہنچ گئے۔ لیکن وہاں پہنچ کر ہمیں پتہ چلا کہ وہاں افراتفری پھیلی ہوئی ہے اور نیوی اسٹیلی جنس نے پورے جزیرے کا کنش روں سن بھال لیا ہے اور وہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رات کو کسی نے سپیشل ورکشاپ میں گھس کر وہاں موجود چار افراد کو ہلاک کر دیا اور ورکشاپ کی تمام مشیزی کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور زاہد حمید کے بھائی جو سیکورٹی آفیسر تھا، کی بھی لاش وہیں سے ملی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہے۔ اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا جس پر ہم سمجھ گئے کہ یہ کام رائٹ اور اس کے ساتھیوں کا ہے۔ چنانچہ ہم واپس بندرگاہ پہنچے اور وہاں سے سیدھے ہلشن ہوٹل گئے لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ رائٹ اور اس کے ساتھی ہوٹل چھوڑ کر ایرپورٹ گئے ہیں۔ ہم بھی ایرپورٹ گئے تو وہاں سے پتہ چلا کہ وہ بارہ بجے والی فلاٹ پر سوار ہو کر رومانیہ جا چکے ہیں۔ چنانچہ وہاں سے ان کے کاغذات کی نقول حاصل کیں اور وہیں ہمیں پہلی بار پتہ چلا کہ ان کے ساتھ ایک لڑکی سلانیا بھی گئی ہے۔ یہ تواب آپ نے بتایا ہے کہ سلانیا نے ڈاکٹر اعظم کے خلاف کارروائی کی ہے۔ صدر نے تفصیل بتاتے ہوئے

”وہ کاغذات کہاں ہیں“..... عمران نے کہا تو صدر نے کوٹ کی جیب میں سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور پھر انہیں کھول کر غور سے دیکھنے لگا۔ اس میں سلانیا، رائٹ، فلپ اور جانسن کے کاغذات تھے اور ان کی تصاویر بھی ان کاغذات پر چپاں تھیں۔ عمران نے ان کے پتے غور سے دیکھے اور پھر کاغذات میز پر رکھ دیئے۔

”بہر حال یہ بات تو طے ہے کہ سلانیا، رائٹ اور ان کے دو ساتھی یہ سب کسی تنظیم سے متعلق ہیں اور وہاں باقاعدہ مشن پر آئے تھے اور یہ وہی مشن تھا جس کے بارے میں رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے سرسلطان کو بتایا تھا۔ تم لوگوں نے واقعی کام کیا ہے۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تم دونوں اور نائیگر ان تک پہنچ گئے لیکن تمہیں دیر ہو گئی اور یہ لوگ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے لیکن میں یہ کاغذات چیف کو بھجوادوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ چیف انہیں بہر حال تلاش کرائے گا۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ ان کا تعلق کس تنظیم سے ہے اور یہ آپریشن انہوں نے کیوں کیا ہے۔ ..... عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ آپ فوری طور پر ان کے خلاف کام نہیں کرنا چاہتے۔“..... صدر نے کہا۔

”میری سرداور سے بات ہوئی ہے۔ جس فارمولے کو ختم کرنے کا مشن یہ لوگ لے کر آئے تھے اس کا بنیادی فارمولہ پہلے ہی سرداور کی تحویل میں ہے۔ اس لئے ان کے مشن کامیاب ہو جانے کے باوجود سوائے اس نقصان کے کہ ایک قابل ساتھ دان ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے اور نیوی ورکشاپ کے لوگ بھی ہلاک کئے گئے ہیں لیکن وہ پاکیشیا کو اس فارمولے سے محروم کر دینے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اس لئے ان کے پیچھے فوری بھلگئے کی ضرورت نہیں ہے۔“..... عمران نے کہا تو صدر اور کیپشن شکیل اور نائیگر تینوں نے اثبات میں سرطاں دیئے۔

ساتھ ساتھ گرل فرینڈ بھی تھی۔ مانی بے حد سمارٹ ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی خوبصورت بھی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے بھی مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ لے رکھی تھی اور اس کا نشانہ بھی بہترین تھا۔ وہ نذر، بے خوف اور دلیر ہونے کے ساتھ ساتھ حالات کا بہترین انداز میں تجزیہ کرنے میں بھی طاق تھی۔ یہی وجہ تھی کہ مارک ہر اہم مشن میں اسے اپنے ساتھ ضرور رکھتا تھا۔ ولیے تو مانی ہر وقت مارک کے ساتھ ہی رہتی تھی لیکن گذشتہ کئی دنوں سے وہ اپنے آبائی قصبے گئی، ہوئی تھی جہاں اس کی بوڑھی ماں رہتی تھی اور جس کی بیماری اب آخری سیٹچ پر تھی۔ مارک کے پاس بھی ان دنوں کوئی کام نہ تھا۔ اس لئے اس نے مانی کو جانے کی اجازت دے دی تھی لیکن اب وہ حقیقتاً اسے بے حد مس کر رہا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ کس طرح اس سے راطھہ کر کے اسے واپس بلائے کہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجٹ اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”مارک بول رہا ہوں“..... مارک نے ٹی وی پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

”کراس زیرو“..... دوسری طرف سے ایک مشینی سی آواز سنائی دی تو مارک بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور آرٹ میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ بہترین نشانہ باز بھی تھا۔ اس نے اپنا ایک علیحدہ سیکشن بنایا ہوا تھا جس میں ایک لڑکی مانی بھی شامل تھی جو اس کی پرسنل سیکرٹری، فون سیکرٹری ہونے کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پالینڈ کی ایک محل نما کوٹھی کے ایک کمرے میں ایک لمبے قدر اور بھاری جسم کا خوش رو نوجوان کری پر بیٹھا سامنے موجود نی دی پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ اس کے جسم پر گھرے نیلے رنگ کا سوت تھا۔ چہرے مہرے سے وہ کسی ایکشن فلم کا ہیرود کھائی دے رہا تھا۔ اس کے سہرے گھنگھریا لے بال اس کے شانوں تک آرہے تھے۔ یہ مارک تھا۔ سارچ ۶ جنسی کا چیف آپریشنل ایجنٹ۔ وہ دنیا کی بڑی بڑی جنسیوں میں کام کر چکا تھا اور اسے ناقابل تحریر ایجنٹ سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ مارشل آرٹ میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ بہترین نشانہ باز بھی تھا۔ اسی علیحدہ سیکشن بنایا ہوا تھا جس میں ایک لڑکی مانی بھی شامل تھی جو اس کی پرسنل سیکرٹری، فون سیکرٹری ہونے کے

نے باکس کو اپنے سامنے میز پر رکھ کر اس کا ڈھکن کھول کر اندر موجود ایک بٹن پر لیں کیا تو باکس کے کھلے ہوئے حصے پر سرخ رنگ کی ہریں سی دوڑنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ان ہروں کا رنگ نیلا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی سیئی کی آواز باکس میں سے سنائی دینے لگی۔ مارک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ان ہروں کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر میں اسے دیکھا جا رہا ہو گا اور اس کا مکمل تجزیہ ہو رہا ہو گا۔ چند لمحوں بعد ہروں کا رنگ ایک بار پھر بدلتا ہوا گیا۔ اب سبز رنگ کی ہریں باکس کے اوپر والے حصے میں مسلسل چمک رہی تھیں۔

“مارک بول رہا ہوں۔” مارک نے ہروں کا رنگ سبز ہوتے ہی مودبانہ لمحے میں کہا۔

“ہیڈ کوارٹر کا نگ یو۔” ایک مشینی آواز باکس میں سے سنائی دی۔

“میں ہیڈ کوارٹر سے بات کرنے کے لئے تیار ہوں۔” مارک نے کہا۔

“نمبر نوٹ کرو۔” اس مشینی آواز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طویل نمبر بتانا شروع کر دیا۔

“اوکے۔” مارک نے کہا تو ہریں نکنا بند ہو گئیں تو مارک نے باکس کو بند کر دیا اور پھر اسے اٹھا کر وہ ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کے خفیہ خانے میں باکس کو دوبارہ رکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ واپس آ کر کری پر بیٹھ گیا۔ ٹی وی وہ

پہلے ہی بند کر چکا تھا۔ اس نے کرسی پر بیٹھتے ہی رسیور اٹھایا اور وہ نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے جو اسے بتائے گئے تھے۔

“لیں۔” ..... رابطہ ہوتے ہی ایک مشینی آواز سنائی دی۔

“مارک بول رہا ہوں۔ کوڈ ڈبل ون۔” ..... مارک نے کہا۔

“اوکے۔” ..... دوسری طرف سے وہی مشینی آواز سنائی دی اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

“مارک۔ ہیڈ کوارٹر سے فلشن بول رہا ہوں۔” ..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی لیکن ہجھ دوستانہ تھا۔

“فرمایئے۔ اس بار تو بڑے عرصے کے بعد آپ نے مارک کو یاد کیا ہے۔” ..... مارک نے بھی قدرے بے تکلفانہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

“تم سپیشل ایجنٹ ہو۔ اس نے سپیشل مشن پر ہی تھیں مامور کیا جا سکتا ہے۔” ..... دوسری طرف سے اسی بے تکلفانہ لمحے میں کہا گیا۔

“یہ تو ہیڈ کوارٹر کی قدر خشاسی ہے۔ بہر حال حکم فرمائیں۔” مارک نے کہا۔

“پاکیشیا میں سارچ ہجنسی نے ایک مشن مکمل کیا ہے۔ اس مشن کے تحت ایمک سب میرین کو خفیہ رکھنے والے ایک آئے اور اس کو لہجاد کرنے والے سائنس وان کو اور وہ جس لیبارٹری میں کام

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”فائل میں پاکیشیا کے ایک خصوصی گروپ کے بارے میں بھی تفصیل موجود ہو گی جس کا وہاں کی سائنسی لیبارٹریوں سے گہرا تعلق ہے۔ یہ گروپ اس مشن کے سلسلے میں تمہاری بھروسہ معاونت کرے گا۔ اسے ہدایات بھیج دی جائیں گی لیکن مشن تم نے انتہائی تیز رفتاری سے اور ہر طرح سے بے دارغ انداز میں مکمل کرنا ہے۔“ فلشن نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا باب۔ آپ کی توقع سے بڑھ کر بہتر کام ہو گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔“..... مارک نے کہا۔

”اوکے۔ وش یو گڈلک۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور انٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے چھد بٹن پر لیں کر دیئے۔

”یہ باب۔“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”جیگر ہیڈ کوارٹر کی طرف سے نیا مشن سونپا گیا ہے۔“ تم مانی اور دوسرے ساتھیوں کو الٹ کر دو اور ہیڈ کوارٹر سے ایک فائل بھیجی جا رہی ہے اس لئے فائل رسیور کو آن کر دو۔ جیسے ہی فائل رسیو ہو اسے میرے پاس بھجوادو۔“..... مارک نے کہا۔

”یہ باب۔ کیا میڈم مانی کو صرف الٹ کرنا ہے یا اسے کال کر کے آپ کے آفس بھجوانا ہے۔“..... جیگر نے کہا۔

”نہیں۔ اسے میرے پاس بھجوادو تاکہ اس سے مشن کے بارے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کرتا تھا اس لیبارٹری سمیت سب کو ختم اور تباہ کر دیا گیا ہے۔ ہمیں فارمولہ نہیں چاہئے تھا کیونکہ اس فارمولے پر اسرائیل میں کام مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اس لئے سائنس دان کو ہلاک اور فارمولے سمیت لیبارٹری کو تباہ کر دیا گیا ہے لیکن اب ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس آئے کا بنیادی فارمولہ ایک سائنس دان سرداور کی تحويل میں ہے اور وہ اس فارمولے پر کسی اور لیبارٹری میں کام کرانا چاہئے ہیں۔ اس لئے وہ بنیادی فارمولہ ہم اس سائنس دان کی تحويل سے نکالنا چاہئے ہیں۔ اس سائنس دان کا نام جیسے میں نے بتایا ہے سرداور ہے اور وہ پاکیشیا کا سب سے سینئر سائنس دان ہے اور ریڈ لیبارٹری کا انچارج ہے۔ باقی کام تمہیں کرنا ہو گا۔“..... فلشن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”فارمولے کا کیا نام ہے۔“..... مارک نے پوچھا۔

”ایس ایم ون فارمولے کا تعلق اٹیک آبڈوزوں سے ہے۔“ تمہیں فائل مل جائے گی جس میں تمام تفصیل درج ہے۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ اس مشن کے سلسلے میں کوئی بھنک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کانوں میں نہ پڑے ورنہ وہ اسرائیل کے خلاف بھی کام کر سکتے ہیں۔“..... فلشن نے کہا۔

”آپ فائل بھیج دیں۔ میں جس قدر جلد ممکن ہو سکا پاکیشیا پہنچ کر مشن مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور وہ بھی آپ کی ہدایات کے مطابق۔“..... مارک نے جواب دیا۔

میں ڈسکشن ہو سکے۔ لیکن فائل کے بعد پہلے نہیں۔۔۔۔۔ مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے بس۔۔۔۔۔ جیگر نے جواب دیا تو مارک نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا اور پھر میز پر موجود شراب کی بوتل اٹھا لیں لیکن دوسرے لمبے اس نے بوتل واپس رکھ دی اور میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس میں موجود کاغذات کو لالٹنے پلٹنے لگا۔ اس فائل میں دنیا کے تمام ملکوں کے تفصیلی نقشے موجود تھے۔ جلد ہی اسے پاکیشیا کا نقشہ مل گیا اور پھر اس نقشے کو فائل سے نکال کر اس نے فائل واپس دراز میں رکھی اور نقشے کو میز پر پھیلا کر وہ اس پر جھک گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زورو  
حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”بیٹھو۔۔۔۔۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی  
اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیا بات ہے آج آپ بے حد سنجیدہ نظر آ رہے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک  
زورو نے کہا۔

”کہتے ہیں سنجیدہ آدمی کو روزی بڑی وسعت سے ملتی ہے جبکہ  
محزرے اکثر بھوکے مرتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زورو بے  
اختیار ہنس پڑا۔

”سنجیدگی کا روزی سے کیا تعلق عمران صاحب۔۔۔۔۔ بلیک زورو  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پروفیسر صاحبان کو دیکھو کس قدر سنجیدہ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اپنی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

شادی کے روز بھی منہ بسوارے بیٹھے نظر آتے ہیں اور اسی لئے انہیں بڑی بھاری تنخواہیں ملتی ہیں جبکہ سرکس کا جو کرس سے کم تنخواہ لیتا ہے۔..... عمران نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

”وہ تنخواہیں تو ان کے علم کی وجہ سے ملتی ہیں۔ سنجیدگی کی وجہ سے تو نہیں ملتیں۔..... بلیک زیر و بھی باقاعدہ دلیل پر اتر آیا تھا۔

”مجھے تو اتنی ڈگریاں رکھنے کے باوجود ایک بڑا چیک آج تک نہیں ملا۔ اگر معاوضے علم کی بناء پر ملا کرتے تو مجھے بھی لازماً بڑا چیک ملتا۔ لیکن ملتا کیا ہے چڑیا کی چونچ میں دانہ یا اونٹ کے منہ میں زیرہ۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ اب سنجیدہ ہو کر دیکھا جائے۔ شاید کہ بہار آجائے۔..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیر و بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اگر آپ اسی طرح سنجیدہ رہے تو جو ملتا ہے اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔..... بلیک زیر و نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”ارے وہ کیوں۔..... عمران نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لجئے میں کہا۔

”کیونکہ آپ کو سنجیدہ دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ آپ بیمار ہیں اور بیمار آدمی کو مشن پر نہیں بھیجا جاتا۔ ہسپیتال بھیجا جاتا ہے۔ جس سے آمدن کی بجائے الٹا فرج ہوتا ہے۔..... بلیک زیر و نے کہا۔

”ارے میری توبہ۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ اتنا سنجیدہ ہو جاؤں گا کہ ایک ہی بڑے چیک سے سارے بکھریے ختم ہو جائیں گے مگر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تم نے تو اٹالیا ہی ڈبو دی ہے۔ تمہارے دونوں کان کیوں اوپر نیچے ہو گئے ہیں۔..... بات کرتے کرتے عمران نے لفکھ اہتنائی حیرت بھرے لجئے میں کہا۔

”اوپر نیچے۔ کیا مطلب۔..... بلیک زیر و نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے کانوں کو ٹھولتے ہوئے کہا۔

”بس بس۔ اسی طرح کان پکڑے رہو تاکہ میں سنجیدہ نہ ہو سکوں۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

”آپ نے اپنے کان پکڑنے کی بجائے الٹا میرے کان پکڑوا دیئے۔..... بلیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے تو دونوں کان ایک ہی سیدھے میں ہیں۔ میں نے ایک روز باقاعدہ ناپے تھے۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیر و ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے کیوں ناپے تھے۔ کیا آپ کو کوئی شک پڑ گیا تھا۔ بلیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہا۔ میں جب بھی دھوپ کا چشمہ لگاتا تھا وہ ٹیڑھا ہو جاتا تھا۔ میں بڑا پر لیشان ہوا کہ شاید ایک کان نیچے اتر آیا ہے اور دوسرا اوپر چڑھ گیا ہے۔ لیکن ناپنے سے دونوں کان برابر تھے۔ پھر میں نے چشمے کو چھیک کیا تو چشمہ بذات خود ٹیڑھا تھا۔..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیر و ایک بار پھر ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات

ہوتی۔ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھایا۔  
”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لججے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ عمران موجود ہے سہماں“..... سرسلطان  
کی متوجہ سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔  
”میں علی عمران بول رہا ہوں سرسلطان۔ یہ آپ کے لججے میں  
پریشانی کیوں ہے“..... عمران نے لپٹنے اصل لججے میں کہا تو بلیک  
زیر و بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔  
”سردار اور ہسپتال میں ہیں۔ ان کی حالت بے حد خراب ہے۔  
انہیں گولیاں ماری گئی ہیں“..... سرسلطان نے پریشان سے لججے  
میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کب۔ کیسے“..... عمران نے اس بار خود متوجہ  
لججے میں کہا۔

”وہ اپنی رہائش گاہ پر تھے کہ صبح ان کے ایک اسٹینٹ نے  
انہیں فون کیا لیکن کسی نے فون انڈنڈ کیا تو وہ اسٹینٹ جبے  
سردار سے اہتمامی ضروری کام تھا خود ان کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔  
وہاں ان کے سکورٹی گارڈ اور ملازموں کی لاشیں پڑی تھیں۔ سردار اور  
ایک کمرے میں اہتمامی زخمی حالت میں فرش پر پڑے تھے۔ ان پر  
خاصاً تشدید کیا گیا تھا اور انہیں گولیاں ماری گئی تھیں لیکن وہ ابھی  
زندہ تھے۔ چنانچہ ان کے اسٹینٹ نے فوری ہائی رینک آفیرز  
ہسپتال فون کر کے ایمبولینس اور ڈاکٹرز منگوائے اور پھر ڈاکٹر نے

ابتدائی ٹریٹمنٹ ویس ان کی رہائش گاہ پر دی اور پھر انہیں ہسپتال  
پہنچایا جہاں ان کا چار گھنٹوں تک آپریشن ہوتا رہا۔ لیکن ابھی تک ان  
کی حالت پوری طرح خطرے سے باہر نہیں ہے۔ مجھے ابھی تھوڑی درد  
پہلے اطلاع ملی ہے تو میں سیدھا ہسپتال گیا اور وہاں انہیں دیکھ کر  
اب واپس آیا ہوں۔ پولیس ان کی رہائش گاہ پر کام کر رہی ہے۔ مجھے  
 بتایا گیا ہے کہ ایک یورپی آدمی کی لاش بھی وہاں سے ملی ہے۔ وہ  
شايد سیکورٹی گارڈ کے ہاتھوں ہلاک ہوا ہے۔ اس کی جیب سے جو  
پرس نکلا ہے اس کے اندر موجود کاغذات کی رو سے اس کا نام رابرٹ  
ہے اور وہ پالینڈ کا رہائشی ہے اور وہاں۔ پولیس نے بتایا ہے کہ  
سردار کی رہائش گاہ میں ان کے آفس کی ایک دیوار میں موجود خفیہ  
سیف بھی کھلا ہوا ملا ہے۔ اس سیف میں فائلیں اور کاغذات موجود  
ہیں۔ نجانے وہاں سے کیا نکالا گیا ہے۔ اب سردار اور ہوش میں آئیں  
گے تو معلوم ہو گا۔“..... سرسلطان نے تفصیل سے سب کچھ بتاتے  
ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ویری بیٹھ۔ ہمیں پتہ ہی نہیں چلا اور سردار پر قیامت گزر  
گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں زندگی اور صحت دے۔ میں ہسپتال پہنچ رہا  
ہوں۔“..... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹروں کے مطابق ابھی چند گھنٹوں تک انہیں ہوش نہیں آ  
سکتا کیونکہ ڈاکٹروں نے انہیں خود طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے  
ہیں۔ اس نے تم ہسپتال کی بجائے ان کی رہائش گاہ پر پہنچو۔ وہاں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پولیس انسپکٹر رحمت علی انچارج ہے - پولیس کے بڑے بڑے افسران بھی وہاں ہنپھے ہوئے ہوں گے - میں نے انسپکٹر کو تمہارے بارے میں بتا دیا ہے - اس لئے تمہیں وہاں تمام ضروری سہولیات ملیں گی" - سرسلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے - میں چہلے رہائش گاہ پر جاتا ہوں - پھر وہاں سے ہسپیتال جاؤں گا" ..... عمران نے کہا تو سپاہی بے اختیار چونک پڑا۔

"تم نے پوچھا تھا کہ میں سنبھیڈ کیوں ہوں تو آج صح سے نجانے کیوں مسکرانے کو بھی دل نہیں چاہتا تھا۔ اب مجھ میں آئی ہے یہ بات کہ مجھ پر سنبھیڈ کی دوسرہ کیوں پڑا ہوا تھا" ..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور تقریباً دوڑتا ہوا باہر برآمدے میں آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کے خفیہ راستے سے نکل کر تیزی سے سرداور کی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں کیونکہ سرداور پر اس انداز میں حملہ آج سے چہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ سرداور کی رہائش گاہ پر ہنپھا تو وہاں باہر اور اندر پولیس ہی پولیس نظر آ رہی تھی۔ عمران نے کار روکی اور نیچے اتر کر وہ آگے بڑھا۔

"جی صاحب" ..... ایک پولیس کے سپاہی نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"انسپکٹر رحمت علی کہاں ہے" ..... عمران نے سرد لبجے میں کہا۔ "وہ آئی جی اور ایس پی صاحب کے ساتھ اندر ہیں" ..... سپاہی نے جواب دیا۔

"جاوہ جا کر اسے کہو کہ علی عمران آیا ہے۔ میرے بارے میں اسے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان نے فون کیا تھا" ..... عمران نے سرد لبجے میں کہا تو سپاہی بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ سر۔ آپ آئیے سر۔ انہوں نے ہمیں چہلے ہی آپ کے بارے میں بتا دیا تھا" ..... سپاہی نے اس بارا ہتھی میڈیا مودبانہ لبجے میں کہا اور پھر وہ عمران کو ساتھ لئے کوئی نہیں میں داخل ہوا تو برآمدے میں ہی آئی جی اور ایس پی پولیس موجود تھے۔ ان کے ساتھ مودبانہ انداز میں ایک انسپکٹر بھی موجود تھا۔ سپاہی نے سیلوٹ کرتے ہوئے اسے عمران کے بارے میں بتایا تو انسپکٹر نے آئی جی اور ایس پی کو عمران کے بارے میں بتایا۔

"اوہ۔ اوہ تو آپ ہیں علی عمران صاحب۔ جو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں" ..... آئی جی نے بے اختیار آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ آپ ذرا بھی سے دور نہیں۔ اماں بی کا کہنا ہے کہ پولیس سے جتنا دور رہا جائے آدمی اتنا ہی عافیت میں رہتا ہے اور میرا نام علی عمران صاحب نہیں بلکہ علی عمران ایم ایس سی۔ وہی ایس سی (اکسن) ہے" ..... عمران نے اٹھا دو قدم بیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو ایس پی اور انسپکٹر دونوں کے چہرے عمران کی بات سن کر غصے سے سرخ

ہو گئے جبکہ آئی جی کے چہرے پر خجالت کے تاثرات ابھرائے تھے۔  
”اے۔ آپ تو ناراض ہو گئے۔ اماں بی کہتی ہیں پولیس کی  
دستی بھی اچھی نہیں اور ناراضگی بھی اچھی نہیں ہوتی۔ اس لئے پلیز  
آپ ناراض بھی نہ ہوں۔ صرف اتنا بتا دیں کہ وہ یورپی آدمی جو مارا  
گیا ہے اس کی لاش کہاں ہے۔..... عمران نے کہا تو آئی جی نے بے  
اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”انسپکٹر۔ انہیں لاش دکھاؤ۔..... آئی جی نے غصیلے لہجے میں  
انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اے۔ اے۔ یہ انسپکٹر ہے یا کسی مردہ خانے کا انچارج کہ  
دوسروں کو لاشیں دکھاتا رہتا ہے۔ یہ آئی جی صاحب میں نے اپنی  
زندگی میں بڑی بڑی لاشیں دیکھی ہیں لیکن مجھے آج تک ان سے خوف  
نہیں آیا کیونکہ جس طرح پولیس مجرموں کا کچھ نہیں بکاڑ سکتی۔ اسی  
طرح لاشیں بھی کسی کا کچھ نہیں بکاڑ سکتیں۔ یہی انسپکٹر صاحب۔  
آپ مجھے لاش دکھائیں پہلے ہی کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔ عمران  
نے آخری بات انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ سر۔ آئیے سر۔..... انسپکٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران  
اس کے پیچھے آگے بڑھ گیا۔

”یہ سخرہ۔ نجانے کیوں اس کی اتنی تعریفیں کی جاتی ہیں۔“  
عمران کے کانوں میں آئی جی کی ہلکی سی آواز پڑی۔

”یہ سر عبدالرحمن ڈائئیکٹر جزل سنٹرل انسٹیلی جنس بیورو کا اکلوتا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بینیا ہے جتاب۔ اس لئے۔۔۔۔۔ ایس پی کی آواز سنائی دی اور عمران  
بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی در بعد وہ ایک کمرے میں پہنچا تو وہاں  
لاشیں موجود تھیں۔ ان پر سفید کپڑے ڈالے گئے تھے۔ انسپکٹر نے  
ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی لاش کے منہ سے کمپا ہٹایا۔ یہ واقعی یورپی  
آدمی تھا۔ عمران نے جھک کر غور سے اس کے چہرے کو دیکھا اور پھر  
سیدھا ہو گیا۔

”ٹھیک ہے۔ اس کی جیب سے نکلنے والا سامان کہاں ہے۔“  
عمران نے کہا تو انسپکٹر نے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی میز پر موجود پرس  
انٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس میں سے کاغذات  
ٹکالے اور انہیں دیکھنے لگا۔ پھر اس نے پرس کو انٹا کر کے جھاڑا تو  
اچانک ایک کارڈ کا چھوٹا سا کونہ اسے ایک تھوڑی سی پھٹی ہوئی جگہ  
سے نظر آنے لگا۔ یہ پرس کی کوئی خفیہ جیب تھی جو جھاڑنے کی وجہ  
سے شاید کچھ کھل گئی تھی۔ عمران نے چند لمبوں کی کوشش کے بعد  
اسے کھولا تو اس میں ایک سفید رنگ کا مستطیل شکل کا کارڈ موجود  
تھا۔ عمران نے کارڈ کاٹ کر اسے الٹ پلت کر دیکھا لیکن کارڈ دونوں  
اطراف سے سفید اور بے داغ تھا۔ اس پر کسی قسم کا نہ کوئی نشان  
تھا اور نہ ہی کوئی تحریر۔

”آپ سگریٹ پیتے ہیں۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے انسپکٹر سے  
مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ سر۔ سر۔ مم۔ مم۔ مگر۔۔۔۔۔“ انسپکٹر اس اچانک اور غیر متعلقہ

بیٹھ کر سرداور یقیناً اپنا آفس ورک کرتے ہوں گے۔ وہاں دیوار میں ایک کھلا ہوا سیف صاف نظر آ رہا تھا۔ سیف میں فائلیں ہی فائلیں بھری ہوئی تھیں البتہ ان کی ترتیب خراب ہو رہی تھی۔ چند فائلیں نیچے فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے جھک کر فرش پر پڑی ہوئی فائلیں اٹھا کر واپس سیف میں رکھیں اور سیف بند کر دیا۔

”اس میں اہتمامی ضروری اور قیمتی فائلیں ہیں۔ اس لئے اس کو بند کر دینا ضروری ہے۔“..... عمران نے کہا اور انسپکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب سے عمران نے آئی جی سے مذاق کیا تھا تب سے انسپکٹر کم سے کم بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ مجرموں نے اس سیف سے یقیناً کوئی فائل حاصل کی ہے اور وہ اس فائل کی غرض سے ہی سہماں آئے تھے۔ اب یہ کون سی فائل ہو سکتی ہے۔ یہ تو سرداور ہوش میں آکر ہی بتا سکیں گے۔ پھر عمران انسپکٹر سمیت واپس باہر آگیا تو آئی جی اور ایس پی دونوں واپس جا چکے تھے۔ عمران بھی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہائی رینک آفیسرز ہسپیتال میں داخل ہو رہی تھی۔ سہماں کا انچارج ڈاکٹر شمسی تھا جو عمران سے بہت اچھی طرح واقف تھا کیونکہ سپیشل ہسپیتال میں وہ کافی عرصہ ڈاکٹر صدیقی کے تحت کام کر چکا تھا۔

”اوہ۔ عمران صاحب آپ۔“..... ڈاکٹر شمسی نے عمران کے آفس میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سوال پر بے اختیار چونک پڑا۔

”میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ پھر آپ کے پاس لاٹریا ماچس ہو گی وہ مجھے دے دیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیں۔ لاٹر ہے سر۔“..... انسپکٹر نے جلدی سے جیب سے لاٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور پھر لاٹر جلا کر اس نے اس سفید کارڈ کے نیچے اتنے فاصلے پر رکھا کہ شعلے کی گرمی کارڈ تک پہنچ جائے لیکن کارڈ جلنے نہیں۔ انسپکٹر حریت بھرے انداز میں اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ عمران کی نظریں کارڈ پر جمی ہوئی تھیں اور پھر آہستہ آہستہ کارڈ کے درمیان ایک لفظ ابھرنے لگا۔

”سارج۔“..... عمران نے اس لفظ کو پڑھتے ہوئے کہا۔

”جی۔ کیا۔ کیا مطلب۔“..... انسپکٹر نے چونک کر کہا۔

”چکھ نہیں۔ یہ لیجئے اپنا لاٹر، اور یہ پرس بے شک سرکاری تحويل میں ہے لیکن کاغذات اور کارڈ میرے پاس رہے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”لیں سر۔“..... انسپکٹر نے کہا اور لاٹر لے کر جیب میں ڈال دیا۔

”اب آپ مجھے وہ کھلا ہوا سیف دکھا دیں۔“..... عمران نے کاغذات اور کارڈ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ آئیے سر۔“..... انسپکٹر نے کہا اور عمران کو لے کر ایک اور کمرے میں آگیا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا یا گیا تھا۔ سہماں

”شکریہ ڈاکٹر شمسی صاحب۔ سرداور کا کیا حال ہے۔ ..... عمران نے بے چین سے لجے میں کہا۔

”میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں۔ ان کی حالت سیل نہیں ہو رہی۔ اصل میں وہ بزرگ آدمی ہیں اور گولیاں ان کے دل میں ماری گئی تھیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا کہ دونوں گولیاں پسیلوں میں انک کر رخ بدل گئیں ورنہ تو سرداور دوسری سانس بھی نہ لے سکتے تھے۔ البتہ زیادہ خون بہہ جانے اور زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے گولیوں کا زہر پھیل گیا ہے۔ ..... ڈاکٹر شمسی نے تفصیل سے سرداور کی حالت بتاتے ہوئے کہا اور عمران ان کے لجے سے ہی سمجھ گیا کہ سرداور کا بچنا ڈاکٹر شمسی کے نزدیک محال ہے تو بے اختیار اس کا دل بھر آیا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ جامہ نماز تو ہو گی میہاں۔ ..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”ہاں ہے۔ کیوں۔ ..... ڈاکٹر شمسی نے حریت بھرے لجے میں کہا۔

”اماں بی کا حکم ہے کہ جب ایسا موقع آئے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا اوندوہ قادر مطلق ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ وہ مضطرب دل کی پکار سنتا ہے۔ میں بھی دو نفل پڑھ کر سرداور کی زندگی کی دعا کرنا چاہتا ہوں۔ ..... عمران نے قدرے رندھے ہوئے لجے میں کہا۔

”سچ کہا آپ کی اماں بی نے۔ وہ واقعی قادر مطلق ہے۔ ..... ڈاکٹر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

شمسی نے کہا اور عمران کو سائیڈ پر موجود ریٹائرمنگ روم میں لے آیا۔ میہاں فرش پر بٹھے ہوئے قالمین کی سائیڈ میں جامہ نماز موجود تھی۔ ”شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ ..... عمران نے کہا اور پھر وہ باقاعدہ روم میں وضو کرنے چلا گیا۔ وضو کر کے واپس آ کر اس نے جامہ نماز کو قبلہ رخ پٹھایا اور دو نفل نماز کی نیت کر کے اس نے نماز پڑھی اور پھر سجدے میں سر رکھ کر اس نے اللہ تعالیٰ سے سرداور کی زندگی کی دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ گڑگڑاتے ہوئے دعائیں مانگنے مانگنے اس کا دل بھر آیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو پانی کی طرح بہنے لگے۔ اسے سرداور کی محبت و شفقت بھری باتیں یاد آنے لگیں اور پھر وہ اور زیادہ گڑگڑا کر ان کی صحبت کے لئے دعائیں مانگنے لگ گیا۔ پھر اسے دعائیں مانگنے ہوئے نجاں کتھی دیر ہو گئی تھی۔

”عمران صاحب۔ اٹھیں اللہ تعالیٰ نے رحمت کر دی ہے۔ آپ کی عاجزانہ دعائیں اس کی بارگاہ میں قبول کر لی گئی ہیں۔ ..... اچانک عمران کو ڈاکٹر شمسی کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے ایک جھٹکے سے سرا نھایا۔ اس کی آنکھوں کے پوٹے سوچ گئے تھے۔ پھرے پر آنسوؤں کے نشانات ابھی تک موجود تھے۔

”یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کا بے حد شکریہ۔ میں دو نفل شکرانے کے پڑھ لوں۔ ”۔ عمران نے مسرت بھرے لجے میں کہا اور ایک بار پھر دو نفل شکرانے کی نیت سے پڑھنا شروع کر دیئے۔ نفل پڑھ کر اور اللہ تعالیٰ

کا شکر ادا کر کے وہ اٹھا۔ اس نے جائے نماز تہس کر کے واپس اس کی جگہ رکھی اور پھر باقہ روم میں جا کر اس نے منہ دھویا اور پھر جوتے چہن کروہ آفس میں آگیا۔ ڈاکٹر شمسی کہیں گئے ہوئے تھے۔ ابھی عمران بیٹھا ہی تھا کہ چڑا سی اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔

”ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں۔“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ ایک مریض کو دیکھنے گئے ہیں۔ انہوں نے حکم دیا تھا کہ آپ کو چائے پیش کی جائے۔ وہ ابھی واپس آ جائیں گے۔“..... چڑا سی نے مودبانتہ لجھے میں کہا تو عمران نے اس کا شکر یہ ادا کیا اور چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگائی۔ چائے پینے کے کچھ دیر بعد ہی ڈاکٹر شمسی واپس آگئے۔

”اب کیا پوزیشن ہے سردار کی۔“..... عمران نے بے چین سے انداز میں پوچھا۔

”ان کی حالت اب خطرے سے باہر ہے لیکن ابھی وہ بے ہوش ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو کل ان سے مل لیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات بھی وہ اسی حالت میں رہیں تاکہ کسی قسم کا رسک باقی نہ رہے۔“..... ڈاکٹر شمسی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا کرے البتہ ایک کام آپ نے کرنا ہے کہ ان کی خصوصی حفاظت کرانی ہے۔ کیونکہ حملہ آور اپنی طرف سے انہیں ہلاک کر کے گئے تھے۔ اب اگر انہیں

اطلاع مل گئی کہ وہ زندہ نج گئے ہیں تو وہ مہماں دوبارہ ان پر حملہ بھی کر سکتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے اس بارے میں بتا دیا۔ اب آپ بے فکر ہیں۔ اپنی طرف سے ہم ان کی مکمل حفاظت کریں گے۔“..... ڈاکٹر شمسی نے کہا تو عمران ان سے اجازت لے کر ان کے آفس سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک بار پھر دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا تو یہ چاروں احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا آگے آیا اور میز کی چھوٹی سائیڈ پر موجود اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ چاروں بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”خصوصی مینٹنگ کا آغاز کیا جاتا ہے اور یہ خصوصی مینٹنگ ایک اہم معاملے پر بلائی گئی ہے۔“..... پانچویں آدمی نے بھاری لجھے میں کہا۔

”لیں چیف“..... ان چاروں نے بیک آواز ہو کر کہا۔  
”آپ چاروں پوری دنیا میں سارج کے چیفس ہیں اور آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سارج ایک ایسی خفیہ تنظیم ہے جسے ایکریکا اور اسرائیل کی بھرپور سرپرستی حاصل ہے اور سارج کے مقاصد بھی پوری دنیا میں مہدویوں اور ایکریکیوں کی مکمل بالادستی ہے۔ اس لئے سارج نے ہر وہ کام کرنا ہے جس سے اس کے مقاصد پورے ہو سکیں اور مجھے خوشی ہے کہ سارج اپنے مقاصد کو پورا کر رہی ہے۔ سارج کو قائم ہونے چار سال گزر چکے ہیں لیکن ان چار سالوں میں سارج کو خفیہ رکھنے کی کوششیں بھی کامیاب رہی ہیں لیکن اب اس بات کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ سارج دنیا پر اپنے نہ ہو جائے اور اس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔..... چیف نے بھاری لجھے میں کہا۔

”کیا ہوا ہے چیف۔ ہمیں تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔“..... نمبر سنجیدگی طاری تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ایک ہال کمرے میں ایک مستطیل شکل کی میز کی دونوں سائیڈوں میں دو دو کرسیاں موجود تھیں جبکہ ایک اونچی پشت کی کرسی تیسرا سائیڈ پر موجود تھی۔ پانچوں کرسیاں خالی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی جس نے نیلے رنگ کا سوت پہننا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے تین آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان تینوں نے بھی نیلے رنگ کے سوت قبھنے ہوئے تھے اور ان کی جیسوں پر باقاعدہ سفید رنگ کے کارڈ لگے ہوئے تھے جن پر تیز سرخ رنگ سے ایک سے چار تک نمبر لکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے دو تو میز کی ایک سائیڈ پر اور باقی دو دوسری سائیڈ پر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ یہ چاروں یورنی نژاد تھے اور ان سب کے چہروں پر گہری

ایک نے بھاری لججے میں کہا۔  
 ”پوری دنیا چار حصوں میں تقسیم کی گئی ہے اور آپ چاروں  
 ایک ایک حصے کے چیف ہیں۔ سبرا عظم ایشیا چیف نمبر چار کے تحت  
 ہے۔ نمبر چار نے سارج ہیڈ کوارٹر کے مطابق پاکیشیا میں ایک  
 اہم مشن بڑی کامیابی سے مکمل کرایا ہے۔ اس مشن کو ایس  
 ایم ون کا نام دیا گیا ہے۔ مختصر طور پر یہ کہ پاکیشیا کے ایک ساتھ  
 دان ڈاکٹر اعظم نے ایمک سب میرین کو تمام آلات سے خفیہ رکھنے  
 کا ایک آلہ ایس ایم ون لیجاد کر لیا۔ ادھر اسرائیلی ساتھ دان بھی  
 اسی مقصد کے لئے ایک آئے پر کام کر رہے تھے۔ پھر اطلاع ملی کہ  
 اسرائیل بھی اس آئے کو مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور  
 پاکیشیا کے آئے کی رتبخ کم ہے۔ اس لئے وہ اس پر  
 مزید کام کر رہے ہیں اگر پاکیشیا اس آئے کی رتبخ بڑھا لیتے میں  
 کامیاب ہو جاتا تو اسرائیل کی یہ لیجاد فضول ہو جاتی کیونکہ پاکیشیا  
 اس لیجاد کو تمام مسلم ممالک تک پہنچا دیتا۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا  
 کہ پاکیشیائی آئے کو تباہ کر دیا جائے اور اس ساتھ دان کو بھی  
 ہلاک کر دیا جائے۔ نمبر چار نے رومانیہ سے ایک گروپ اس مشن  
 کے لئے بھیجا اور یہ گروپ اپنے مشن میں کامیاب واپس لوٹا لیکن پھر  
 اطلاع ملی کہ پاکیشیا کے بڑے ساتھ دان سرداور نے اس آئے کا  
 بنیادی فارمولہ سے ہی اپنی تحویل میں رکھا ہوا ہے۔ اس طرح  
 پہلا مشن کامیاب ہونے کے باوجود ناکام، ہو گیا تو پالینڈ سے دوسرے

گروپ کو بھیجا گیا۔ یہ چیف آپریشنل گروپ تھا۔ اس گروپ نے بھی  
 کامیابی حاصل کر لی لیکن ان کا ایک آدمی ہلاک ہو گیا اور ان کے  
 پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ اس لاش کو انھا کر ساتھ لے آتے۔ چنانچہ  
 یہ لاش وہیں مشن سپاٹ پر ہی رہ گئی۔ گروپ لیڈر نے بعد میں اس  
 لاش کی جیب سے کاغذات کے حصول کے لئے کام کیا تو معلوم ہوا  
 کہ اس آدمی کے پرس سے کاغذات پاکیشیا کا مشہور ایجنسٹ علی عمران  
 لے گیا ہے اور اس سے زیادہ خطرناک اطلاع یہ ملی ہے کہ اس علی  
 عمران نے پرس کے خفیہ خانے سے سارج کا اصل کارڈ بھی نہ صرف  
 نکال لیا بلکہ اس نے سکریٹ لائز کی مدد سے اس پر موجود خفیہ  
 حروف بھی پڑھ لئے۔ یہ اہمیتی خطرناک بات تھی۔ چنانچہ اس  
 گروپ کی طرف سے اطلاع ملنے پر اس گروپ کو فوری طور پر واپس  
 بلا لیا گیا کیونکہ اس گروپ نے نہ صرف پاکیشیا کے اہم  
 ساتھ دان کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ اس سے ایس ایم ون کا فارمولہ  
 بھی حاصل کر کے اسے بھی جلا دیا تھا۔ اس گروپ کا اب وہاں رہنا  
 خطرناک ثابت ہو سکتا تھا لیکن اس اطلاع نے کہ علی عمران سارج  
 سے واقف ہو گیا ہے۔ اسرائیل اور ایکریمیا کے حکام میں کھسلی پیدا  
 کر دی اور پھر اس معاملے پر دونوں ملکوں کی اہمیتی اعلیٰ سطحی میئنگ  
 ہوتی جس میں مجھے بھی شامل کیا گیا۔ وہ سب عمران کی کار کردگی سے  
 خوفزدہ تھے۔ میں نے انہیں بے حد سمجھایا کہ یہ آدمی ہمارے مقابلے  
 پر کچھ بھی نہیں کر سکتا اور صرف سارج کے نام سے واقف ہونے کا یہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

مطلوب نہیں ہے کہ وہ سارج کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے چیفس اور ان کے ہیڈ کوارٹر زے بھی واقف ہو جائے گا لیکن اعلیٰ حکام بضد تھے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر سارج کے خلاف مقابلے پر اتر آتے ہیں تو یہ ہو دیوں اور ایکر میزز کی یہ مشترکہ خفیہ تنظیم ختم بھی ہو سکتی ہے - اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ سارج کے ان دونوں گروپوں کو جنہوں نے پاکیشیا میں مشتمل کئے ہیں انہیں ختم کر دیا جائے تاکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے ذریعے سارج کے ہیڈ کوارٹر تک نہ پہنچ سکے - اس فیصلے پر عملدرآمد کے لئے یہ خصوصی میٹنگ کال کی گئی ہے۔ چیف نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو چاروں چیفس کے چہروں پر حریت اور لمحن نمایاں نظر آنے لگی۔

”چیف - یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے ان دونوں گروپس کو جو مشہذ میں کامیاب رہے ہیں - خود ہی ہلاک کر دوں“..... نمبر چارنے سب سے پہلے بولتے ہوئے کہا۔

”میں خود بھی اس معاملے پر احتیاطی بے چینی محسوس کر رہا ہوں لیکن اس کا کوئی ایسا حل ہونا چاہئے جس سے اعلیٰ حکام بھی مطمئن ہو جائیں اور ہم بھی“..... چیف نے کہا۔

”اعلیٰ حکام سے آپ کا مطلب سارج کے بورڈاف گورنر زے سے ہے یا اس کے چیئرمین لارڈ انthoni سے ہے“..... نمبر تین نے کہا۔

”میرا مطلب لارڈ انthoni سے تھا۔ وہ احتیاطی با اختیار آدمی ہے۔“..... نمبر دو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

وہ چاہے تو پوری سارج کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اسرائیل کا صدر اور ایکر میا کا صدر دونوں لارڈ انthoni کے زیر اثر ہیں۔ چیف نے کہا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے گروپس کو ختم کرنے کی بجائے اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمه کر دیں“..... نمبر ایک نے کہا۔

”یہ تجویز بھی میں نے پیش کی تھی لیکن لارڈ انthoni کی وجہ سے بورڈ نے اسے مسترد کر دیا تھا“..... چیف نے کہا۔

”ایک صورت ایسی ہے جس سے یہ معاملہ بخوبی نمٹ سکتا ہے۔“..... نمبر دو نے کہا تو چیف سمیت سب چونک کہ اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”پیش کرو وہ صورت“..... چیف نے کہا۔

”چیف - موجودہ دور میں پلاسٹک سرجری سے چہرے کو مکمل اور مستقل طور پر تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ دونوں گروپس میں سے جو لوگ پاکیشیا کے تھے ان کے چہروں کو پلاسٹک سرجری سے تبدیل کر دیا جائے اور انہیں ایک سال کی رخصت دے کر دور دراز کے علاقوں میں بھجوادیا جائے۔ ان کی شاخخت بھی تبدیل کر کے انہیں نئے اصل کاغذات دے دیئے جائیں۔ اس طرح وہ ہلاک ہونے سے نج جائیں گے اور زیادہ سے زیادہ یہ خطرہ ایک سال تک دور ہو سکتا ہے۔ ایک سال بعد وہ دوبارہ کام پر واپس آسکتے ہیں“..... نمبر دو

نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ تجویز واقعی اچھی ہے۔ مجھے پسند آئی ہے۔ اس طرح بورڈ آف گورنری کی بات بھی تسلیم کر لی جائے گی اور ہمارے تجربہ کار لوگ بھی ہلاکت سے نجیج جائیں گے۔ نمبر فور۔ تم اس پر فوری عملدرآمد کراؤ۔“..... چیف نے فیصلہ کرنے لجھے میں کہا۔

”یہ چیف۔ حکم کی فوری تعمیل ہو گی۔“..... نمبر چار نے قدرے اطمینان بھرے لجھے میں کہا۔

”اب آؤ اس بات پر کہ عمران کو اگر سارج ۶۷جنی کے بارے میں علم ہو جائے تو وہ زیادہ سے زیادہ سارج ۶۷جنی کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے۔“..... چیف نے کہا۔

”باس۔ سارج ۶۷جنی پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر بھی نامعلوم ہے۔ پھر یہ آدمی یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا کر سکتی ہے۔“..... نمبر ایک نے کہا۔

”میرا خیال ہے چیف کہ ہمیں از خود عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنا چاہئے۔ ہمارے پاس الیے بے شمار گروپ ہیں جو آسانی سے ان کا خاتمه کر سکتے ہیں۔“..... نمبر دونے کہا۔

”نہیں۔ یہ بات اعلیٰ سطح کی میئنگ میں اصولی طور پر طے کر لی گئی ہے کہ سارج ۶۷جنی کسی صورت بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گی ورنہ ہمارے آدمیوں کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس سارج کے ہیڈ کوارٹر اور بورڈ آف گورنری تک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پہنچ سکتی ہے۔“..... چیف نے کہا۔

”باس۔ ایشیا کا چیف میں ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب بھی کسی مشن پر کام کرتی ہے تو وہ ادھر ادھر نظر انھا کر بھی نہیں دیکھتی بلکہ براہ راست اپنے مشن کو ڈار گت بناتی ہے اور ان کا مشن اب سارج ۶۷جنی نہیں ہو سکتا۔ ان کا مشن ایس ایم فارمولہ ہو گا اور وہ اب لا محالہ اسرائیل میں اس فارمولے کو حاصل کریں گے یا اسے ختم کر دیں گے اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بے شمار بار اسرائیل میں کام کیا ہے لیکن اسرائیل کی کوئی بھی ۶۷جنی ان کا خاتمه نہیں کر سکی۔ اس لئے ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ ہم اسرائیل کو روپورٹ کر دیں اور خود خاموش ہو کر بیٹھ جائیں۔“..... نمبر چار نے کہا۔

”یہ اور بھی زیادہ خطرناک بات ہے۔ اسرائیل تو ہمارا اپنا ملک ہے۔ ہم کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل کو نقصان پہنچانے اور ہم خاموش بیٹھے رہیں۔“..... چیف نے عصیلے لجھے میں کہا۔

”تو پھر ایک ہی صورت ہے چیف کہ اس بار اسرائیل میں ان کا مقابلہ اسرائیل ۶۷جنسیوں کی بجائے سارج ۶۷جنی کھل کر کرے۔“..... نمبر چار نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ اس بات پر میں لارڈ انتحونی کو قابل کر سکتا ہوں۔“..... چیف نے کہا۔

"لیکن چیف۔ پھر تو لازماً سارج ہجنی کو کھل کر سلمانے آنا پڑے گا اور پھر کیا سارج ہجنی کا وجود خطرے میں نہیں پڑ جائے گا۔ نمبر تین نے کہا۔

"ہم اسرائیل میں کام کرنے والے اپنے گروپ کا نیا نام رکھ لیں گے۔ اس طرح سارج ہجنی سلمانے نہیں آئے گی۔"..... چیف نے کہا۔

"اسراۓل میرے دائرہ اختیار میں ہے چیف اور میرے پاس ایک ایسا گروپ موجود ہے جس کے تمام ممبرز ریڈ ہجنی اور بلکیک ہجنی میں کام کر جکے ہیں۔"..... نمبر دونے کہا۔

"نہیں۔ وہ بھی لازماً ایکریمز ہوں گے۔ ہمیں ایسا گروپ بنانا چاہئے جو اسرائیلی ہو اور یہودی ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کمٹڈ اور اہتمائی تجربہ کار افراد کی ضرورت ہے۔"..... نمبر چارنے کہا۔

"ایسا ایک گروپ میرے پاس موجود ہے۔ اس کا انچارج کٹو اس کا نام کرنل اسمتحہ ہے۔ وہ اہتمائی تجربہ کار ہے اور اس کا گروپ بھی کٹو یہودیوں اور اسرائیلیوں پر مشتمل ہے لیکن ان کی تربیت ایکریمز میں ہوتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ کرنل اسمتحہ ان کا خاتمه آسانی سے کر دے گا۔"..... نمبر تین نے کہا۔

"اوکے۔ پھر ایسا ہے کہ کرنل اسمتحہ اور اس کے گروپ کا ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں قائم کر دیا جائے۔ وہاں انہیں ہر قسم کی سہولتیں مہیا کی جائیں اور اسرائیلی پولیس کو ان کے تابع کر دیا

جائے۔"..... چیف نے کہا۔  
"لیکن چیف۔ اسرائیلی ہجنیاں اس کی بھرپور مخالفت کریں گی۔"..... نمبر ایک نے کہا۔

"ہا۔ مجھے معلوم ہے لیکن لاڑا نتھونی اگر اسرائیل کے صدر سے بات کرے تو یہ کام بھی آسان ہو جائے گا۔"..... چیف نے کہا۔

"چیف۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں پورے اسرائیل کی ذمہ داری اٹھانے کی بجائے اپنے آپ کو صرف اس لیبارٹری تک محدود کر لینا چاہئے جہاں ایس ایم دن تیار ہو رہا ہے۔ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اصل نارگٹ یہی ہو گا۔ باقی اسرائیل کو اسرائیلی ہجنیوں پر چھوڑ دینا چاہئے۔ اسی طرح ہم زیادہ آسانی اور سہولت سے اپنا کام کر سکیں گے۔"..... نمبر ایک نے کہا۔

"لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس عمران کو اس لیبارٹری کے بارے میں علم ہو اور کیا یہ ضروری ہے کہ اسے یہ بھی علم ہو کہ اسرائیل بھی اس آلبے پر کام کر رہا ہے۔"..... چیف نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے چیف۔ لیکن کہا یہی جاتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حریت انگریز طور پر ایسے سیکرٹ معلوم کر لیتی ہے۔"..... نمبر چارنے کہا۔

"اوکے۔ پھر یہ بات طے ہو گئی کہ ہمارا گروپ اس لیبارٹری کی حفاظت کرے گا اور ان دونوں گروپس کو جو پاکیشیا میں کام کر جکے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہیں انہیں انڈرگاراؤنڈ کر دیا جائے گا۔..... چیف نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

”لیں چیف“..... سب نے کہا۔

”ڈن“..... چیف نے ایک بار پھر زور سے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی چاروں بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر چیف دروازے کی طرف مڑ گیا۔

عمران ڈاکٹر شمسی کے ہمراہ سرداور کے کمرے میں داخل ہوا تو بیٹھ پڑیشے ہوئے سرداور کے چہرے پر بے اختیار ہمکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

”السلام و علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میری طرف سے اور پورے پاکیشیا کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت سے ملنے والی نئی زندگی مبارک ہو۔..... عمران نے بڑے خلوص بھرے لجے میں کہا۔“  
”و علیکم السلام۔ مجھے ڈاکٹر شمسی نے بتایا ہے کہ تم میری زندگی کے لئے سجدے میں گر کر دعائیں مانگتے رہے، ہو۔ یہ تمہاری محبت ہے عمران بیٹھ کے اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت کر دی۔..... سرداور نے جواب دیا۔

”آپ زیادہ باتیں نہیں کریں گے۔..... ڈاکٹر شمسی نے موڈبانہ

لنجے میں سرداور سے کہا اور پھر مژکر واپس چلا گیا۔  
”آپ مجھے مختصر طور پر بتائیں کہ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے  
کرسی پر بیٹھتے ہی اہتمائی سنبھیڈہ لنجے میں کہا۔

”میں اپنے گھر کے آفس میں موجود تھا۔۔۔۔۔ مجھے نہیں معلوم کہ کیا  
ہوا۔۔۔۔۔ اچانک میرے آفس کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک  
لبے قد اور بھاری جسم کا یورپی خداوادی ہاتھ میں گن اٹھائے اندر  
داخل ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ میں سنبھلتا اس نے میرے سر پر مکا  
مارا اور میں بے ہوش ہو گیا۔۔۔۔۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں ایک کرسی پر  
رسی سے بندھا بیٹھا تھا اور وہی آدمی ہاتھ میں بیلٹ پکڑے کھرا تھا۔۔۔۔۔  
اس نے مجھے کہا کہ میں بتا دوں کہ ایس ایم دن کافار مولا کہاں ہے۔۔۔۔۔  
میں نے ایسے کسی فارمولے سے انکار کر دیا تو اس نے اہتمائی بے  
دردی سے اس بیلٹ سے مجھے مارنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ پھر میں بے ہوش  
ہو گیا۔۔۔۔۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں یہاں ہسپیتال میں تھا۔۔۔۔۔ مجھے بتایا گیا  
ہے کہ میرے آفس کا خفیہ سیف کھلا ہوا تھا۔۔۔۔۔ نجات نے اسے کیسے پتا  
لگ گیا۔۔۔۔۔ میں نے تو کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔۔۔۔۔

”مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ واردات اسی ایم دن والے  
فارمولے کی کڑی ہی ہو گا البتہ ایک بات پر مجھے حیرت ہے کہ  
پولیس نے مجھے بتایا کہ جس کمرے میں آپ بے ہوش پڑے تھے اسی  
کمرے کے کونے میں کاغذات کی راکھ ملی ہے۔۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ  
انہوں نے آپ پر تشدد کر کے لاشعوری طور پر آپ سے سیف کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بارے میں معلوم کیا۔۔۔۔۔ وہاں سے فائل نکالی۔۔۔۔۔ پھر اسے جلا کر راکھ کر  
دیا اور پھر آپ کو گولیاں مار کر اور اپنے طور پر ہلاک کر کے وہ نکل  
گئے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔۔۔۔۔ بہر حال شعوری طور پر تو میں نے انہیں کچھ نہیں  
 بتایا۔۔۔۔۔ کیونکہ میں مر تو سکتا تھا لیکن پاکیشیا کے مفادات کو نقصان  
 نہیں پہنچا سکتا تھا۔۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

”ایسے ہی ہو گا۔۔۔۔۔ اب آپ آرام کریں اور مجھے اجازت دیں اور آپ  
 یقین رکھیں آپ کے جسم پر موجود ہرز خم کا حساب لیا جائے گا۔۔۔۔۔  
 عمران نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔۔۔۔۔ اب میرا  
 انتقام لینے سے پاکیشیا کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ تم ایس ایم دن کا  
 فارمولے آؤ تاکہ پاکیشیا کا دفاع مضبوط ہو سکے۔۔۔۔۔ سرداور نے  
 کہا تو عمران اٹھتے اٹھتے دوبارہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پر حیرت کے  
 تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا مطلب۔۔۔۔۔ فارمولہ تو وہ ساتھ لے کر ہی نہیں گئے اور جو آلہ  
 نیوی کی سپیشل ورکشاپ میں تھا وہ بھی انہوں نے تباہ کر دیا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر  
 اعظم کی لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی۔۔۔۔۔ ان کے کمپیوٹر میں جو  
 تفصیلات تھیں وہ کمپیوٹر ہی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔۔۔۔۔ یہاں بھی وہ  
 سیف سے فارمولہ نکال کر ساتھ نہیں لے گئے بلکہ انہوں نے اسے جلا  
 دیا۔۔۔۔۔ پھر میں فارمولہ کہاں سے لے آؤں۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت

بھرے لجھے میں کہا۔  
”تو تمہیں اندازہ نہیں ہوا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے۔“  
سرداور نے کہا۔

”آپ بتائیں۔ مجھے تو واقعی اندازہ نہیں ہو رہا۔“..... عمران نے  
کہا۔

”عمران بیٹھے۔ یہ فارمولہ دفاع کے لئے اہتمامی اہم ہے اور ڈاکٹر  
اعظم نے ایک مینٹگ میں مجھے بتایا تھا کہ ایک سائنسی کانفرنس  
کے دوران اسے بتایا گیا تھا کہ اسرائیل کا سائنس و ان ڈاکٹر گور میں  
بھی اسرائیل میں اس فارمولے پر کام کر رہا ہے اور وہ کامیابی کے  
قریب پہنچ چکا ہے اور جو وارداتیں یہاں ہوئی ہیں ان کا انداز بتا رہا  
ہے کہ وہ صرف یہاں کا فارمولہ ختم کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کے علاوہ  
اور کسی کے پاس ایسا فارمولہ یا آلہ نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے ڈاکٹر  
اعظم کو ہلاک کر دیا۔ ان کی لیبارٹری تباہ کر دی۔ نیوی کی سپیشل  
ورکشاپ تباہ کر دی۔ پھر نجانے کس طرح انہیں اطلاع مل گئی کہ  
بنیادی فارمولہ میری تحویل میں ہے تو انہوں نے یہاں آکر میرے  
سیف سے فارمولہ کالا اور اسے جلا کر مسلمان ہو کر واپس چلے گئے۔  
ان سب حالات سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے تھے  
..... سرداور نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ متغیر ہو گیا  
تھا اور وہ ہانپہن لگ گئے تھے۔

”آپ آرام کریں۔ آپ نے جو تجزیہ کیا ہے اس نے میری آنکھیں

کھول دی ہیں۔ اب میں خود ہی ان لوگوں سے نہت لوں گا۔“ عمران  
نے کہا اور سلام کر کے وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے سرداور کو فی  
امان اللہ کہا اور مذکور کمرے سے باہر آگیا۔ اس کے ذہن میں بھونچاں  
آیا ہوا تھا۔ سرداور نے جس انداز میں تجزیہ کیا تھا اس نے عمران کی  
آنکھیں کھول دی تھیں۔ اسے احساس ہوا تھا کہ اس نے غفلت کی  
ہے۔ یہ تجزیہ اسے خود کرنا چاہتے تھا لیکن پھر وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو  
گیا کہ چونکہ سرداور کو یہ معلوم تھا کہ اسرائیل میں ڈاکٹر گور میں اس  
فارمولے پر کام کر رہا ہے اس لئے انہیں ایسا تجزیہ کرنے کا موقع مل  
گیا۔ اگر اسے یہ بات معلوم ہوتی تو یقیناً وہ بھی اسی انداز میں سوچتا۔  
کل وہ ہسپیت سے سرداور سے ملاقات کئے بغیر نکلا تھا اور سیدھا دانش  
منزل جا کر اس نے اس ہلاک ہونے والے یورپی سے منٹے والے کارڈ  
کو تفصیل سے چیک کیا تھا۔ گو کارڈ کو گرم کرنے سے سارچ کا لفظ  
اس پر ابھر آیا تھا لیکن اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا لیکن اب سرداور  
کی باتوں سے یہ بات طے ہو گئی تھی کہ سارچ اسرائیلی تنظیم ہے۔  
یہی سب کچھ سوچتا ہوا وہ دانش منزل پہنچ گیا۔

”کیا بات ہے عمران صاحب۔ سرداور تو بخیریت ہے نا۔“ بلیک  
زیرو نے احتراماً اٹھتے ہوئے سلام دعا کے بعد کہا۔

”ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے وہ بخیریت ہیں لیکن انہوں نے ایک  
ایسا تجزیہ کیا ہے جسے سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میرے ذہن کی  
بیڑیاں اب مکمل طور پر فیل ہو گئی ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”کمیسا تجزیہ“..... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا تو عمران نے سرد اور کی بتائی، ہوئی پوری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سارج اسرائیلی تنظیم ہے۔“ - بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہ تجزیہ ہمیں کرنا چاہئے تھا۔ ایک ساتھ داں ایسا تجزیہ کر سکتا ہے۔ ہم کیوں نہیں کر سکے؟“..... عمران نے کہا۔

”اس نے عمران صاحب کہ اس تجزیہ کے لئے بنیادی معلومات سرد اور کے پاس تھیں۔ ہمارے پاس نہیں تھیں۔“..... بلیک زیرو نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”میں نے بھی اسی نتیجے پر پہنچ کر اپنے دل کو ڈھارس دی ہے۔“ - چلو شکر ہے کہ تم بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہو۔ بہر حال اب ہم نے سارج کو ہر صورت میں ٹریس کرنا ہے۔ تم وہ سرخ جلد والی ڈائری دو مجھے۔“ - عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس میں سے سرخ کور والی فتحیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

”لیکن عمران صاحب آپ کو سارج کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اس آلے کو لانے پر کام کرنا چاہئے۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں نے دونوں کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سارج نے سرد اور پر ہاتھ اٹھا کر ایسا جرم کیا ہے جس کی پاداش میں اسے

مکمل طور پر ختم ہونا ہے اور رہا وہ آلہ تو اسے تو بہر حال لانا ہی ہے۔“..... عمران نے ڈائری کے ورق اللٹتھ ہوئے جواب دیا البتہ اس کی نظریں مسلسل ڈائری پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس کی نظریں ڈائری کے ایک صفحے پر جنم گئیں۔ وہ کچھ در تک اس صفحے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے میز پر رکھا اور فون کا رسمیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”انکو ڈائری پلیز۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”مہاں سے قبرص کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا نمبر دیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ہو لڈ کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ کمپیوٹر سے مطلوبہ نمبر معلوم کر کے بتائے گی۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں؟“..... چند لمحوں بعد فون آپریٹر نے مودبانہ لمحے میں پوچھا۔

”میں۔“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔

”شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ڈان کلب۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لمحہ غیر ملکی تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ابو سالم سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا۔

”سوری سہماں کوئی ابو سالم نہیں ہے۔“..... دوسری طرف سے بڑے خشک لبجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبادیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے خاتون کا بتایا ہوا نمبر رابطہ نمبروں کے بعد پریس کر دیا۔

”ڈان کلب۔“..... وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”ابو سالم موجود نہیں ہیں تو ام سالم سے بات کر دیں۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبادیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے عمران صاحب۔ کیا یہ کوئی کوڈ ہے۔“..... بلیک زیر و جو خاموش بیٹھا یہ سب کچھ سن رہا تھا سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

”اسرائیلی بھجنٹوں سے بچنے کے لئے انہیں یہ سب کرنا پڑتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل سے ہاتھ اٹھایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیسرا بار نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ڈان کلب۔“..... وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”آپ کی تسلی ہو گئی ہو تو ابو سالم سے بات کر دیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ایک نمبر نوٹ کریں۔“..... دوسری طرف سے اس بار کہا گیا

اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا گیا۔

”کوڈ بھی بتاویں۔“..... عمران نے کہا۔

”کوئی کوڈ نہیں ہے۔“..... دوسری طرف سے ایک بار پھر خشک لبجے میں کہا گیا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبادیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے خاتون کا بتایا ہوا نمبر رابطہ نمبروں کے بعد پریس کر دیا۔

”ڈان آپنیکل کارنر۔“..... اس بار ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ابو سالم سے بات کرو۔“..... میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا۔

”کوڈ۔“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”کوئی کوڈ نہیں ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”شکر ہے تمہاری آواز تو سنی۔ ورنہ تو جو پیچیدہ طریقہ کا تم نے بنار کھا ہے اچھے بھلے آدمی کا بلڈ پریشر خود بخود ہائی ہو جاتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”کون صاحب بول رہے ہیں۔“..... دوسری طرف سے خشک لبجے میں کہا گیا۔

”صاحب نہیں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔“..... عمران نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ میں اسرائیلی ہر طرف ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہیں اس لئے مجبوراً یہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ میں شرمندہ ہوں کہ آپ کو بوریت کاشکار، ہونا پڑا۔" اس بار دوسری طرف سے اہتمائی معدارت بھرے لجھے میں کہا گیا۔

"تم بو کی بجائے خوشبو لگایا کرو تاکہ اسرائیلی اسے سونگھہ ہی نہ سکیں۔"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ابو سالم کافی درستک ٹھلاٹھلا کر ہنس تارہ۔

"آپ کی تھی باتیں یاد رہتی ہیں اور جب ہم کسی محفل میں انہیں دوہراتے ہیں تو یقین کریں عمران صاحب اہتمائی تناڈ کاشکار ذہن بھی پھول کی طرح کھل اٹھتا ہے۔"..... ابو سالم نے ہنسنے ہوئے کہا۔

"یہ تم سب کی محبت ہے کہ اپنی محفلوں میں مجھے یاد کر لیتے ہو اور مجھے یہ بھی احساس ہے کہ تمہارا وقت بے حد قیمتی ہوتا ہے۔ اس لئے تمہیں یہ بتا دوں کہ میں نے تمہیں کال کیوں کیا ہے۔"

عمران نے کہا۔  
"حکم کریں عمران صاحب۔ آپ کی خدمت کر کے مجھے دلی خوشی ہوگی۔"..... ابو سالم نے کہا۔

"اسرائیل میں ایک سائنس دان ہے ڈاکٹر گوریں۔ اس کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ وہ اس وقت اسرائیل کی کس لیبارٹری میں کام کر رہا ہے اور اس لیبارٹری کے بارے میں جو معلومات بھی

مل سکیں۔ دوسرا یہ کہ اسرائیل نے کوئی نئی لیکن اہتمائی خفیہ تنظیم قائم کی ہے جس کا نام سارج ہجنی ہے۔ اس بارے میں جو معلومات مل سکیں۔"..... عمران نے کہا۔

"یہ معلومات آپ کو کب تک چاہئیں۔"..... ابو سالم نے کہا۔  
"جس قدر جلد سے جلد ممکن ہو سکیں۔"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ دو روز بعد اسی وقت فون کریں۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی شارت کث فون نمبر دے دیں۔"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ابو سالم بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ اسی نمبر پر فون کریں۔ کوڈ واٹر کنگ ہو گا۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ تھینک یو اینڈ اللہ حافظ۔"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس بنے رسیور رکھ دیا۔

"آپ اس تنظیم کے بارے میں معلومات فراہم کرنے والی تنظیموں سے معلوم کر لیں۔"..... بلیک زیر و نے کہا۔

"کل ہبھاں بیٹھا ہی کام تو کرتا رہا ہوں لیکن کسی نے یہ نام ہی نہیں سنा ہوا۔"..... عمران نے جواب دیا۔

"تو کیا ابو سالم معلوم کر لے گا۔"..... بلیک زیر و نے کہا۔  
"ہاں۔ ان کا نیٹ ورک پورے اسرائیل میں مکڑی کے جالے کی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

طرح پھیلا ہوا ہے۔ یہ کہیں نہ کہیں سے سراغ لگالیں گے۔ عمران نے جواب دیا۔

” یہ تو ضروری نہیں ہے کہ دونوں پارٹیاں ہی اسرائیل میں ہوں۔ اب اسرائیل دانتہ اپنی تنظیموں کو اسرائیل سے باہر رکھتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر آپ کا کیا پروگرام ہو گا؟ ..... بلیک زیرونے کہا۔

” پھر دیکھنا پڑے گا کہ ترجیح کسے دی جائے۔ ..... عمران نے کہا اور بلیک زیرونے اثبات میں سر بلادیا۔

کرنل اسمتحہ چھپرے بدن اور چوڑے چہرے کا مالک تھا۔ اس کے انداز میں پھرتی اور چوڑی پیشافی اس کی ذہانت کی دلیل تھی۔ وہ اس وقت اسرائیل کے جنوب مشرق میں واقع ایک علاقے بابین کے مرکزی شہر تالا کی ایک عمارت کے آفس کے انداز میں بجھ ہونے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ عمارت ایک منزلہ تھی اور اس میں چار کمرے اور دو بڑے ہال تھے۔ عمارت کے باہر سپیئر پارٹس کا بزنس کرنے والی فرم کا جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا۔ یہ اس فرم کا ویز ہاوس تھا لیکن اب سارچ ہجنسی کے تحت تھا اور کرنل اسمتحہ لپنے دس ساتھیوں سمیت اس کا انچارج تھا۔ عمارت کی عقبی سائیڈ پر خاصا بڑا کمپاؤنڈ تھا جس میں ایک گن شپ ہیلی کا پڑ موجود تھا۔ اس ہیلی کا پڑ پر ایسے نشانات تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ہیلی کا پڑ فوج کے تحت ہے۔ کرنل اسمتحہ ایک فائل پر جھکا ہوا تھا جبکہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ساتھی پر چار موٹی فانٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ کرنل اسمتحہ اس فائل کے مطالعہ میں اس قدر عرق تھا کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز بھی سنائی نہ دی تھی۔

”کیا پڑھا جا رہا ہے سر“..... ایک آواز اس کے کانوں میں پڑی تو کرنل اسمتحہ بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر براون رنگ کا سوت تھا۔ چہرے مہرے اور انداز کے لحاظ سے وہ کوئی کھلنڈر انوجوان نظر آتا تھا۔ ”اوے میجر کاؤس۔ بیٹھو میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔“..... کرنل اسمتحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے موجود فائل بند کر دی۔

”کیا آپ نے پانچوں فانٹیں پڑھ لی ہیں“..... میجر کاؤس نے کہا۔ ”ہاں تقریباً۔ کیوں“..... کرنل اسمتحہ نے چونک کر پوچھا۔

”میں نے بھی انہیں پڑھا ہے اور میں انہیں پڑھ کر حقیقتاً بے حد حیران ہوا ہوں۔ ان فائلوں کے مطابق تو عمران اور اس کے ساتھی ما فوق الفطرت طاقتیں دکھائی دیتی ہیں اور ہر بار وہی کامیاب ہو کر واپس گئے ہیں۔ یہاں کی تمام چھوٹی بڑی بھنسیاں باوجود سرتوڑ کوششوں کے کامیاب نہیں ہو سکیں“..... میجر کاؤس نے کہا۔

”یہ سب کام چور، نااہل اور نگئے لوگ ہیں۔ اپنی نااہلی چھپانے کے لئے دوسروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔“..... کرنل اسمتحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”نہیں سر۔ ایسی بھی بات نہیں ہے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے پوری دنیا واقف ہے۔ یہ لوگ اس قدر تیزرفتاری اور فہانت سے کام کرتے ہیں کہ اچھے بھلے ایجنت ان کے مقابلے میں مار کھا جاتے ہیں۔ میں نے ایکریمیا کی ریڈ ہجنسی اور بلیک ہجنسی کے سپرٹاپ ہجنسوں کو ان کی کارکردگی سے خوف کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔“..... میجر کاؤس نے کہا۔

”ایسی کارکردگی کوئی بھی ایجنت پہنے ملک میں دکھا سکتا ہے۔ دوسرے ملک میں نہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں اسرائیل میں سوائے فلسطینیوں کے اور کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتی۔ اس لئے لا محالہ وہ تیزرفتاری سے کام کرتے ہوں گے تاکہ جلد از جلد مشن مکمل کر لیں جبکہ یہاں کی ہجنسیوں اور خاص طور پر کرنل ڈیوڈ یہ سب نگئے اور نااہل لوگ ہیں۔ تم دیکھنا کہ اس بار سارج ہجنسی کے مقابلے میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔“..... کرنل اسمتحہ نے قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”بشرطیکہ وہ یہاں آئے۔“..... میجر کاؤس نے کہا۔

”ہاں۔ اس معاملے میں ہمارے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے لیکن میری چیف سے بات ہو چکی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ایک گروپ کو پاکیشیا میں اس کام پر تعینات کیا ہوا ہے۔ عمران پہنے ساتھیوں سمتی وہاں سے کہیں بھی روانہ ہوا تو یہ گروپ اس کے ساتھ ساتھ چلے گا اور اطلاعات ملتی رہیں گی۔ پھر جیسے ہی انہوں نے

یہاں پہنچا جا سکتا ہے ولیے نہیں۔ اس لئے کروش کے آخری اسٹیشن پر اور پھر باہم کے پہلے اسٹیشن سے لے کر یہاں تک ہمارے آدمی موجود ہیں جو کسی بھی اجنبی گروپ کے بارے میں جو ادھر آ رہا ہو گا روپورٹ کریں گے۔ یہی انتظام سڑک کے ذریعے آنے والوں کے بارے میں کیا گیا ہے۔ انہیں تو تصور بھی نہیں ہو گا کہ ہم نے اس قدر وسیع علاقے میں ان کی چینکنگ کا انتظام کر رکھا ہے۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

”تمالا میں سیاح تو آتے رہتے ہیں۔ خاص طور پر ایکریمین سیاح۔ کیونکہ تمala میں قدیم ترین دور کے آثار موجود ہیں اور وہ بھی یقیناً سیاحوں کے روپ میں ہی آئیں گے۔ پھر.....“ مسحیر کاؤس نے کہا۔

”یہاں آنے والے ہر سیاح کو باقاعدہ چکیک کیا جا رہا ہے۔ جب تک وہ واپس نہیں چلا جاتا۔ اس کی مشینی نگرانی ہوتی ہے۔ اس کی کالیں ٹیپ کی جاتی ہیں۔ اس لئے ہر سیاح جب تک باہیں میں موجود رہتا ہے ہماری نگرانی میں رہتا ہے اور الیسا اس لئے ممکن ہو سکا ہے کہ یہاں سیاحوں کی تعداد سینکڑوں یا ہزاروں میں نہیں ہوتی۔“

کرنل اسمتحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مسحیر کاؤس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”سر۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے بہترین انتظامات کر دیئے ہیں۔  
اس سے بہتر انتظامات نہیں ہو سکتے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ لیبارٹری  
جس کی حفاظت ہم کر رہے ہیں اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں۔“



"ہمارا مشن محدود ہے۔ ہم نے صرف یہاں موجود لیبارٹری  
ایون سکس کی حفاظت کرنی ہے اور خاص طور پر اس لیبارٹری کے  
انچارج ڈاکٹر گورین کی۔ اگر وہ یہاں آئے تو لازماً ان کی موت ہی  
انہیں یہاں لے آئے گی۔ ولیے میں نے تو چیف سے کہا تھا کہ وہ  
ہمیں اجازت دیں تو ہم پاکیشیا جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا  
خاتمه کر دیتے ہیں لیکن چیف نے سختی سے منع کر دیا کیونکہ چیف  
نہیں چاہتا کہ سارچ ہجنسی اور چیف کے بارے میں انہیں پتہ  
چلے۔..... کرنل اسمٹھ نے کہا۔

”ہمارے بارے میں آپ نے ان کا کیا انتظام کیا ہے سر؟“ - میجر کاؤس نے کہا۔

”باین میں دانٹے کے صرف دو راستے ہیں۔ ایک سڑک کے راستے جو کروش سے باین جاتی ہے۔ دوسرا اٹرین کے راستے۔ یہ بھی کروش سے اس علاقے میں داخل ہوتی ہے۔ باقی تمام علاقہ اتھاری خوفناک صحراء پر مشتمل ہے اور اس راستے سے ہیلی کا پڑکے ذریعے تو

میجر کاؤس نے کہا تو کرنل اسمتحنے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اس نے میجر کاؤس کی طرف بڑھا دی۔

”یہ میں نے تمہارے لئے منگو اکر رکھی ہے کیونکہ لیبارٹری کی سیکورٹی کے لئے مجھے تم پر اور تمہارے سیکشن پر مکمل اعتماد ہے۔ تم اس لیبارٹری کی سیکورٹی سنپھال لو تاکہ میں ہر طرف سے مطمئن ہو کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا شکار کر سکوں۔“ کرنل اسمتحنے کہا۔

”ہم آپ کے اعتماد پر ہر لحاظ سے پورا اتریں گے سر۔ لیکن ہمیں وہاں جا کر کس سے رابطہ کرنا ہو گا۔“..... میجر کاؤس نے صرتھرے لجھے میں کہا۔

”لیبارٹری انچارج ڈاکٹر گورمن کو آپ کے بارے میں بریف کر دیا گیا ہے۔ وہاں پہلے سے موجود سیکورٹی کو تا اطلاع ثانی والیں بھجوا دیا گیا ہے۔ آپ اپنے سیکشن سمیت فوری طور پر وہاں پہنچیں۔ ڈاکٹر گورمن سے رابطہ کریں اور سیکورٹی ونگ سنپھال لیں اور پھر مجھے فون کر کے بتا دیں۔“..... کرنل اسمتحنے کہا۔

”اوکے۔ تھینک یو سر۔“..... میجر کاؤس نے انٹھ کر فوجی انداز میں سیلوٹ مارتے ہوئے کہا اور پھر فائل اٹھائے وہ کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور کرنل اسمتحنے کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اسے میجر کاؤس کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ بلیک زیر و اس کی فرمانش پر چائے بنانے کے لئے کچن میں گیا ہوا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ابو سالم کو دو روز بعد فون کر رہا تھا۔ ابو سالم نے جو نیا کوڈ بتایا تھا اسے دوہرائے کے بعد اسے ہوڑا کرنے کا کہا گیا۔

”ہمیلو۔ ابو سالم بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ابو سالم کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“..... عمران نے اپنے مخصوص شکفتہ لجھے میں کہا۔

”آپ کی ڈگریاں سن کر ایسا رب پڑتا ہے کہ زبان لڑکھرانے لگتی ہے۔“..... دوسری طرف سے ابو سالم نے ہنسنے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”زبان کی لڑکھڑاہٹ کی تو خیر ہے ابو سالم۔ البتہ قدم نہیں لڑکھڑانے چاہئیں“..... عمران نے کہا تو ابو سالم اس بارے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”میں نے دو روز بڑے شدید انتظار میں گزارے ہیں۔ نجاتے یہ عاشق لوگ کس طرح شب وصال کا انتظار کرتے کرتے زندگی گزار دیتے ہیں“..... عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

”محبے احساس ہے عمران صاحب کہ آپ کو دو روز کا وقت دینا آپ کے ساتھ زیادتی ہے لیکن مجبوری یہ تھی کہ جو کچھ آپ نے پوچھا تھا وہ ہماری تنظیم کی روٹین میں نہیں آتا تھا۔ اس کے لئے محبے خصوصی ہدایات جاری کرنا پڑی تھیں“..... ابو سالم نے اس بار سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”پھر کوئی ثابت نتیجہ بھی نکلا ہے یا مزید انتظار کرنا پڑے گا۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ڈاکٹر گورمین کے بارے میں تو حتیٰ معلومات مل گئی ہیں۔ ڈاکٹر گورمین اسرائیل کے جنوب مشرقی علاقے باہین کے مرکزی شہر تھالا میں ایک خفیہ لیبارٹری کا انچارج ہے۔ اس لیبارٹری کا کوڈ نام الیون سکس ہے۔ اس لیبارٹری کے اوپر کھلونے بنانے والی ایک چھوٹی سی فیکٹری ہے جس کے نیچے لیبارٹری ہے۔“ ابو سالم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر حریت کے تاثرات ابھر آئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ایسی تفصیلی رپورٹ آپ کو کیسے مل گئی“..... عمران نے کہا۔ ”عمران صاحب۔ تھالا میں بھی ہمارا سیٹ اپ موجود ہے جو وہاں ہر قسم کی سرگرمیوں کو چیک کرتا رہتا ہے اور ڈاکٹر گورمین تو تھالا کے کلبوں میں آزادانہ آتا جاتا رہتا ہے۔ یہ بات وہاں مستقل رہنے والوں سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ البتہ یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ ڈاکٹر گورمین گذشتہ ایک ہفتے سے لیبارٹری تک محدود ہو گیا ہے۔ اس لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج رچڑ تھا جو ہمارے آدمی کا دوست تھا۔ رچڑ اپنے ساتھیوں سمیت واپس تل اپس بیب چلا گیا ہے۔ اس نے میرے آدمی کو بتایا ہے کہ لیبارٹری اور خصوصاً ڈاکٹر گورمین کو غیر ملکی ہمجنٹوں سے خطرہ لائق ہے۔ اس لئے حکومت نے لیبارٹری کی سیکورٹی کسی ٹاپ ہمجنٹی کے سپرد کر دی ہے اور اس سلسلے میں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ تھالا کی ایک عمارت میں دس اجنبی افراد نظر آ رہے ہیں اور ایک فوجی گن شپ ہیلی کا پڑ بھی وہاں موجود ہے۔ ان کے بارے میں وہاں کوئی نہیں جانتا البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ ان کا انچارج کرنل اسمٹھ نامی شخص ہے اور ان کے آدمی پورے تھالا میں آنے والے سیاحوں کی خصوصی نگرانی کر رہے ہیں“..... ابو سالم نے کہا۔

”ان کا تعلق کس ہمجنٹی سے ہے“..... عمران نے پوچھا۔ ”یہ کسی کو معلوم نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ کسی سے ملتے جلتے نہیں ہیں۔ لیکن ان کے انداز بتاتے ہیں کہ ان کا تعلق بہر حال کسی

بجنسی سے ہی ہے۔ فوجی گن شپ ہیلی کا پڑسے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا تعلق اسرائیل کی ملٹری انسٹیلی جنس سے ہو سکتا ہے۔ ابو سالم نے جواب دیا۔

”وہاں تمہارے سیٹ اپ کا انچارج کون ہے؟..... عمران نے کہا۔

” صالح۔ لیکن وہاں وہ اسرائیلی بنا ہوا ہے اور اس کا کوڈ نام جیکب ہے۔ تھالا میں اس نے جیکب کلب کے نام سے ایک چھوٹا سا کلب بنایا ہوا ہے۔..... ابو سالم نے کہا۔

”اگر ہمیں تھالا جانا پڑے تو کیا جیکب ہماری کوئی مدد کر سکتا ہے؟..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں اسے آپ کے بارے میں بتا دوں گا لیکن آپ نے وہاں پر نس آف ڈھپ کا کوڈ بتانا ہے۔..... ابو سالم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب دوسری بات سارج بجنسی کے سلسلے میں۔

”عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ شدید کوشش کے باوجود اس نام کی کسی تنظیم کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔ اسرائیل اور قبرص میں بہر حال اس کا کہیں وجود نہیں ہے البتہ مجھے ایک مہم سی اطلاع ملی ہے کہ رومانیہ کے صحرائی علاقے کارسانا کے دشوار گزار صحراء میں قدیم دور کی ایک وسیع و عریض عمارت میں پراسرار سرگرمیاں

مارک کی گئی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس عمارت کو کسی ایسی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے جو ایکریمیا اور اسرائیل نے مل کر بنائی ہے اور اسے خفیہ رکھنے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر کارسانا میں بنایا گیا ہے لیکن اس کا نام سامنے نہیں آسکا۔..... ابو سالم نے کہا۔

”کیا وہاں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس بارے میں کوئی حقیقتی بات بتاسکے۔ یہ اہتمامی اہم بات ہے۔..... عمران نے کہا۔

”رومانیہ میں ہمارا تو کوئی نیٹ ورک نہیں ہے البتہ ایک مجرم تنظیم ہے جس کا نام وائٹ وولف ہے اس کا چیف آسکر میرا دوست ہے۔ وہ قبرص میں آتا جاتا رہتا ہے۔ یہ لوگ حساس اسلحے کی سمنگنگ کا دھنڈہ کرتے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے فون کر کے اس کے ذمے لگا دوں یا ہو سکتا ہے کہ وہ اس بارے میں ذاتی طور پر جانتا ہو لیکن عمران صاحب۔ یہ لوگ پروفیشنل ہیں۔..... ابو سالم نے قدرے ہیچکاتے ہوئے کہا۔

”میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ اسے فون کر کے میرے بارے میں بتا دو لیکن میرا نام مائیکل بتانا اور تعلق ایکریمیا سے ظاہر کرنا۔ میں اس سے خود بات کر لوں گا اور اسے منہ مانگا معاوضہ دوں گا لیکن یہ گارنٹی تمہیں دینا ہو گی کہ وہ فراڈ نہیں کرے گا۔..... عمران نے کہا۔

”اس کی میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں عمران صاحب۔ وہ معاملات میں کھرا آدمی ہے۔..... ابو سالم نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اس کا فون نمبر بتا دو اور تم اس سے بات کر لو“..... عمران نے کہا۔

”آپ اسے ایک گھنٹے بعد فون کر لیں۔ نمبر میں بتا دیتا ہوں۔“

ابو سالم نے کہا اور نمبر بتا دیا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیر و اس دوران کچن سے آکر اس کے سامنے چائے کی پیایا۔ بلیک زیر و اس دوسری طرف جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے سامنے بھی چائے کی پیایا موجود تھی۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ فارمولایا آلہ لینے کے لئے آپ کو اسرائیل جانا پڑے گا“..... بلیک زیر و نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن جو روپورٹ وہاں کے بارے میں ابو سالم نے دی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پہنچنے کا خدشہ لاحق ہو چکا ہے اس لئے انہوں نے وہاں کی سیکورٹی کا انتظام کسی ہمجنی کے ذمے لگادیا ہے اور یہ بات واقعی حریت انگریز ہے کہ ہم نے ابھی تک ایسا سوچا ہی نہیں تھا“..... عمران نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اب مافق الفطرت سمجھا جانے لگا ہے“..... بلیک زیر و نے کہا۔

”کاش ایسا ہوتا تو چیف سے کوئی بڑا چیک تو وصول کیا جا سکتا تھا“..... عمران نے حضرت بھرے لجھے میں کہا تو بلیک زیر و بے اختیار کھلا کھلا کر ہنس پڑا اور پھر عمران آہستہ آہستہ چائے کی چسکیاں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لیتا رہا۔ پھر ایک گھنٹے سے بھی زائد وقت گزار کر عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”انکو اسی پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں سے رومانیہ کا رابطہ نمبر اور اس کے دارا حکومت کا رابطہ نمبر دے دیں“..... عمران نے کہا۔

”ہو لڑ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہمیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں“..... تھوڑی دیر بعد فون آپسیٹر کی آواز سنائی دی۔

”لیں“..... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”انکو اسی پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔

”کار سانا کا رابطہ نمبر دے دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے مسلسل نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”آسکر بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی تھا۔..... عمران نے حضرت بھرے لجھے میں کہا تو بلیک زیر و بے

”ایکریمیا سے مائیکل بول رہا ہوں۔“ ابو سالم نے آپ کو میرے

میں بrif کیا ہو گا۔..... عمران نے ایکریمین لجھے میں کہا۔  
”اوہ ہاں۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔..... دوسری طرف  
سے چونک کر پوچھا گیا۔  
”اسرائیل اور ایکریمیا کی مشترکہ تنظیم سارج کے بارے میں۔  
جس کے متعلق خیال ہے کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کارسانا کے صحراء میں  
بنایا گیا ہے۔..... عمران نے اندازے کے مطابق بات بناتے  
ہوئے کہا۔

”سارج تو اہتمامی خفیہ تنظیم ہے۔ آپ کو اس بارے میں کیسے  
علم ہو گیا۔..... آسکر نے حریت بھرے لجھے میں کہا تو عمران کی  
آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے تو اندھیرے میں تیر چلا�ا تھا لیکن  
یہ تیر عین نشانے پر جا گا تھا۔

”ابو سالم اور آپ جیسے دوستوں کی وجہ سے۔..... عمران نے  
جواب دیا۔

”میں آپ کا دوست نہیں ہوں البتہ ابو سالم میرا دوست ضرور  
ہے۔ آپ سارج کے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ آسکر  
نے کہا۔

”جو کچھ تم حتی طور پر جانتے ہو اور میں نے ابو سالم کو بھی بتا دیا  
تھا کہ میں آپ کو باقاعدہ معاوضہ دینے کے لئے بھی تیار ہوں۔۔۔  
عمران نے دانستہ اسے معاوضے کے بارے میں بھی بتا دیا تھا تاکہ وہ  
مطمئن ہو جائے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ٹھیک ہے۔ ابو سالم نے آپ کے بارے میں مجھے یقین دہانی  
کرائی ہے کہ آپ میرانام کسی بھی سطح پر سامنے نہیں بلے آئیں گے  
کیونکہ سارج ایک اہتمامی باوسائل اور بین الاقوامی تنظیم ہے اور  
اسے دو بڑے ملکوں کی سرسری حاصل ہے جبکہ اس کے مقابلے میں  
میری کوئی حیثیت نہیں ہے اور سارج نے اپنے آپ کو جس انداز  
میں خفیہ رکھا ہے۔ اسے اگر معلوم ہو گیا کہ میں نے آپ کو اس  
کے بارے میں کچھ بتایا ہے تو میرانشان تک نہیں ملے گا۔..... آسکر  
نے کہا۔

”آپ اپنے فون کو اچھی طرح محفوظ کر لیں۔ میری طرف سے آپ  
بے فکر ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”میرافون محفوظ ہے ورنہ تو میں سارج کے بارے میں منہ سے  
بھاپ تک نہ نکالتا۔ بہر حال آپ مجھے پہلے دس لاکھ ڈالر معاوضہ ادا  
کریں گے۔ پھر میں آپ کو اس بارے میں حتی اور تفصیلی معلومات  
دے سکتا ہوں ورنہ نہیں۔..... آسکر نے صاف بات کرتے ہوئے  
کہا۔

”اپنا بنیک اکاؤنٹ اور دیگر تفصیلات بتا دیں۔..... عمران نے  
کہا تو آسکر نے تمام ضروری تفصیلات بتا دیں جو ساتھ یہاں ہوا بلیک  
زیر و لکھتا جا رہا تھا۔

”اوکے۔ اب میں ایک گھنٹے بعد بات کروں گا اور مجھے امید ہے  
کہ اس دوران آپ کے بنیک اکاؤنٹ میں آپ کی مطلوبہ رقم پہنچ چکی

ہوگی۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”narak میں کلارک سے کہو کہ وہ اس بینیک اکاؤنٹ میں دس لاکھ ڈالر ٹرانسفر کرادے۔..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ آسکر کو فون کیا۔

”آسکر بول رہا ہوں۔..... رابطہ ہوتے ہی آسکر کی آواز سنائی دی۔

”مائیکل بول رہا ہوں۔ رقم پہنچ گئی آپ کے اکاؤنٹ میں۔“

عمران نے ایکریمین لجھ میں کہا۔  
”ہاں مسٹر مائیکل۔ شکریہ۔ اب آپ جو پوچھنا چاہیں میں بتا سکتا ہوں۔..... آسکر نے کہا۔

”سارچ کے بارے میں آپ کے پاس جو حقیقی معلومات ہوں وہ تفصیل سے بتا دیں۔..... عمران نے کہا۔

”سارچ چار سال پہلے قائم ہوئی ہے۔ یہ ایکریمیا اور اسرائیل کی مشترکہ تنظیم ہے اور بین الاقوامی سطح پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ کے دشوار گزار صحرائی علاقے کارسانا میں ایک قدیم عمارت میں بتایا جاتا ہے۔ لیکن آج تک وہاں کوئی صحیح سلامت نہیں پہنچ سکا البتہ یہ سنا جاتا ہے کہ اس تنظیم کے چار چیف ہیں۔ پوری دنیا کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ ایک چیف

کے تحت ہے۔ ان کے اوپر چیف بس ہے جو ایکریمیا میں کہیں رہتا ہے۔ اس کے اوپر بورڈ آف گورنر ہیں جس میں اسرائیلی اور ایکریمین نمائندے ہیں۔ بورڈ آف گورنر کا چیئرمین لارڈ انthoni ہے جو ایکریمیا میں کہیں رہتا ہے۔ اس تنظیم کے تحت پوری دنیا میں بے شمار گروپس ہیں جو کسی بھی مشن پر حرکت میں آتے رہتے ہیں۔ آسکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس قدر خفیہ تنظیم کے بارے میں تمہیں اس قدر تفصیلی معلومات کیسے اور کہاں سے مل گئی ہیں۔..... عمران نے قدرے مشکوک لجھ میں کہا۔

”مجھے یہاں آئے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے میں ناراک کے ایک کلب کا میمبر تھا۔ وہاں ایک لڑکی مار تھا آتی تھی۔ وہ اس لارڈ انthoni کی سیکرٹری تھی۔ اس نے مجھے یہ تفصیل بتائی تھی۔ پھر اچانک مار تھا غائب ہو گئی۔ شاید لارڈ انthoni کے ساتھ کہیں شفت ہو گئی۔ پھر میں یہاں آگیا کیونکہ یہ میرا اپنا علاقہ ہے۔“ آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔..... عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے پھرے پر لمحن کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا آپ کو آسکر کی معلومات پر یقین نہیں آیا۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یقین نہ کرنے کی کوئی خاص وجہ بھی نہیں ہے لیکن میں سوچ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہے۔ اس کے لئے کیا کیا جائے۔ ..... عمران نے کہا۔  
”اس کا ہیڈ کو ارٹری تباہ کرنا ہو گا اور تو کچھ نہیں ہو سکتا۔“  
بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس لارڈ انٹھونی کو کور کر کے اس سے اس ساری تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور پھر آگے بڑھا جائے کیونکہ ہیڈ کو ارٹر کی حفاظت کے لئے بھی جعلی ہیڈ کو ارٹر بنائے جانے لگے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کارسانا کے صحرا میں موجود عمارت بھی جعلی ہیڈ کو ارٹر ہو لیکن اس لارڈ انٹھونی سے اصل بات کا علم ہو سکے گا۔“ ..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اشبات میں سرہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

رہا ہوں کہ اس تنظیم کا خاتمه کیسے ہو گا۔ کیا اس لارڈ انٹھونی کو تلاش کر کے ختم کیا جائے یا کارسانا میں اس کے ہیڈ کو ارٹر کا خاتمہ کیا جائے۔ ..... عمران نے کہا۔

”آپ کی بھن درست ہے۔ ہیڈ کو ارٹر بھی نیا بن سکتا ہے اور چیزیں بھی نیا بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن آپ پہلے سب میرین کے اس آئے یا فارمولے کے لئے کام کریں تاکہ پاکیشیا کا نقصان پورا ہو سکے اس بارے میں بعد میں سوچا جائے گا۔“ ..... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ تو کرنا ہے لیکن یہ چوہے ملی کا کھیل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اس تنظیم کا مکمل طور پر خاتمہ نہیں کر دیا جاتا اور نہ یہ ہمارے پیچے لگ جائیں گے اور ہم ان کے پیچے۔“ ..... عمران نے کہا۔

”آپ کی بات بھی درست ہے لیکن بیک وقت دو جگہوں پر تو کام نہیں ہو سکتا۔“ ..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہی سوچ رہا ہوں کہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو اسرائیل بھجو دوں اور خود ٹیم کے ساتھ اس سارج کے خلاف کام کروں۔“ ..... عمران نے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ اسرائیل کا مشن زیادہ اہم ہے اور جس تنظیم کے بارے میں وہاں سکورٹی کے بارے میں بتایا جا رہا ہے لقیناً یہ بھی اسی سارج کا ہی گروپ ہو گا۔“ ..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہ تو بعد میں فیصلہ ہو گا۔ اصل مسئلہ تو اس سارج کے خاتمے کا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں موجود پینے آفس میں کرنل ڈیوڈ  
بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے  
فون کی مترنم گھنٹی نجٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے سراٹھیا  
اور اس طرح فون کی طرف دیکھا جیسے اسے کچا چبا جانا چاہتا ہو۔ پھر  
اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھایا۔  
”لیں“..... اس نے غذتے ہوئے انداز میں کہا۔

”بابین کے شہر تالا سے میجر گراز کی کال ہے چیف۔ وہ آپ کو  
کوئی اہم اطلاع دینا چاہتا ہے“..... دوسری طرف سے اس کی پرسنل  
سیکرٹری نے اہتمامی معاذرت خواہانہ لیکن اہتمامی مودباز لجھے میں کہا۔  
”تالا سے کیا اہم اطلاع ہو سکتی ہے۔ بہر حال کراؤ بات“۔  
کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح سخت لجھے میں کہا۔  
”میجر گراز بول رہا ہوں چیف۔ تالا سے“..... چند لمحوں بعد

ایک اور مودباز آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا ہے۔ کیا تالا سے تیل نکل آیا ہے یا تمہیں کسی مدفن  
خراں کا نقشہ مل گیا ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے اہتمامی طرزیہ لجھے میں  
کہا۔

”اس سے بھی زیادہ اہم اطلاع ہے چیف“..... میجر گراز نے برا  
مانے بغیر کہا۔

”کیا سے بولو“..... کرنل ڈیوڈ نے اس بار غصیلے لجھے میں کہا۔

”تالا میں واقع ایک لیبارٹری پر کسی بھی وقت پاکیشیا سیکرٹ  
سروس حملہ کر سکتی ہے“..... میجر گراز نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے  
اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو یا تمہارا دماغ خراب ہو  
گیا ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چھینتے ہوئے کہا۔

”میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں چیف“..... دوسری  
طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر یکخت جھنگلاہٹ کے  
تاثرات ابھر آئے۔

”یہ کیسے ممکن ہے نانسنس۔ اس وقت تم یقیناً نشے میں ہو۔“  
کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”سر۔ آپ یقین کریں۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں نے آپ  
کو کال کرنے سے پہلے از خود مکمل تحقیقات کی ہے“..... میجر گراز  
نے باعتماد لجھے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مجھے تو اب تک کسی نے اطلاع ہی نہیں دی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے سر کو دائیں بائیں جھینکتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اس پاران کے مقابلے میں ایک اور غیر ملکی تنظیم کو لا یا گیا ہے اور اس تنظیم نے تھالا میں اڈہ بھی بنایا ہے اور اس کے ایک گروپ نے لیبارٹری کی سیکورٹی بھی سنپھال لی ہے اور وہ پورے تھالا تو ایک طرف بابین میں ایک ایک سیاح کو چیک کرتے پھر رہے ہیں۔ ..... میجر گراز نے کہا۔

"غیر ملکی تنظیم۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی غیر ملکی تنظیم کو اسرائیل میں سرکاری لیبارٹری کا چارج دیا جائے اور ہمیں اس سارے معاملے کا علم ہی نہ ہو۔ ..... کرنل ڈیوڈ کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے ابھی تک میجر گراز کی بات پر یقین نہیں آ رہا۔

"آپ پوری تفصیل سن لیں سر۔ پھر آپ جیسے حکم دیں گے ویسے ہی ہو گا۔ ..... میجر گراز نے کہا۔

"اچھا۔ بتاؤ کیا تفصیل ہے۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے اس تفصیل کو سنتے پر مجبور کر دیا گیا ہو۔

"سر۔ بابین کے شہر تھالا میں ایک ٹوائے فیکٹری ہے۔ اس کے نیچے حکومت کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس کا انچارج ڈاکٹر گور میں ہے۔ اس لیبارٹری کو کوڈ میں ایون سکس کہا جاتا ہے۔ میں چونکہ جی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پی فائیو کی طرف سے یہاں کافی طویل عرصے سے ہوں۔ اس نے مجھے اس کے بارے میں علم رہا ہے۔ آج سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے اچانک اس ٹوائے فیکٹری کے ویز ماوس کے احاطے میں دس کے قریب اجنبی افراد نظر آنے لگے۔ ان کے پاس ایک فوجی گن شپ ہیلی کا پڑبھی ہے۔ ان لوگوں کا انداز ۶ جنسیوں جیسا تھا اور پھر یہ لوگ تھالا میں ایک ایک سیاح کو انتہائی جدید مشیزی سے چیک کرنے لگے تو میں نے اس بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن کسی کو کچھ علم نہ تھا۔ پھر اچانک کل ایک اور اجنبی آدمی پانچ افراد کے ساتھ ایک جیپ میں تھالا چھپا اور اس نے اس ویز ماوس کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر انہوں نے راستے میں ایک کلب میں شراب نوشی بھی کی۔ میں وہاں موجود تھا۔ میں نے کراس ریڈ فون کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی تو مجھے معلوم ہوا کہ ان کا تعلق ایک تنظیم سارج ۶ جنسی سے ہے اور سارج کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ میں ہے اور یہ لوگ یہاں دراصل رومانیہ سے بھجوائے گئے ہیں۔ انہوں نے یہاں تھالا میں موجود سارج کے چیف امجنٹ کرنل اسٹھ سے ملا ہے۔ پھر یہ لوگ اس ویز ماوس کے احاطے میں چلے گئے۔ ہم ان کی خفیہ نگرانی کرتے رہے۔ کافی دیر بعد ایک جیپ ویز ماوس سے نکلی اور لیبارٹری کی طرف بڑھ گئی۔ ان کی گفتگو ایک بار پھر سنی گئی تو ان کا انچارج میجر کاوس تھا اور یہ اس لیبارٹری کی سیکورٹی کے لئے جا رہے تھے اور پھر ان کی باتوں سے

معلوم ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ان کے لیڈر عمران کی طرف سے اس لیبارٹری پر حملہ کا خطرہ ہے اور وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں جس پر مجھے بے حد تشویش ہوئی۔ میرا رابطہ ڈاکٹر گورمین سے براہ راست تھا۔ میں نے انہیں فون کیا تو انہوں نے مجھے مزید تفصیل بتائی کہ پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم نے اپنی آبدوز کہ تمام چینگ آلات سے خفیہ رکھنے کا کوئی آله تیار کیا اور ایسا ہی آله اسرائیل کے لئے ڈاکٹر گورمین نے بھی لیجاد کیا تھا۔ اس لئے حکومت اسرائیل نے رومانیہ میں موجود ایک بین الاقوامی تنظیم سارج کی خدمات حاصل کیں اور انہوں نے پاکیشیا میں ایکشن کر کے اس سائنس دان ڈاکٹر اعظم کو بھی ہلاک کر دیا اور اس کا آله بھی تباہ کر دیا جبکہ بعد میں معلوم ہوا کہ اس ڈاکٹر اعظم نے بنیادی فارمولہ پاکیشیا کے بڑے سائنس دان سرداور کی تحویل میں دے رکھا ہے اس پر سارج کے ایک اور گروپ نے سرداور پر حملہ کیا اور اس سے وہ فارمولے کر اسے جلا دیا اور سرداور کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد اطلاعات میں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کام اسرائیل نے کیا ہے اور اسرائیل ایسا آله لیجاد کرنے کے قریب ہے تو انہوں نے اس آلے کو حاصل کرنے اور ڈاکٹر گورمین کو ہلاک کرنے کے لئے باہم میں اس لیبارٹری پر حملہ کا پلان بنایا ہے جس پر حکومت اسرائیل نے ان کے مقابلے پر سارج ہجنسی کو لانے کا فیصلہ کیا اور سارج ہجنسی کا چیف اجنبیت کرنل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اسکتھ اپنے دس افراد سمیت تما لاہنخ چکا ہے اور اس کا اسٹیٹ میجر کاوس اپنے ساتھیوں سمیت اس لیبارٹری کا سیکورٹی چارج سنپھال چکا ہے۔ یہ سب معلوم ہونے پر میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ اب آپ جیسے حکم دیں۔ ..... میجر گراز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ سارج کیا رومانیہ کی سرکاری ہجنسی ہے۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے سر۔ البتہ کہا جا رہا ہے کہ اس سارج کی خدمات خصوصی طور پر حکومت اسرائیل نے لی ہیں۔ ..... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ان کی نگرانی کرتے رہو۔ لیکن تم نے سامنے نہیں آنا۔ میں اس سلسلے میں تمام معلومات کر کے پھر تمہیں احکامات دوں گا۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”لیں سر۔ ..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں سر۔ ..... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مودباش آواز سنائی دی۔

”رومانیہ میں سرکاری ہجنسی وائٹ فلاور کے چیف کرنل گرے سے میری بات کراؤ۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ کرنل گرے اس کا خاصا پرانا دوست تھا اور

جهان تک کرنل ڈیوڈ کو علم تھار رومانیہ کی ایک ہی سرکاری ہجنسی تھی جس کا نام وائٹ فلاور تھا اس نے اس نے کرنل گرے سے معلومات حاصل کرنے کا سوچا تھا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”کرنل گرے سے بات کیجئے سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی لکھ کی آواز سنائی دی۔

”چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں اسراائل اور سے“..... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”کرنل گرے بول رہا ہوں۔ کیسے آج یاد کر لیا ہے کرنل ڈیوڈ“..... دوسری طرف سے بے تکلفاً لمحے میں کہا گیا۔

”کرنل گرے۔ کیا رومانیہ میں کوئی سرکاری ہجنسی سارج بھی بنائی گئی ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے اپنے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

”تمہیں سارج کے بارے میں کہاں سے پتا چلا ہے کرنل ڈیوڈ۔ یہ تو ناپ سیکرٹ ہے“..... کرنل گرے کے لمحے میں حیرت نمایاں تھی۔

”سارج اسراائل میں کام کر رہی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ اسراائل میں اڑتی ہوئی مکھی بھی میری نگاہوں سے اوچھل نہیں رہ سکتی“..... کرنل ڈیوڈ نے بڑے فاخر انہ لمحے میں کہا۔

”وہ اسراائل کیا کرنے گئی ہے۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے۔“  
کرنل گرے نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”کہا جا رہا ہے کہ حکومت اسراائل نے ایک ساتھی لیبارٹری کی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے حفاظت کے لئے سارج کی خدمات حاصل کی ہیں اور یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ سارج رومانیہ کی سرکاری ہجنسی ہے۔ اس نے میں نے تمہیں فون کیا ہے تاکہ تم سے اصل بات معلوم ہو سکے“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”سارج ایک خفیہ بین الاقوامی تنظیم ہے جسے اسراائل اور ایکریمیا نے مل کر بنایا ہے اور ڈاچ دینے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ میں بنایا گیا ہے۔ اس کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ حکومت رومانیہ کا اس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔“..... کرنل گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا چیف کون ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

”میں نے یہ معلوم کرنے کی آج تک کوشش ہی نہیں کی کیونکہ میرا اس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔“ کرنل گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ اب میں خود ہی سب کچھ معلوم کر لوں گا۔ گذبانی“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے۔ اسے یہ سب کچھ جی پی فائیو اور اپنی توہین لگ رہا تھا۔ وہ فوری صدر اسراائل سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن مشتعل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”پریزیڈنٹ صاحب سے بات کرائیں۔ اہتمامی اہم اور فوری ضروری موضوع پر بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”ہو لڑ کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ملٹری سیکرٹری کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”یہ۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”صدر صاحب سے بات کریں۔۔۔۔۔ ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

”سر۔ میں کرنل ڈیوڈ عرض کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے اہتمامی موعد باندھ لجھے میں کہا۔

”یہ۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔۔۔۔۔ صدر صاحب نے گھمیر لجھے میں کہا۔

”سر۔ جی پی فائیو کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس رومانیہ میں قائم خفیہ اجنبی سارج کا تعاقب کرتی ہوئی اسراٹیل پہنچ رہی ہے اور یہاں وہ بابین کے علاقے تلالا میں واقع سرکاری لیبارٹری ایون سکس کے انچارج ڈاکٹر گوریں کے خاتمے کے لئے پہنچ رہی ہے جبکہ سارج کو بھی اس لیبارٹری کی سیکورٹی کا انچارج بنایا گیا ہے۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کس نے یہ اطلاع دی ہے تمہیں۔۔۔۔۔ صدر کے لجھے میں ہلکی سی حریت تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

مزاج اور گرم دماغ ہونے کے باوجود اسے معلوم تھا کہ صدر اسراٹیل سے وہ براہ راست غصے میں بات نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کا جواب طلب کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ کس انداز میں بات کرے کہ حکومت اسراٹیل سارج کی بجائے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے پر مأمور کر دے۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ بابین تو اسراٹیل کے جنوب مشرق میں ہے اور سارج کا تمام سیٹ اپ بابین بلکہ تلالا میں ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بابین پہنچنے کے لئے پہلے تل ایسپ ہاپنچاپڑے گا۔ پھر تل ایسپ سے سڑک یا ٹرین کے راستے یا ڈومیٹک فلاٹ کے ذریعے وہ بابین پہنچ سکتے ہیں۔

اس لئے اگر جی پی فائیو پہلے ہی ان کا خاتمه کر دے تو سارج کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ اس کے لئے بھی صدر کی اجازت ضروری تھی۔

چنانچہ اس نے رسیور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پر لیس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے ”ملٹری سیکرٹری ٹو پریزیڈنٹ۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ملٹری سیکرٹری کی مخصوص آواز سنائی دی۔۔۔۔۔

”کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”فرمائیے کرنل ڈیوڈ۔۔۔۔۔ ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

"سر۔ ہماری آنکھیں ہر وقت کھلی رہتی ہیں سر"..... کرنل ڈیوڈ نے دوسرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کال کیوں کی ہے"..... صدر نے اس بار قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

"سر۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو جی پی فائیو بابین کو چھوڑ کر باقی پورے اسرائیل میں پاکیشیا سیکرت سروس کے خلاف کام کرے"..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"لیکن جب آپ کی اطلاع کے مطابق وہ بابین پہنچ رہے ہیں تو پھر آپ باقی اسرائیل میں کیا کریں گے"..... صدر نے ہمہ کی طرح غصیلے لمحے میں کہا۔

"سر۔ بابین پہنچنے سے چہلے انہیں تل ایس ب آنا ہو گا۔ وہ براہ راست کسی صورت بابین نہیں پہنچ سکتے"..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ کی ہمیں کا قیام ہی غیر ممکن ہمجنوں کے خاتمے کے لئے کیا گیا ہے۔ پھر آپ کو میری اجازت کی کیا ضرورت ہے"۔ صدر نے کہا۔

"سر آپ ہمارے عظیم سربراہ ہیں اس لئے تمام اہم معاملات آپ کے نوٹس میں لانا ضروری ہوتا ہے سر"..... کرنل ڈیوڈ نے خوشامدانہ لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے نوٹس میں آگیا لیکن آپ نے بابین یا تالا میں سارج کے کام میں ہرگز مداخلت نہیں کرنی۔ سارج بھی اسرائیل کی ہمیں کا ہے اور وہ اپنی تربیت اور تجربہ کی بناء پر ان

لوگوں سے زیادہ اچھی طرح نہ سکتی ہے۔ آج تک تم اور ہماری ہمجنی پاکیشیا سیکرت سروس کا بال تک بیکا نہیں کر سکی لیکن مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ سارج ان کا خاتمہ کر دے گی۔ پہلے بھی سارج نے پاکیشیا میں دو مشن اہمیتی کامیابی سے مکمل کئے ہیں"..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے خوب پکے ہوئے ہمائر کی طرح سرخ پڑ گیا۔ اس نے رسیور اس طرح کریڈل پر پٹخ دیا جیسے سارا قصور اسی رسیور اور کریڈل کا ہی ہوا۔

"صدر صاحب نے جی پی فائیو پر اس سارج کو ترجیح دے کر سارج ہمجنی کی قسمت پر مہر لگا دی ہے۔ اب میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو بابین پہنچنے تک کچھ نہیں کہوں گا اور جب وہ سارج اور لیبارٹری کا خاتمہ کر دیں گے اس کے بعد میں ان کا خاتمہ کروں گا تاکہ صدر صاحب کو ہمیشہ کے لئے معلوم ہو جائے کہ سارج جیسی کئی تنظیمیں جی پی فائیو اور تجربہ کار کرنل ڈیوڈ کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتیں"..... کرنل ڈیوڈ نے اوپنی آواز میں بڑبراتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے لپٹنے سیکرٹری کو کال کیا۔

"یہ سر"..... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی موبدانہ آواز سنائی دی۔

"بابین میں مجرم گراز سے بات کرو"..... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لمحے میں کہا اور ایک بار پھر رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"میں بتاؤں گا صدر صاحب کو کہ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لجے میں کہا۔  
ایک بار پھر کرنل ڈیوڈ نے غصیلے انداز میں بڑباتے ہوئے کہا۔  
تو ڈی ویر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک  
جھنکے سے رسیور اٹھالیا۔

"میں"..... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح غصیلے لجے میں کہا۔

"میں بات کروں گا ناسنس۔ اسے کہو کہ مجھ سے بات کرے  
ناسنس"..... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لجے میں کہا۔

"میں سر۔ میں سر۔ وہی بات کرے گا سر۔ میں سر"..... پرستن  
سیکرٹری نے بری طرح گھبرائے ہوئے لجے میں کہا۔  
"سر۔ میں میجر گراز بول رہا ہوں سر"..... چند لمحوں بعد میجر گراز  
کی موڈبانہ آواز سنائی دی۔

"سنو۔ تم نے وہاں اہتمامی ہوشیار اور چوکنا رہنا ہے۔ جب  
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچ جائے تو تم نے قطعاً کسی  
قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ مجھے ہو یا نہیں"..... کرنل ڈیوڈ  
نے اسی طرح غصیلے لجے میں کہا۔

"میں سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ میں بالکل مداخلت نہیں کروں  
گا"..... میجر گراز نے موڈبانہ لجے میں کہا۔

"ہاں۔ چاہے وہ اس سارج کا خاتمه کر دیں۔ چاہے لیپارٹری تباہ  
کر دیں۔ تم نے قطعاً کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ مجھے ہو یا

نہیں"..... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر شدید غصیلے لجے میں کہا۔  
"میں سر۔ میں بالکل سمجھ گیا ہوں سر"..... میجر گراز نے کہا۔

"یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ صدر صاحب نے ہمیں باہین میں  
مداخلت کرنے سے روک دیا ہے"..... کرنل ڈیوڈ کو اچانک خیال  
آیا کہ کہیں میجر گراز پنے ساتھیوں کو یہ سب کچھ نہ بتا دے۔ اس  
لئے اس نے صدر کا نام لے دیا۔

"میں سر۔ میں سمجھ گیا سر"..... میجر گراز نے کہا۔

"خاک سمجھ گئے ہو۔ سنو۔ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمه  
کرنا ہے۔ مجھے۔ لیکن اس وقت جب وہ سارج کا خاتمه کر چکی ہو۔  
اس لئے جیسے ہی لوگ باہین یا تالا پہنچیں۔ تم نے مجھے فوری اطلاع  
دنی ہے۔ میں خود وہاں پہنچ کر تالا کا بیروفی محاصرہ کر دوں گا اور پھر  
جیسے ہی سارج ان کے ہاتھوں ختم ہو گی میں انہیں ختم کر دوں گا۔  
سمجھ گئے ہو یا نہیں"..... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں سر۔ میں آپ کو فوری اطلاع دوں گا سر اور خود کوئی  
مداخلت نہیں کروں گا سر"..... میجر گراز نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اگر تم نے محمولی سی غفلت  
کا مظاہرہ بھی کیا تو زندہ زمین میں دفن کر دوں گا"..... کرنل ڈیوڈ  
نے پھاڑ کھانے والے لجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک  
جھنکے سے رسیور رکھ دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اب چیف بتائے گا تو پتہ چلے گا“..... جو لیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” عمران صاحب غائب ہیں“..... صدیقی نے کہا۔

” چیف کو شاید ان کا ہی انتظار ہے“..... اس بار چوہان نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ یا اہالیان دانش منزل“۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے خشوع و خضوع سے مکمل سلام کرتے ہوئے کہا۔

” ہم اہالیان دانش منزل تو نہیں کھلانے جاسکتے۔ وہ تو چیف ہے البتہ اراکین دانش منزل آپ ہمیں کہہ سکتے ہیں“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” اہالیان تو میں نے اس خوش امیدی کی بناء پر کہا تھا کہ شاید دانش کا کچھ حصہ آپ کو بھی مل گیا ہو۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ غربوزے کو دیکھ کر غربوزہ خصلت تو نہیں بدلتا لیکن رنگ ضرور بدل لیتا ہے“..... عمران نے خالی کرسی پر بیٹھ کر بڑے اطمینان بھرے لجھے میں کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

” عمران صاحب۔ یہ ایسا کون سامشن ہے جس پر اس طرح ہم سب کو ہمارا کال کیا گیا ہے“..... اس بار کیپشن شکیل نے کہا۔

” میں نے تو تمہارے چیف کو بڑا سمجھایا تھا کہ معمولی سامشن

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دانش منزل کے میٹنگ روم میں اس وقت پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود تھی جبکہ عمران ابھی تک نہ ہبھا تھا۔ چیف نے جو لیا کو فون کر کے حکم دیا تھا کہ وہ پوری سیکرٹ سروس کو میٹنگ روم میں پہنچنے کا کہہ دے اور خود بھی پہنچ جائے کیونکہ ایک اہم مشن کے سلسلے میں ٹیم کو ضروری ہدایات دینی ہیں جس کے نتیجے میں وہ سب ہمارا تشویش کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا تھا کہ مشن سے پہلے ٹیم کو اس طرح میٹنگ روم میں طلب کیا جائے ورنہ عام طور پر مشن کے اختتام پر ممبران کو ہمارا کال کر کے انہیں نہ صرف مشن کی تفصیلات بتائی جاتی تھیں بلکہ ان کے وضاحتی سوالوں کے جواب بھی دیئے جاتے تھے۔

” ایسا کون سامشن ہو سکتا ہے مس جو لیا“..... صدر نے کہا۔

ہے۔ صرف مجھے بھیج دو میں یہ مشن مکمل کر لوں گا البتہ مجھے بس تھوڑی سی بڑی مالیت کا چھپ کر دے دینا لیکن تمہارے چیف نے جواب میں ایسی بات کر دی کہ مجھے مجبوراً خاموش ہونا پڑا۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کون سی بات“..... جو لیا نے چونک کر کہا۔

”چیف نے کہا کہ پہلے ہی ممبران کی صلاحیتوں کو تمہاری وجہ سے زنگ لگ گیا ہے۔ اب اگر تم نے اکیلے کام کیا تو تمام ممبران کی صلاحیتیں گل سڑ جائیں گی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے

”بات تو چیف نے ٹھیک کی ہے۔ آپ کی وجہ سے ہماری صلاحیتیں واقعی زنگ آلو دھو کر رہ گئی ہیں“..... اس بار صدر نے کہا۔

”اچھا۔ میرا خیال تھا کہ تم سب شین لیں سیل کے بننے ہوئے ہو۔ اس لئے تمہیں زنگ لگ ہی نہیں سکتا چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے۔ تم ولیے کے ولیے چمکدار ہی رہو گے“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ہم صرف چمکدار برتنوں کی طرح شوپیں ہیں“..... جو لیا نے غصیلے لمحے میں کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ مشن کیا ہے۔ یہ تو بتائیں“..... صدیقی نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کہا۔

”وہی پرانا مشن کہ بے چارے ازلي کنوارے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی کسی طرح شادی نہ ہونے دی جائے۔..... عمران نے بڑے مایوسانہ لمحے میں کہا تو میلنگ روم میں بے اختیار مسکراہشیں بکھر گئیں۔

”تم۔ تم شادی کر رہے تھے۔ کس کے ساتھ“..... جو لیا نے اس طرح چونک کر کہا جیسے عمران نے بات نہ کی ہو بلکہ اسے کوڑا مار دیا ہو۔ اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے بگڑ سا گیا تھا۔

”کوئی ایک ہو تو بتاؤ۔ سینکڑوں ہزاروں شہزادیاں، پریاں اور جل پھلیاں اپنا دل اٹھائے میرے پیچھے تھیں لیکن میری خواہش تھی کہ شادی کروں گا تو صرف سوئس شہزادی سے۔ جس کے پاس دل نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ لیکن اب کیا کروں تمہارا چیف آڑے آگیا۔..... عمران نے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب کہ سوئس شہزادی کے پاس دل نہیں ہے۔..... خاموش بیٹھی ہوئی صالحہ نے مسکراتے ہوئے قدرے شرارت بھرے لمحے میں کہا۔

”یہ ایسی ہی دل جلانے والی باتیں کرنے کا عادی ہے۔ تم چپ رہو۔..... جو لیا نے ہونٹ چباتے ہوئے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے پاس دل ہے تب ہی

وہ جلتا ہے "..... صالحہ نے کہا۔

"میں نے تو اس امید پر تمہارے چھیف سے بات کی تھی لیکن اس نے کہا کہ جولیا پا کیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چھیف ہے اور چھیف اور ڈپٹی چھیف دونوں کے پاس دل نہیں، ہوتا صرف دماغ ہوتا ہے اور ملک کی خدمات کا جذبہ ہوتا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ میں کس کی بات مانوں۔ جو لیا کی یا چھیف کی۔ چلو چھیف ملک کے ساتھ قوم کا لفظ بھی کہہ دیتا تو کچھ امید بندھ جاتی"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسیسیٹر سے سیٹی کی ہلکی سی آواز ابھری تو سب نے ٹرانسیسیٹر کی طرف رخ کر دیا اور چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسیسیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ یہ جدید ساخت کا ٹرانسیسیٹر تھا۔ اس میں بار بار اور کہنے اور بٹن دبانے کی ضرورت نہ تھی۔ ایک بار آن ہونے پر اس پر فون کے سے انداز میں براہ راست بات کی جاسکتی تھی۔

"ہمیلو ممبران۔ آپ سب کو یہاں اکٹھا اس لئے کیا گیا ہے کہ پا کیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے بیک وقت تین مشنری ہیں۔ گویہ تینوں مشنری دراصل ایک بڑے مشن کے جزوی حصے ہیں لیکن چونکہ ان تینوں مشنری پر بیک وقت کام کرنا ضروری ہے اس لئے میں نے انہیں تین مشنری کہا ہے اور چونکہ آپ کو عمران سے یہ شکایت رہتی ہے کہ عمران آپ کو مشن کے بارے میں ضروری بیلفنگ نہیں دیتا۔ اس لئے بھی میں نے آپ سب کو یہاں جمع کیا ہے تاکہ ضروری

بریلفنگ کے ساتھ ساتھ آپ آپس میں تینوں مشنری کے لئے اپنے آپ کو ایڈ جست کر لیں"..... چھیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور تین مشنری کا سن کر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے چہروں پر یکخت چمک سی ابھر آئی تھی جبکہ عمران کرسی کی پشت سے سرٹکائے آنکھیں بند کئے اس انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کا ان سارے واقعات سے سرے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

"کیا مشنری ہیں چھیف"..... جولیا نے اشتیاق آمیز لمحے میں کہا۔

"مخصر طور پر میں بتا دیتا ہوں۔ پا کیشیا کے ایک سانتس دان ڈاکٹر اعظم نے ایک ایسا آلہ لیججاد کیا جس کے ذریعے ایسی آبدوزوں کو کسی بھی آلے پر چمک نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی اس کی ریخ بے حد محدود تھی۔ اس لئے اس آلے کی ریخ بڑھانے پر کام ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر اعظم نے اپنی ذاتی رہائش گاہ میں بھی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی جہاں وہ اس آلے کی ریخ بڑھانے کے سلسلے میں ہفتہ میں چار دن کام کرتا رہتا تھا۔ ان تجربات کو وہ ہفتہ میں دو روز پا کیشیا کی بین الاقوامی سمندری حدود میں واقع جزیرے گرین پرل میں بنائی جانے والی نیوی لیبارٹری ہے سپیشل نیوی درکشاپ کا نام دیا گیا تھا میں جدید ترین آلات کے ذریعے چمک کرتا اور ان تجربات کو وہاں موجود خصوصی کمپیوٹر میں فیڈ کرتا تھا۔ یہ کام خاموشی سے ہو رہا تھا کہ ایک روز ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ میں سے اس کی لاش ملی۔ اس کے ملاズموں اور گارڈز کو بھی ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس لیبارٹری میں موجود اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

آلے کو بھی اور خصوصی کمپیوٹر کو بھی باقی تمام آلات سمیت تباہ کر دیا گیا اور اسی رات گرین پرل آئی لینڈ پر موجود سپیشل نیوی ورکشاپ کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ وہاں بھی اس آلے کو تباہ کیا گیا ہے ڈاکٹر اعظم کی موت کے بارے میں عمران کو اطلاع اس کے شاگرد نائیگر نے دی جبکہ صدر اور کیپشن شکیل اس سپیشل نیوی ورکشاپ کے سلسلے میں کام کر رہے تھے۔ لیکن دشمن اپنا کام کر کے فوری طور پر واپس چلے گئے۔ عمران نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس آلے کا بنیادی فارمولہ سرداور کی تحویل میں ہے۔ اس لئے دشمنوں کی اس کارروائی کے باوجود فارمولہ محفوظ ہے جس پر آستدہ کام کرایا جاسکتا ہے۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ سرداور کی رہائش گاہ پر حملہ کیا گیا ہے اور سرداور کو گولیاں ماری گئی ہیں اور ان کے ذاتی سيف سے فارمولے کی فائل انٹھا کر ایک کمرے میں اسے باقاعدہ جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے اور اپنی طرف سے وہ لوگ سرداور کو ہلاک کر کے چلے گئے۔ لیکن سرداور زندہ تھے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی زندگی منظور تھی۔ اس لئے وہ اس قدر ہونا ک جملے کے باوجود پچ گئے۔ اس فارمولے کو ساختہ لے جانے کی بجائے وہیں جلا دینے سے ہم اس نیجے پر پہنچ کے حملہ آوروں کو اس فارمولے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ صرف یہی چلہتے تھے کہ پاکیشیا کے پاس ایسا آلہ نہ ہو سا اس کا واضح مطلب تھا کہ ان لوگوں کے پاس پہلے سے یہ آلہ موجود تھا۔ چنانچہ اس بناء پر میں نے اس حملہ آور گروپ کو ٹریس کرنے کا کام

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کیا اور اس ٹریننگ سے معلوم ہوا کہ حملہ آور گروپوں کا تعلق اسرائیل اور ایکریمیا کی ایک مشترکہ خفیہ بین الاقوامی تنظیم سارج ہجنسی سے ہے۔ اس سارج ہجنسی کو خفیہ رکھنے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ کے ایک صحرائی علاقے کارسانا میں بنایا گیا ہے۔ اس کے بورڈ آف گورنریز کا چیئرمین لارڈ انthoni ہے جو ناراک میں رہتا ہے اور اس فارمولے پر کام اسرائیل کے ایک علاقے باہمیں کے مرکزی شہر تالا میں واقع لیبارٹری میں ہو رہا ہے اور اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر گورمین ہے۔ عمران چاہتا تھا کہ پہلے ڈاکٹر گورمین والی لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے۔ پھر سارج کی طرف توجہ کی جائے لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تینوں مشنزر پر بیک وقت کام کیا جائے کیونکہ اسرائیلی لیبارٹری تباہ ہوتے ہی سارج پوری قوت سے پاکیشیا سے انتقام لینے کے لئے اس کی اہم تنصیبات یا اہم شخصیات کے خلاف کام کر سکتی ہے اور اس طرح اگر وہ جزوی طور پر کامیاب رہے تب بھی پاکیشیا کا نقصان ناقابل تلافی ہو گا کیونکہ پہلے ہی ایک فارمولے کی خاطر وہ اپنی طرف سے سرداور کو ہلاک کر گئے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی رحمت نہ کرتا اور سرداور نج نہ جاتے تو یہ واقعی پاکیشیا کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہوتا۔ اس لئے اب تین مشنزر ہمارے سامنے ہیں۔ ایک اسرائیل میں واقع اس لیبارٹری کی تباہی اور وہاں سے اس آلے یا اس کے فارمولے کی واپسی تاکہ پاکیشیا اس آلے پر دوبارہ کام کر سکے۔ یہ آللہ پاکیشیا کے دفاع کی

مضبوطی کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ دوسرا منش اس لارڈ انٹھونی کا خاتمه اور تیسرا سارج کے ہیڈ کوارٹر کا خاتمه اور ان تینوں مشنپر بیک وقت کام کیا جانا ہے۔ اس لئے آپ سب کو یہاں کال کیا گیا ہے تاکہ آپ اپنے طور پر یہ فیصلہ کر لیں۔ اگر آپ کوئی فیصلہ نہ کر سکیں تو پھر یہ فیصلہ جو یا بطور ڈپٹی چیف کرے گی اور اس کا فیصلہ فائل ہو گا اور جو لیا اس قیصلے سے مجھے آگاہ کرے گی تو پھر میں مزید ہدایات دوں گا۔ تب تک اللہ حافظ۔۔۔۔۔ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسپیرر سے ایک بار پھر ہلکی سی سینی کی آواز نکلی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

”میں سارج کے ہیڈ کوارٹر کا خاتمه کروں گا۔۔۔۔۔ سب سے پہلے تنور نے کہا۔

”میرے خیال میں عمران اس بارے میں ہم سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ جو لیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں واقعی۔ عمران صاحب آپ یہ معاملہ طے کر دیں۔۔۔۔۔ صدر کے چہروں پر بھی حریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میں نے تو جو فیصلہ کیا تھا وہ تمہارے چیف کو پسند نہیں آیا۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ نے سب کچھ خود کرنے کا کیا تھا۔ آپ ہمیں کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔ صالحہ نے اس بار غصیلے لمحے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ اکیلے بیک وقت تینوں مشنپر کیسے کام کر

سکتے ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے بغیر اکیلا ہوں۔۔۔ میری ٹیم میں ایسے ایسے لوگ شامل ہیں کہ تم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔۔۔ عمران نے بڑے فاخر انہوں لمحے میں کہا۔

”آپ ناٹیگر، جوزف اور جوانا کا نام لیں گے۔۔۔۔۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ یہ تو ہیں لیکن ان کا اصل ہیڈ اور ہے اور وہ ہے آغا سلیمان پاشا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”میرا خیال ہے کہ مجھے ہی تین ٹیمیں بنانا پڑیں گی۔۔۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

”بس ایک خیال رکھنا۔۔۔۔۔ مجھے اپنی کسی ٹیم میں شامل نہ کرنا۔۔۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیوں عمران صاحب۔ کیا آپ ان مشنپر کام نہیں کرنا چاہتے۔۔۔۔۔ صدر نے حریت بھرے لمحے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میں دراصل یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ دو مشنزاں یہ ہوں جن کا میری بجائے کوئی اور لیڈر ہو۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں وجہ۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہارے بغیر سیکرٹ سروس کے ممبران کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ جو لیا نے غصیلے انداز میں آنکھیں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نکلتے ہوئے کہا۔

”یہ بات نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کے عمران بھی سے بھی زیادہ کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں اور کرتے بھی رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ان مشہز میں بھی وہ کامیاب رہیں گے لیکن۔“ عمران بولتے بولتے لیکن کہہ کر خاموش ہو گیا۔

”لیکن کیا۔“ جویا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”پھر میرا روزگار ختم۔ کیونکہ اب تک میں نے چیف پر یہ تاثر قائم کیا ہوا ہے کہ ساری کامیابی میری وجہ سے ہے۔ پھر اسے معلوم ہو جائے گا کہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے آئندہ کسی بھی مشن میں وہ مجھے لیڈر ہی نہیں بنائے گا اور اس طرح وہ چھوٹا سا چیک بھی مجھے ملنا بند ہو جائے گا۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں یہ خدشہ ہے تو ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ چیف ایسا نہیں کرے گا اور اگر چیف ایسا کرے گا تو احتجاجاً ہم بھی سیکرٹ سروس سے مستعنی ہو جائیں گے۔“ جویا نے بڑے باعتماد لمحے میں کہا۔

”بعد میں کیا ہو گا اس کی گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔ اب کی بات کرو۔ اگر تم چیف سے اب گارنٹی دلو اسکتی ہو تو میں تیار ہوں ورنہ نہیں۔“ عمران نے صد کرتے ہوئے کہا۔

”مس جویا۔ آپ عمران صاحب کی باتوں میں نہ آجایا کریں۔ یہ کسی صورت یونچے نہیں ہٹ سکتے۔ آپ ٹیکیں منتخب کریں۔ پھر جو ہو

گا دیکھا جائے گا۔“ صدر نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ ایک تو تم میرے دشمن غبرا ایک ہو۔ نہ ہی خطبہ نکاح یاد کرتے ہو اور اب میں ماحول بنا کر جو لیا کے اکاؤنٹ سے بھاری مالیت کا ایک چیک حاصل کرنا چاہتا تھا تو تم نے یہ راستہ بھی بند کر دیا۔“ عمران نے صدر سے مخاطب ہو کر غصیلے لمحے میں کہا۔

”کیوں۔ میں کیوں دیتی تمہیں چیک۔“ جویا نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ ابھی تم نے خود ہی آفر کر دینی تھی کہ گارنٹی کے طور پر میں تمہیں آئندہ ایک ہزار مشہز کا چیک ایڈوانس دے سکتی ہوں۔“ عمران نے کہا تو جو لیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”ایک ہزار مشہز کا چیک۔ اتنی رقم جو لیا کے اکاؤنٹ میں ہی نہ ہو گی۔“ صاحب نے ہستے ہوئے کہا۔

”ارے یہی تو اصل رونا ہے۔ تمہیں جتنی تنخواہ مع الاونسز ماہانہ ملتی ہے۔ مجھے ایک ہزار مشہز کے عوض اس سے بھی کم رقم کا چیک ملتا ہے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب پلیز۔ بس اب آپ یہ سلسلہ بند کریں اور میں جویا کو انتخاب کرنے دیں۔“ صدر نے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ کرلو انتخاب۔“ عمران نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"فورسٹارز صدیقی کی سربراہی میں سارج ۶ بجنی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کریں گے جبکہ تنور اور صدر چیئرمین لارڈ انthoni کا خاتمه کریں گے اور میں صالحہ اور کیپشن شکل کے ساتھ اسرائیل میں موجود لیبارٹری کو تباہ کریں گے۔ باقی رہا عمران تو وہ تینوں مشنزوں میں جس کے ساتھ چاہے شریک ہو سکتا ہے۔ جو یا نے انتخاب کرتے ہوئے کہا۔" میں نے کہا تھا کہ میں سارج ۶ بجنی کے ہیڈ کوارٹر کی تباہ کرنے کا مام کروں گا۔"..... تنور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو میں نے کہہ دیا ہے وہ فائل ہے۔"..... جو یا نے حتیٰ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کس کے ساتھ شامل ہوں گے۔" صدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو یا نے اسرائیلی مشن کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ حالانکہ سب سے اہم مشن وہی ہے کیونکہ سارج ۶ بجنی کی ایک ٹیم کرنل اسمتح پی فائیو اور کرنل ڈیوڈ کو بھی سائیڈ پر رکھا ہے۔ اس لئے اصل مشن وہی ہے البتہ وہاں سے واپسی پر ہم رومانیہ پہنچ کر ان کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر سکتے ہیں اور اس چیئرمین کا خاتمه بھی کر سکتے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"تو آپ میں جو یا کے گروپ میں شمار ہو گے۔"..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"میرا خیال ہے کہ پوری ٹیم کو اکٹھے ہی تینوں مشنزوں کا کام کرنا چاہئے ورنہ ہماری قوت بٹ جائے گی جبکہ سارج کا خاتمه اور اسرائیلی لیبارٹری کی تباہی دونوں ہی بے حد اہم ثار گٹ ہیں اور چیئرمین کا خاتمه کرنے سے اصل مسئلہ حل نہیں ہو گا کیونکہ چیئرمین تو کوئی اور بھی آسانی سے بنایا جاسکتا ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"تمہاری باتیں درست ہیں لیکن چیف تو چاہتا ہے کہ تینوں مشنزوں بیک وقت کام کیا جائے۔"..... جو یا نے کہا۔

"چیف کو بتاؤ کہ پوری ٹیم اکٹھے ہی کام کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے اور چیف تمہاری بات مان جائے گا۔"..... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی چیف سے اس انداز میں بات نہیں کر سکتا۔"..... جو یا نے فیصلہ کرنے لجئے میں کہا اور اس کی بات کی تائید ایک ایک کر کے سب نے کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ ٹرانسمیٹر آن کروں پس بات کرتا ہوں۔"..... عمران نے کہا تو جو یا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ پسند لمほں بعد ٹرانسمیٹر پر جلنے والا بلب سبز رنگ کا ہو گیا۔

"ہیلو عمران۔ کیا فیصلہ ہو گیا ہے۔"..... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر۔ عمران آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔"..... جو یا نے موذبانہ لجئے میں کہا۔

"کیا بات۔"..... چیف نے پوچھا۔

"عالی جناب۔ بندہ نواز چیف صاحب مدظلہ کی خدمت اقدس میں حقیر فقیر پر تقصیر یعنی مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) دست بستہ در حالت خستہ احتہانی ادب و احترام کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ سب سے اہم مشن اسرائیل کا ہے کیونکہ وہاں سارج کا ایک گروپ پہلے سے ہی موجود ہے۔ اس لیبارٹری کی تباہی اور گروپ کے خاتمے سے سارج اور اسرائیل دونوں کی کمر ثبوت جائے گی اور اس گروپ کے ہیڈ کرنل اسمتحہ سے سارج کے بارے میں مزید اہم معلومات ملیں گی کیونکہ صرف چیز میں کا خاتمہ کرنا اہمیت نہیں رکھتا اور جہاں تک اس کے ہیڈ کوارٹر کا تعلق ہے تو میری معلومات کے مطابق اصل ہیڈ کوارٹر وہ نہیں ہے اسے ڈاج کے طور پر ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے۔ اصل ہیڈ کوارٹر یقیناً کسی اور جگہ ہو گا اور اگر سارج نے کرنل اسمتحہ کو اسرائیلی مشن کے لئے منتخب کیا ہے تو یقیناً وہ بے حد اہم گروپ ہو گا۔ اس سے درست معلومات مل جائیں گی اور ہم واپسی پر اصل ہیڈ کوارٹر اور چیز میں اور اس کے ساتھ بورڈ آف گورنر اور ڈال از جلد اپنے مشن پر روانہ ہو جائیں۔

سارج کے خلاف کام کرنے والے گروپ کو تمام تفاصیل عمران دے گا اور عمران اور جولیا دونوں کارابطہ زیر و فایو سپیشل ٹرانسیور پر رہے گا تاکہ معاملات کو ایک دوسرے سے ڈسکس کیا جاسکے اور یہ سن لو کہ مجھے دونوں مشنز میں کامیابی چاہئے۔ اللہ حافظ۔ ..... چیف مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کام سوائے اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا رہ گیا ہے"

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جو کچھ تم نے کہا ہے اسے تم چند فقروں میں بھی کہہ سکتے تھے لیکن مجھے تمہاری تجویز سے قطعاً اتفاق نہیں ہے۔ لیبارٹری کے ساتھ سارج کے ہیڈ کوارٹر کا بھی خاتمہ ضروری ہے۔ چاہے وہ جعلی ہے یا اصلی۔ یہاں بیٹھ کر اس کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور اگر وہ جعلی بھی ثابت ہوا تو تب بھی سیکرٹ سروس اصل ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر لے گی۔ زیادہ سے زیادہ ہم تیسرے مشن کو فی الحال ڈر اپ کر سکتے ہیں۔ چیز میں، بورڈ آف گورنر اور دوسرے چیفس کا خاتمہ بعد میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے تین کی بجائے اب دو گروپ بنائے جائیں گے اور اب گروپ بھی میں ہی بناؤں گا۔ تمہاری رہنمائی میں صدیقی، نعمانی، چوہان اور خاور اسرائیل جائیں گے جبکہ جولیا کی سربراہی میں صدر اور تنور سارج کے خلاف کام کریں گے جبکہ صالحہ اور کیپن شکیل پاکشیا میں رہیں گے تاکہ یہاں ٹیم کی عدم موجودگی میں اگر کوئی مشن ہو تو اس پر کام کیا جاسکے۔ یہ فائل ہے۔ اب دونوں گروپ جلد از جلد اپنے مشن پر روانہ ہو جائیں۔

سارج کے خلاف کام کرنے والے گروپ کو تمام تفاصیل عمران دیں گے۔ اس لئے میری عاجزانہ انکسارانہ تجویز ہے کہ پوری سیکرٹ سروس کو اسرائیل بھجوایا جائے اور پھر وہاں سے واپسی پر باقی مشنز کمل کئے جائیں۔ گر قبول انتہاذ ہے عرب شرف۔ ..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کو تو مشن مل گئے۔ صالحہ اور مجھے یہاں رہنے کی سزا

مل گئی۔۔۔ کمپین شکلیں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ صالحہ کا چہرہ بھی اس وقت سے لٹکا ہوا تھا جب سے چیف نے اس کا نام کسی گروپ میں شامل نہ کیا تھا۔

”تم دونوں مہاں رہ کر ہمارے لئے دعا کرتے رہنا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ بات سن لیں کہ اس بارہم نے صرف ساتھ ساتھ لٹکے نہیں رہنا بلکہ کام کرنا ہے۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

” یہ لو۔۔۔ ابھی مشن کی الٹ ب شروع نہیں ہوئی اور میرے خلاف بغاوت سامنے آگئی۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

” ہم بغاوت نہیں کر رہے۔۔۔ ہم صرف کام کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

” تم فکر مت کرو۔۔۔ اسرائیل میں تم سب کو واقعی کام کرنا پڑے گا۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” عمران۔۔۔ تم ہمیں بتاؤ کہ تمہارے پاس سارج کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں۔۔۔ جولیانے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اسے کارسانا اور آسکر کی بتائی ہوئی تفصیلات بتا دیں۔۔۔

” ٹھیک ہے عمران صاحب۔ آپ کا شکریہ۔۔۔ اب ہم یہ مشن مکمل کر لیں گے۔۔۔ صدر نے کہا اور جولیانے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کرنل اسمتحہ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اس کے آدمی تالا میں چینگ کر رہے تھے لیکن ابھی تک انہیں کوئی مشکوک گروپ نظر نہ آیا تھا اور نہ ہی کسی اور طرف سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حرکت میں آنے کی اطلاع ملی تھی۔ اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

” یہ۔۔۔ کرنل اسمتحہ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

” قبرص سے رینالڈ کی کال ہے سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتحہ بے اختیار چونک پڑا۔

”کراو بات“..... کرنل اسمتحنے کہا۔  
 ”ہیلو سر۔ میں رینالڈ بول رہا ہوں قبرص سے ..... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ ہجھے بے حد موبدانہ تھا۔  
 ”میں۔ کوئی خاص روپورٹ“..... کرنل اسمتحنے کہا۔  
 ”پاکیشیا سے فریڈ نے روپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا علی عمران اپنے چار ساتھیوں سمیت پاکیشیا سے ایک فلاںٹ کے ذریعے مصر کے دارالحکومت قاہرہ روانہ ہو چکا ہے۔ اس نے ان سب کے حلیوں کی تفصیلات بھی بتائی ہیں۔ اس کے بقول عمران اپنے اصل چہرے میں ہے البتہ اس کے باقی چار ساتھیوں کو وہ نہیں جانتا۔ ..... رینالڈ نے کہا۔  
 ”ہونہہ۔ کیا ان کی فلاںٹ قاہرہ پہنچ چکی ہے یا نہیں“..... کرنل اسمتحنے پوچھا۔

”جو وقت اس نے فلاںٹ کی روائی کا بتایا ہے اور اس نے مجھے فلاںٹ نمبر اور کمپنی کا نام بھی بتا دیا تھا اس لئے میں نے قاہرہ ایرپورٹ پر فون کر کے ان سے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق فلاںٹ ایک گھنٹہ بعد قاہرہ پہنچ جائے گی۔ ..... رینالڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گذشو۔ کیا تفصیلات ہیں ان کے حلیوں کی اور فلاںٹ نمبر اور کمپنی کا نام بھی بتاؤ“..... کرنل اسمتحنے کہا تو دوسرا طرف سے رینالڈ نے تفصیل بتادی۔

”اوکے“..... کرنل اسمتحنے نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے فون کے نیچے موجود ایک سفید رنگ کا بٹن پر لیس کر دیا۔  
 ”لیں سر“..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”قاہرہ میں سارج کے سیٹ اپ کے انچارج فواد سے میری بات کراو۔ فوراً“..... کرنل اسمتحنے کہا۔  
 ”لیں سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل اسمتحنے رسیور رکھ دیا۔

”چلو یہ شیطان حرکت میں تو آئے۔ جمود تو ٹوٹا“..... کرنل اسمتحنے بڑبراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو کرنل اسمتحنے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔  
 ”میں“..... کرنل اسمتحنے کہا۔

”جتاب فواد لائن پر ہیں۔ بات کیجئے سر“..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی موبدانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ کرنل اسمتحنے بول رہا ہوں“..... کرنل اسمتحنے کہا۔  
 ”میں کرنل اسمتحنے۔ میں فواد بول رہا ہوں۔ آج کیسے یاد کر لیا“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”جتاب فواد صاحب۔ میں اس وقت اسرائیل میں ہوں اور ہمارے ذمے یہاں کی ایک لیبارٹری کی حفاظت لگائی گئی ہے۔ اس لیبارٹری کے خلاف کام کرنے پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل پہنچ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

رہی ہے۔ میں نے ان کی نقل و عرکت کی رپورٹ حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا میں ایک گروپ کو تعینات کر رکھا تھا۔ اس نے ابھی اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پانچ افراد جن کا سربراہ مشہور امینت عمران ہے پاکیشیا سے ایک فلاست کے ذریعے قاہرہ پہنچ رہے ہیں۔ میں آپ کو ان کے حلیوں کی تفصیلات بتا دیتا ہوں اور فلاست کی تفصیلات بھی۔ فلاست ایک گھنٹے کے اندر قاہرہ پہنچ رہی ہے۔ آپ نے ان کی مشینی نگرانی کرنی ہے لیکن کسی آدمی کو سلمنے نہیں آنا چاہئے ورنہ وہ چوکنا ہو گئے تو وہ فوری سلب ہو جائیں گے۔ وہ قاہرہ سے جہاں کا بھی رخ کریں۔ آپ نے مجھے فوری اطلاع دینی ہے۔ میرا نمبر بھی نوٹ کر لیں۔ کرنل اسمتحہ نے کہا اور پھر اپنا فون نمبر بتا کر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلیوں کی تفصیلات اور ساتھ ہی اس نے فلاست کے بارے میں تفصیل بھی بتا دی۔

”عمران کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ آپ نے جو حلیہ بتایا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے اصل چہرے میں ہے۔“ فواد نے

”ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ بہر حال انہیں نگرانی کا معمولی سا شبهہ بھی نہیں، ہونا چاہئے۔“ کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کو جلد ہی ان کے بارے میں رپورٹ دوں گا۔ گذ بائی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمتحہ نے رسیور رکھ دیا۔

”صرآنے کا مطلب ہے کہ یہ ہمیں ڈاچ دینا چاہیتے تھے اور خود یہ بھیرہ روم میں لانچ کے ذریعے تل ایسیب پہنچ جائیں گے۔“ کرنل اسمتحہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یہ۔“ کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”قاہرہ سے فواد صاحب کی کال ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جلدی بات کرو۔“ کرنل اسمتحہ نے ترزی بجھ میں کہا۔

”فواد بول رہا ہوں قاہرہ سے۔“ چند لمحوں بعد فواد کی آواز سنائی دی۔

”کرنل اسمتحہ بول رہا ہوں۔ کوئی خاص رپورٹ۔“ کرنل اسمتحہ نے بڑے بے چین اور مضطرب سے لجھے میں پوچھا۔

”یہ لوگ قاہرہ ایئر پورٹ سے باہر ہی نہیں آئے اور ایئر پورٹ سے ہی ایک لوکل فلاست کے ذریعے صحرا نے سینا کے شہر خارگار وانہ ہو گئے ہیں۔ خارگا میں میرا ایک آدمی موجود ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھے گا اور مجھے اطلاع دے گا۔ میں یہ اطلاع آپ تک پہنچا دوں گا۔“ فواد نے کہا۔

”خارگا یہ لوگ کیوں جا رہے ہیں۔ میری سمجھ میں تو یہ بات

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نہیں آئی۔..... کرنل اسمٹھ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔ وہ واقعی خارگا کا نام سن کر ذہنی طور پر بخشن کاشکار ہو گیا تھا۔  
انہوں نے اسرائیل پہنچنا ہے۔..... فواد نے پوچھا۔

ہاں۔..... کرنل اسمٹھ نے جواب دیا۔

”تو پھر میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ لوگ خارگا کیوں جا رہے ہیں۔ یہ لوگ خارگا سے مخصوص جیپوں کے ذریعے سرحد پر واقع شہر عاکیہ پہنچیں گے اور عاکیہ سے اسرائیل کے صحرائی علاقے میں داخل ہو کر آگے بڑھیں گے۔ میں عمران کو جانتا ہوں۔ وہ ایسے ہی مشکل راستے اپنانے کا عادی ہے جہنمیں عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔“ فواد نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ کا تجزیہ درست ہے۔ بہر حال اگر وہ عاکیہ کی طرف روانہ ہوں تو آپ مجھے ضرور اطلاع دیں۔ باقی کام میں خود کر لوں گا۔“..... کرنل اسمٹھ نے کہا۔

”میں کر دوں گا اطلاع۔ گذبائی۔“..... فواد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمٹھ نے کریڈل دبایا اور پھر فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پر میں کر دیا۔

”لیں سر۔“..... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”اسرائیل اور اس کے سرحدی ممالک کا تفصیلی نقشہ دے جاؤ۔“ فوراً۔..... کرنل اسمٹھ نے کہا۔

”لیں سر۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل اسمٹھ نے

رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کو اس لیبارٹری کے محل و قوع کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ لوگ عاکیہ کے راستے براہ راست تالا پہنچنا چاہتے ہیں۔ جبکہ ہمارا خیال تھا کہ وہ تل ایسپ کے راستے تالا پہنچیں گے۔ اگر میں نے پاکیشیا میں ان کی نگرانی کا انتظام نہ کیا ہوتا تو ہم بابین اور تل ایسپ کے راستوں کی نگرانی کرتے رہ جاتے اور وہ لوگ ہمارے سروں پر پہنچ جاتے۔“..... کرنل اسمٹھ نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک روپ شدہ نقشہ تھا۔ اس نے کرنل اسمٹھ کو سیلوٹ کیا اور نقشہ کھول کر اس نے کرنل اسمٹھ کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور میجر کارس کو میرے پاس بھجوادو۔“ کرنل اسمٹھ نے کہا۔

”لیں سر۔“..... نوجوان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا جبکہ کرنل اسمٹھ نقشے پر جھک گیا۔ وہ خاص طور پر سرحدی شہر عاکیہ سے تالا تک کے راستے کو نظر میں رکھے ہوئے تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن دلبے پتلے جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سوت تھا۔ وہ اپنے انداز سے خاصا تیز اور پھر تیلا دکھائی دے رہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی کرنل اسمٹھ نے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ آنے والے نے سیلوٹ کیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”آؤ میجر کارس۔ بیٹھو۔۔۔۔۔ کرنل اسمتحہ نے کہا۔  
”یں سر۔ شکریہ سر۔۔۔۔۔ میجر کارس نے کہا اور میز کی سائیڈ پر  
موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”میجر کارس تم اسرائیل کے سرحدی شہر قاصر کے رہنے والے  
ہو۔۔۔۔۔ کرنل اسمتحہ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یں سر۔ آپ نے میری پرنسپل فائل تو پڑھی ہوگی سر۔۔۔۔۔ میجر  
کارس نے اشتباہ میں سرملاتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں ورنہ مجھے الہام تو نہیں ہو سکتا۔۔۔  
کرنل اسمتحہ نے اس بارقدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”یں سر۔ یں سر۔ سوری سر۔۔۔۔۔ میجر کارس نے قدرے  
بوکھلائے ہوئے لمحے میں کہا۔

”یہ نقشہ دیکھو۔ یہ قاصر ہے اور یہ ہے تمالا۔ جہاں ہم موجود  
ہیں۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ہمارے دشمن پاکیشیانی امیجنت عاکیہ  
پہنچ رہے ہیں۔ ظاہر ہے عاکیہ سے وہ اسرائیل میں داخل ہو کر قاصر  
پہنچیں گے اور پھر قاصر سے یہاں تمالا اور ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔  
تم بتاؤ کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ محفوظ اور یقینی طریقے سے۔۔۔۔۔ کرنل  
اسمتحہ نے کہا۔

”سر۔ قاصر سے تمالا تک براہ راست کوئی سڑک نہیں ہے۔ قاصر  
سے پہلے ہمیں حاویہ جانا ہو گا پھر حاویہ سے گھوم کر تمالا آنا ہو گا ورنہ  
اگر ہم چاہیں کہ قاصر سے براہ راست تمالا آئیں تو ایسا ناممکن ہے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کیونکہ راستے میں اہتمائی خوفناک صحراء ہے جہاں نہ پانی ہے اور نہ ہی  
کوئی نخلستان۔ اسے ہیلی کا پڑیا جہاز کے ذریعے تو کراس کیا جا سکتا  
ہے زمینی طور پر نہیں۔۔۔۔۔ میجر کارس نے جواب دیا۔

”ہیلی کا پڑی۔ اودہاں۔ یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی۔  
قاصر یا اس کے ارد گرد ان لوگوں کو ہیلی کا پڑی مل سکتا ہے یا  
نہیں۔۔۔۔۔ کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”نہیں جتاب۔ اس علاقے میں اسرائیل کی کوئی فوجی چھاؤنی  
نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی کمپنی ہے جو ہیلی کا پڑ کر ائے پر دیتی  
ہو۔ البتہ صحراء میں چلنے والی مخصوص جیسیں قاصر میں مل جاتی ہیں  
لیکن سر۔ ان دشمنوں کا خاتمہ قاصر میں بھی تو کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ میجر  
کارس نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کام ہم نے یہاں تمالا میں کرنا ہے باہر کہیں نہیں  
کرنا۔ کیونکہ تمالا اور بابین سے باہر اسرائیل کی دوسری ۶ جنسیوں  
کے افراد موجود ہوں گے اور انہیں اطلاع مل گئی تو وہ از خود کارروائی  
کر دیں گے۔ اس طرح ہم اس کریڈٹ سے محروم رہ جائیں گے جبکہ  
یہاں کے بارے میں انہیں نہ کوئی اطلاع دی گئی ہے اور نہ ہی  
انہیں معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہاں جو کارروائی ہو گی اس کا  
کریڈٹ تو خالصاً ہمارا اپنا ہو گا۔۔۔۔۔ کرنل اسمتحہ نے بڑے مدبرانہ  
لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یں سر۔ میں سمجھ گیا سر۔۔۔۔۔ میجر کارس نے اہتمائی موڈبانہ

لنجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ٹی ایس ٹرانسیمیٹر لے کر ہیلی کاپڑ کے ذریعے قاصر پہنچ جاؤ۔ ہیلی کاپڑ واپس بھجو دینا۔ یہ لوگ جیسے ہی وہاں پہنچیں تم نے مجھے اطلاع دینی ہے اور پھر یہ لوگ جس انداز میں بھی بتالا پہنچنے کی پلاتنگ کریں تم نے مجھے ساتھ ساتھ اطلاع دیتے رہنا ہے۔ ایک بات۔ لیکن دوسری بات اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ وہ یہ کہ تم نے کسی صورت مارک نہیں ہونا۔ یہ لوگ انتہائی تجربہ کار اور تیز امجنٹ ہیں۔ اس لئے تم نے ان کی نگرانی ویسٹ ویژن سے کرنی ہے تاکہ انہیں شک ہی نہ پڑ سکے اور تم کافی فاصلے سے نہ صرف ان کی نگرانی کر سکو گے بلکہ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن سکو گے۔ جس کی رپورٹ تم نے مجھے ساتھ ساتھ دینی ہے۔ ..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

"لیں سر"..... میجر کارس نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹی ایس ٹرانسیمیٹر اور ویسٹ ویژن لے کر ہیلی کاپڑ پائلٹ سے کہہ کر قاصر پہنچو اور پھر ٹی ایس ٹرانسیمیٹر پر مجھے رپورٹ دو اور سنو انتہائی ہوشیار اور چوکنارہنے کی ضرورت ہے۔ ..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

"لیں سر۔ لیکن میں انہیں پہچانوں گا کیسے؟"..... میجر کارس نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ میں بتا دیتا ہوں۔ ان کی تعداد پانچ ہے اور پانچوں مرد

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی عورت نہیں ہے۔ میں تمہیں ان کے موجودہ حلیبیتے بھی بتا دیتا ہوں لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ اسرائیل میں داخل ہونے سے پہلے میک اپ کر لیں۔ اس لئے تم نے ان کی تعداد کو چیک کرنا ہے۔ ..... کرنل اسمتحہ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے حلیبیتے بھی بتا دیتے۔

"لیں سر۔ اب میں انہیں تلاش کر لوں گا"..... میجر کارس نے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی سیلوٹ بھی کر دیا۔

"اوکے"..... کرنل اسمتحہ نے کہا اور میجر کارس کے باہر جانے کے بعد وہ ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔ اسی لمجھے فون کی گھنٹی ایک بار پھر نجاح اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھایا۔

"لیں"..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

"قاہرہ سے فواد کا فون ہے۔ ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراو بات"..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

"ہیلو۔ فواد بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد فواد کی آواز سنائی دی۔

"لیں۔ کرنل اسمتحہ بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے؟"..... کرنل اسمتحہ نے بے چین سے لنجے میں کہا۔

"یہ گروپ دو جیسوں کے ذریعے خارگا سے عاکیہ روانہ ہو گیا ہے۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے۔ ..... فواد نے کہا۔"

”عاکیہ سے یہ لامحالہ قاصر پہنچیں گے۔۔۔۔ کرنل اسمٹھ نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ لیکن وہاں اسرائیلی چیک پوسٹ ہے۔۔۔ نجانے یہ اسے کیسے کراس کریں گے۔۔۔۔ فواد نے کہا۔

”ایسی رکاوٹیں اس نائب کے لوگوں کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔۔۔۔ کرنل اسمٹھ نے کہا۔

”بہر حال اب آگے آپ خود چیک کر لیں کیونکہ خارگا سے آگے ان کو چیک کرنے کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔۔۔ فواد نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔۔۔ آپ نے واقعی میری مدد کی ہے۔۔۔ میں چیف کو خصوصی طور پر اس بارے میں رپورٹ کروں گا۔۔۔۔ کرنل اسمٹھ نے کہا۔

”شکریہ۔۔۔ گذ بائی۔۔۔۔ دوسری طرف سے فواد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمٹھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔۔۔۔

**حصہ اول ختم شد**

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

# سارج ایجنٹسی

حصہ دوم

اس کے علاوہ جسمانی یا ذہنی طور پر کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ریڈ لائس اسٹ اعلیٰ اور امیر طبقے میں بے حد مقبول تھی اور اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے سیاح بھی اس کے دیوانے تھے ریڈ لائس یہاں کارسانا میں عام اور وافر مقدار میں مل جاتی تھی کیونکہ یہاں اس کی خفیہ لیبارٹریاں لگی ہوتی تھیں اور یہیں سے ہی یہ رومانیہ میں ہر جگہ بھجوائی جاتی تھی۔ کارسانا کے بعد ایک لق و دق اور اہتمائی دشوار گزار صحراء تھا جس کے بعد دوسرے ہمسایہ ملک کی سرحد آ جاتی تھی۔ صحراء بے حد و سیع و عریض تھا اور کہا جاتا تھا کہ اس صحراء میں ہر وقت خوفناک طوفان چلتے رہتے تھے اور انہیں بتایا گیا تھا کہ اس صحراء کے اندر ہی ہیڈ کوارٹر کی عمارت تھی جسے وہ تباہ کرنے یہاں آئے تھے۔

”اب یہاں بیٹھ کر کیا سوچ رہے ہو۔ جیپ لو اور چلو“۔ تنور نے بے چین سے لجے میں کہا۔

”کہاں چلو“..... جولیا نے چونک کر پوچھا تو صدر بے اختیار پس پڑا۔

”ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہا ہوں اور کہاں جانا ہے“..... تنور نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر سارچ جیسی تنظیم کا یہ ہیڈ کوارٹر ہے تو لامحالہ اس کی حفاظت کے انتظامات بھی اہتمائی سخت ہوں گے۔ ایسی صورت میں صرف اسلحہ لے کر اور منہ اٹھائے اس عمارت تک۔ شاید ہم زندہ نہ ضرر تھا۔ سو اس کے کہ اس کی طلب ناقابل برداشت ہوتی تھی۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پنج سکیں"..... جو لیانے کہا۔

"تم پر بھی عمران کا اثر ہو گیا ہے۔ وہ بھی اسی انداز میں سوچتا رہتا ہے۔ آج کل صحرائی لو مڑیوں کے شکار کا سائز ہے۔ اس لئے ہم بطور ایکریمین سیاح صحرائی لو مڑیوں کا شکار حیل سکتے ہیں۔ پھر آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بہر حال وہ ہمیں بغیر چیک کئے گولی نہیں مار سکتے"..... تنور نے جواب دیا۔

"لیکن ہمیں صحرائی لو مڑیوں کے شکار کی ابجد کا بھی علم نہیں ہے اگر ہم سے اس سلسلے میں پوچھ چکے کی گئی تو ہم تو کچھ بھی نہ بتا سکیں گے"..... صدر نے کہا۔

"مجھے سب معلوم ہے اور میں اپنی ٹریننگ کے دوران شکار کھیلتا بھی رہا ہوں۔ اس لئے میں تمہیں لپنے ساتھ شکار کھلوانے لایا ہوں البتہ ہمیں اس کے لئے خصوصی ساخت کا اسلحة لینا ہو گا۔ باقی کام مجھ پر چھوڑ دو"..... تنور نے کہا۔

"ویری گڈ۔ یہ بہترین تجویز ہے۔ ویری گڈ تنور"..... جو لیانے بڑے تحسین آمیز لمحے میں کہا تو تنور کا چہرہ یلخنت اس طرح چمکنے لگا جیسے اس کی کھال کے نیچے تیز روشنی کا بلب بلب اٹھا ہو۔

"شکریہ"..... تنور نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
"لیکن ہمیں بہر حال اس عمارت کے محل وقوع کا علم ہونا چاہئے"..... صدر نے کہا۔

"جو لوگ ہمیں چیک کریں گے وہ ہمیں خود ہی وہاں لے جائیں

گے۔ اس لئے مزید وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔"۔ تنور

نے جواب دیا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔  
"تم اکیلے ہوتے تو شاید اب تک اس ہیڈ کوارٹر میں پنج بھی چکے ہوتے"..... صدر نے ہنسنے ہوئے کہا تو جو لیا بھی ہنس پڑی۔

"تمہارا خیال درست ہے۔ میں مشن مکمل کرنے کے بعد یہاں بیٹھ کر کافی پیتا۔ چہلے نہیں"..... تنور نے کہا۔

"لیکن فی الحال تمہیں کچھ انتظار کرنا ہو گا کیونکہ چہلے مجھے مارکیٹ جا کر صحرائی لو مڑیوں کے شکار کے لئے خصوصی اسلحہ، ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کے لئے مخصوص اسلحہ، اس علاقے اور صحرائی کا تفصیلی نقشہ اور صحرائی میں چلنے والی مخصوص ساخت کی جیپ کا انتظام کرنا ہو گا۔"۔  
صدر نے کہا۔

"یہاں ایسی کمپنیاں موجود ہوں گی جو جیسیں سیاحوں کو مہیا کرتی ہوں گی"..... جو لیانے کہا۔

"ہا۔ جیپ تو ان سے ہی لینا ہو گی لیکن اسلحہ مخصوص مارکیٹ سے لینا پڑے گا اور ایسی مارکیٹ کا پتہ یہاں کا کوئی دیہری دے سکتا ہے"..... صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا ورنہ تم یہ سب کچھ لینے میں ایک ہفتہ لگا دو گے"..... تنور نے اٹھتے ہوئے کہا اور صدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے۔ آجا۔ ایک سے دو بھلے"..... صدر نے کہا اور پھر وہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اور جس کے سر پر گھنگھریا لے بال تھے اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر کشمشی رنگ کا سوت تھا۔ پھر بھاری اور آنکھیں چھوٹی تھیں۔ چنگ پیشانی اور طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی ناک اور سب سے زیادہ اس کی ہاتھوڑے کے انداز میں آگے کو نکلی ہوئی ٹھوڑی۔ ان سب نے مل کر اس کی شخصیت کو خاصاً عب دار بنایا تھا۔ اسے دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کہ یہ شخص انتہائی بے رحم۔ سفاک، خاصاً تیز اور مستعد لڑاکا ہو گا۔ پھرے پر موجود زخموں کے مندل نشانات کی بھی خاصی افراط تھی۔ اس کے پیچھے ایک درمیانے قد کا لیکن جسمانی لحاظ سے گینڈے کی طرح پھیلے ہوئے جسم کا آدمی ہاتھ میں ایک کوڑا پکڑے اندر داخل ہوا تھا۔ جولیا کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں اور ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ کشمشی رنگ کا سوت تھے نہ ہوا آدمی جولیا سے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی بڑی سی اوپنجی پشت والی کرسی پر بڑے فاخرانہ انداز میں بیٹھ گیا جبکہ کوڑا بردار اس کی سائیڈ میں بڑے موڈبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔

”کیا نام ہے تمہارا؟..... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے سخت لیکن بھاری لمحے میں کہا۔

”پہلے تم اپنا تعارف کراؤ کیونکہ یہی مہذب طریقہ ہے اور پھر مجھے بتاؤ کہ میں یہاں کیوں اس انداز میں موجود ہوں۔..... جولیا نے کہا۔

”میرا نام جیمز ہے اور یہ میرے ساتھ کھڑا و کڑھ ہے اور تمہارے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دونوں کمرے سے باہر چلے گئے تو جو لیا طویل ہوائی سفر کی وجہ سے خاصی تھکاوٹ سی محسوس کر رہی تھی۔ وہ انہوں کر بیڈ پر لیٹ گئی اور چند لمحوں بعد ہی وہ گہری نیند کی وادی میں پہنچ گئی تھی۔ پھر اچانک اس کی آنکھ ایک جھنکے سے کھل گئی تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے ذہن کے اندر ہاتھوڑے سے ضرب لگائی ہو اور اس ضرب کی وجہ سے ہی اس کی آنکھ کھلی ہو۔ ولیسے اس کے ذہن میں چوت لگنے کا احساس ابھی تک موجود تھا لیکن پھر ایک آواز سن کر وہ بے اختیار اچھل پڑی لیکن دوسرے لمحے جیسے اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا کیونکہ پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ وہ ہوٹل کے کمرے کے اس بیڈ پر موجود نہیں ہے جس پر وہ سوئی تھی بلکہ وہ ایک لوہے کی کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے اور یہ کرسی ایک خاصے بڑے کمرے میں دیوار کے ساتھ موجود ہے۔ کرسی کے پائے زمین میں آدھے سے زیادہ دفن تھے جبکہ جولیا کے دونوں ہاتھوں کو عقب میں ہمچکر ڈیوں میں جکڑا گیا تھا اور اس کی پنڈلیوں کو بھی اکٹھا کر کے پیروں میں کڑا ڈال دیا گیا تھا البتہ اس کے جسم پر لباس وہی تھا جو وہ پہن کر سوئی تھی۔

”یہ کیا ہو گیا۔ میں کہاں پہنچ گئی اور کیسے۔..... جولیا نے حرمت بھرے انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتی۔ اس ہال کمرے کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک قوی ہیکل آدمی جس کی براون رنگ کی بڑی بڑی موجود تھیں

میہاں پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ تم ایشیائی ایجنت ہو۔..... جیز نے اس بارقدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو پھر تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم خواہ مخواہ کا تشدد جھیلنے اور اپنی جان گذانے کی حماقت نہیں کر سکتے۔ تم میرے چند سوالوں کا جواب دے دو تو میں تمہیں پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دوں گی۔ جو ویسے تم کسی صورت بھی معلوم نہ کر سکو گے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ تجربہ کار اور مجھے ہوئے ایجنت مرتو سکتے ہیں لیکن زبان نہیں کھول سکتے۔..... جو لیا کا ہجہ پہلے سے بھی زیادہ مطمئن ہو گیا تھا کیونکہ اس کے دونوں ہاتھوں میں موجود ہٹھکڑی کے اس بٹن تک اس کی پتی اور لمبی انگلیاں پہنچ گئی تھیں۔ جبے پریس کرتے ہی یہ ہٹھکڑی کھل سکتی تھی البتہ اس کے پیروں میں موجود کو اس کی راہ میں خاصی بڑی رکاوٹ تھی۔ وہ سامنے تھا اور بغیر جھکے وہ اسے کسی صورت بھی نہ کھول سکتی تھی اور نہ ہی اس میں سے اپنے پیر باہر نکال سکتی تھی لیکن ہاتھ کھل جانے سے اتنا تو ہو گیا تھا کہ اب وہ جدوجہد کرنے کے قابل ہو گئی تھی اور یہ بات اس کے لئے خاصی غنیمت تھی۔

”ہاں۔ میرا تعلق سارج سے ہے اور میں تالا میں سارج کا چیف ہوں اور تم اس وقت سارج کے ایک اڈے پر موجود ہو۔..... جیز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم کبھی سارج کے ہیڈ کوارٹر گئے ہو۔..... جو لیا نے پوچھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

میہاں پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ تم ایشیائی ایجنت ہو۔..... جیز نے اس طرح سخت اور بھاری لمحے میں کہا۔

”ایشیائی ایجنت۔ کیا مطلب۔ میں تو سوئس ہوں اور میرا نام جو لیا نافردا ہے۔..... جو لیا نے لمحے میں حریت بھرتے ہوئے کہا۔ ”ہاں۔ میں نے تمہاری اور تمہارے دو ساتھیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی ہے۔ تمہیں جو لیا کے نام سے ہی پکارا گیا ہے لیکن تم جس انداز میں ایشیائی زبان بول رہی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تم سوئس ہونے کے باوجود طویل عرصہ سے ایشیا میں رہ رہی ہو۔ گوجوزبان تم تینوں بول رہے تھے وہ ہم نہیں سمجھ سکے لیکن تمہاری گفتگو میں کئی بار سارج ایجنسی کا نام اور ہیڈ کوارٹر کے الفاظ سنبھالنے کے ہیں۔ تمہارے ساتھیوں کی نگرانی کی جا رہی ہے البتہ تمہیں بے ہوش کر کے میہاں لا یا گیا ہے۔ ضرورت پڑنے پر تمہارے ساتھیوں کو کہیں بھی گولی ماری جا سکتی ہے یا انہیں بھی گرفتار کر کے میہاں لا یا جا سکتا ہے۔ لیکن تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم اپنے بارے میں تمام تفصیل بتاؤ۔..... جیز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تمہارا تعلق سارج ایجنسی سے ہے یا اس کے ہیڈ کوارٹر سے ہے۔۔۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

”تم واقعی بے حد تجربہ کار اور مجھی ہوئی ایجنت ہو جو اس انداز میں باتیں کر رہی ہو۔ جیسے ہم تم سے پوچھ کرنا کی بجائے تم ہم

"نہیں۔ وہاں جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ صرف وہی جا سکتا ہے جسے وہاں طلب کیا گیا، ہو اور سنو۔ یہ آخری بات تھی جو میں نے تمہیں بتائی ہے۔ تم سوٹس ہو اس لئے میں تمہارا الحافظ کر رہا ہوں ورنہ تمہاری جگہ تمہارا کوئی ساتھی ہوتا تو اب تک اس کی کھال اتر چکی ہوتی"..... جیمز نے اس بار خاصے سخت لمحے میں کہا۔

"میں نے کب انکار کیا ہے مسٹر جیمز۔ صرف ایک آخری سوال کا جواب دے دو۔ پھر تم جو پوچھو گے میں سچ اور تفصیل سے بتا دوں گی"..... جو لیا نے کہا۔

"پوچھو"..... جیمز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مرے دونوں ساتھی کہاں ہیں"..... جو لیا نے پوچھا تو جیمز بے اختیار مسکرا دیا۔

"سچ بتا دوں تو پھر سنو۔ تمہارے دونوں ساتھیوں نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی لاشیں بھی صحرا میں پھینکوادی گئی ہیں"..... جیمز نے ایسے لمحے میں کہا جسے وہ جو لیا کو بڑی خوشخبری سنارہا ہو۔

"تم نے انہیں کیوں نہیں پکڑا۔ کیا تم ان سے ڈرتے تھے"۔

"میں نے جو کہا ہے وہ مذاق نہیں ہے۔ وہ دونوں مر جکے ہیں"..... جیمز نے اس بار غراتے ہوئے لمحے میں کہا۔

"تمہیں ابھی تک معلوم نہیں ہے کہ وہ دونوں کون ہیں۔ اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لئے تم سمجھ رہے ہو کہ تم یہ بات کر کے مجھے یقین دلا دو گے حالانکہ تمہارے ہیڈ کوارٹر نے انہیں خود کال کیا ہے"..... جو لیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ ہیڈ کوارٹر نے اور انہیں۔ یہ تو ایشیائی ہیں۔ گویہ دونوں ایکریمین ہیں لیکن جس روافی سے یہ ایشیائی زبان بول رہے تھے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں بھی ایشیائی تھے"..... جیمز نے کہا تو جو لیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اور اس بات سے تم دھوکہ کھا گئے مسٹر جیمز۔ تمہارا ہیڈ کوارٹر تمہیں یقیناً خراج تحسین پیش کرے گا کہ تم نے ان دونوں پر ہاتھ نہیں ڈالا اور نہ شاید اب تک تم اور تمہارا ساتھی زندہ کھڑے نظر نہ آتے"..... جو لیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم جیمز سے یہ بات کر رہی ہو۔ تمہاری یہ جرأت"..... جیمز نے یک لمحت چھینتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اہتمامی مشتعل مزاج آدمی ہو۔

"وکثر۔ تم یہاں ٹھہر دے۔ میں ان دونوں کی لاشیں یہاں منگوانے کا کہہ کر ابھی آتا ہوں"..... جیمز نے لپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے حماقت کی ہے لڑکی۔ باس تمہارے ساتھ نرم انداز میں بات کر رہا تھا۔ اب وہ تمہیں تپا تپا کر مارے گا"..... جیمز کے جانے کے بعد وکٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

دونوں بندھی ہوئی ٹانگیں پوری قوت سے اس کی ٹانگوں سے نکرائیں اور چھلانگ لگاتا ہوا وکٹر ٹانگوں کی ضرب کھا کر ایک بار پھر چینختا ہوا پہلو کے بل زمین پر گرا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جو لیا نے ہاتھ بڑھا کر ایک طرف پڑے ہونے کوڑے کو جھپٹا اور دوسرے لمبے اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے کوڑا ہرا یا اور ساتھ ہی ہاتھ کو سے نکلنے والی کریہ سے چینخ سے گونج اٹھا۔ جو لیا جو اس دوران ہتھکڑی کا بنن پر لیں کر کے اسے کھول چکی تھی، نے ہتھکڑی کو پوری قوت سے سامنے کھڑے ہوئے وکٹر کے چہرے پر مار دیا تھا۔ یہ الی ضرب تھی کہ وکٹر بے اختیار چینختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا اور اس کے ساتھ ہی جو لیا ایک جھنکے سے اٹھ کر کھڑی ہوئی اور مینڈک کی طرح اچھل کر بیچھے ہٹی تو وکٹر نے ایک بار پھر اچھل کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس بار جو لیا پوری طرح سنبھلی ہوئی تھی اور خوفناک کوڑا اس کے ہاتھ میں تھا۔ نتیجہ یہ کہ ہال کوڑے کی شائیں شائیں اور وکٹر کے ہاتھ سے نکلنے والی چیزوں سے گونج اٹھا۔ جو لیا کا بازو کسی مشین کی طرح چل رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ وکٹر کی چینخیں مدھم پر تی چلی گئیں اور چند لمحوں بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ جو لیا کا تیزی سے حرکت کرتا ہوا بازورک گیا۔ وہ خود بھی ہانپ رہی تھی لیکن خاموش ہوتے ہی اس کے کانوں میں بند دروازے کی دوسری طرف دوڑتے ہوئے بھاری قدموں کی آوازیں پڑیں اور اسی لمبے دروازہ ایک جھنکے سے کھلا۔ جو لیا دروازے سے کافی فاصلے پر تھی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"میں نے کوئی حماقت نہیں کی۔ تمہارے بارے خود حماقت کی ہے۔ ابھی تم خود دیکھ لو گے۔ ..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہ جیز کی کرسی کے ساتھ کھڑا وکٹر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ کرسی پر بیٹھی ہوئی جو لیا کا بیچھے کی طرف مڑا ہوا بازو بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی کمرہ وکٹر کے ہاتھ سے نکلنے والی کریہ سے چینخ سے گونج اٹھا۔ جو لیا جو اس دوران ہتھکڑی کا نکلنے والی کریہ سے چینخ سے گونج اٹھا۔ جو لیا جو اس دوران ہتھکڑی کو پوری قوت سے سامنے کھڑے ہوئے وکٹر کے چہرے پر مار دیا تھا۔ یہ الی ضرب تھی کہ وکٹر بے اختیار چینختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا اور اس کے ہاتھ سے کوڑا نکل کر ایک طرف جا گرا۔ جو لیا کے دونوں پیر آئیں کڑے میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ دوڑ تو نہ سکتی تھی لیکن ہتھکڑی کی ضرب لگا کر وہ کرسی سے اس طرح اچھلی جسیے کوئی مینڈک اچھلتا ہے اور قدموں کے بل اپنی کرسی سے کچھ آگے جا کر رکی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر اس طرح چھلانگ لگائی لیکن اس بار وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گری۔ جبکہ اس دوران وکٹر بھلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اس کی پیشانی اور گال کے ساتھ ساتھ ناک سے بھی خون بہس رہا تھا لیکن وہ خاصا صحت مند آدمی تھا۔ اس لئے صرف اس اچانک ضرب سے وہ بے ہوش نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ نیچے گرتے ہی ایک جھنکے سے اٹھا اور اس نے اسی لمبے نیچے گرتی ہوئی جو لیا پر چھلانگ لگائی لیکن جو لیا کی

اور اس کے دونوں پیر بھی جکڑے ہوئے تھے۔ دروازے میں جیز کھڑا اس طرح حریت سے پلکنیں جھپکا رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”اس نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ میرا بیاس پھاڑنے کی کوشش کی تھی۔..... جو لیکن نے یہ لیکن میں یہ لیکن کی طرح اچھل کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ وکٹر کے خلاف جیز سے فریاد کرنا چاہتی ہو۔ البتہ کوڑے والا ہاتھ اس کے عقب میں تھا۔

”رک جاؤ۔..... جیز نے یہ لیکن چھینتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بھلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں گیا۔

”میں سچ کہہ رہی ہوں۔ سچ۔..... جو لیکن نے پہلے سے زیادہ بے بس سے لجے میں کہا لیکن جیسے ہی اس کے پیر قالین پر جمے اسی لمبے جیز نے جیب سے مشین پیش نکال لیا تھا۔ گواں کے انداز میں بے پناہ پھرتی اور تیزی تھی لیکن جو لیکن جو لیکن جانتی تھی کہ اگر اس سے ایک لمبی بھی تاخیر ہو گئی تو وہ اسے زندہ نہ چھوڑے گا۔ اس لئے جو لیکن بھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مشین پیش والا ہاتھ سیدھا کرتے ہوئے جیز یہ لیکن سچ پڑا۔ اس کے ہاتھ سے مشین پیش نکل کر اڑتا ہوا اندر ہال میں آگرا اور ابھی جیز کوڑے کی ضرب پر منہ کھول کر چھینتے ہی لگا تھا کہ ایک بار پھر شائیں کی آواز سنائی دی اور اس بار جیز چھینتا ہوا اچھل کر اس طرح اندر ہال میں منہ کے بل آگرا جیسے

پہلے اس کے ہاتھ سے مشین پیش نکل کر ہال کے اندر آگرا تھا۔ جو لیکن نے اس بار کوڑا اس انداز میں مارا تھا کہ اس کا سڑیپ جیز کے موٹے گلے میں پٹ گیا تھا اور جب جو لیکن بazio کو پوری قوت سے جھٹکا دے کر کھینچا تو جیز نہ صرف اچھل کر منہ کے بل آگرا بلکہ کوڑے کے سڑیپ نے اس کی گردن میں گہرا ذخیرہ بھی ڈال دیا تھا جس میں سے خون بہنے لگا تھا۔ جیز نے نیچے گر کر ایک بار پھر انٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمبے شائیں کی آواز کے ساتھ کوڑا اس کی پشت پر پڑا اور نہ صرف اس کے حلق سے کربنکا چیخ نکلی بلکہ اس کا جسم اس طرح اوپر کو اٹھ کر واپس قالین پر گرا جیسے جلتی ہوئی بھٹی میں مکی کا دانہ اوپر کو اٹھ کر واپس گرتا ہے۔ جو لیکن کا بازو ایک بار پھر حرکت میں آگیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد ہی اسے احساس ہو گیا کہ وکٹر کی طرح جیز بھی نہ صرف ذخیرہ خوردہ ہو چکا ہے بلکہ وہ بے ہوش بھی ہو چکا ہے تو اس نے بازو روکا اور پھر وہ لپنے پیروں پر جھک گئی۔ بیرونی دروازہ جیز کے اندر آ کر گرنے کے بعد خود بخوبی بند ہو چکا تھا جبکہ اس دوران جو لیکن دیکھ چکی تھی کہ دروازے کے باہر ایک ستگ سی راہداری ہے۔ جس کا اختتام سیدھیوں پر ہوا تھا اور سیدھیاں اوپر کسی دوسرے دروازے پر جا کر ختم ہوتی تھیں اور وہ دروازہ بھی نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد جو لیکن نے لپنے پیروں میں موجود کوڑے کو بھی کھول لیا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے اس طرف کو بڑھی جہاں مشین پیش موجود تھا۔ مشین پیش انٹھا کر وہ تیزی سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سے کہا گیا۔

”ہیلو مس“..... تھوڑی دیر بعد ہوٹل کی فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”لیں“..... جو لیانے کہا۔

”دونوں کے کمرے لاکڈ ہیں۔ آپ کوئی پیغام دینا چاہیں تو ان تک پہنچا دیا جائے گا“..... فون آپریٹر نے کہا۔

”ایک فون نمبر لکھ لیں۔ جب وہ آئیں تو انہیں کہیں کہ اس نمبر پر کال کر لیں“..... جو لیانے کہا اور پھر فون سیٹ پر موجود نمبر کی چٹ پڑھ کر اس نے نمبر لکھا دیا۔

”لیں مس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جو لیانے رسیور رکھا اور پھر اس دیوار میں موجود فون ساکٹ سے فون کا لکنکشن آف کیا اور پھر فون سیٹ کو اٹھا کر وہ اس ہال کی طرف بڑھتی چلی گئی جہاں وہ جیمز اور وکٹر کو بے ہوشی کے عالم میں چھوڑ آئی تھی۔ جب وہ ہال میں داخل ہوئی تو بے اختیار چونک پڑی کیونکہ جیمز کے جسم میں حرکت کے تاثرات موجود تھے۔ وہ کسی بھی لمحے ہوش میں آسکتا تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں مشین پیشل موجود تھا۔ یہ مشین پیشل جیمز کا ہی تھا جو لیانے کوڑے کی ضرب سے اس کے ہاتھ سے نکلوایا تھا اور جیمز کے بے ہوش ہونے کے بعد وہ اسے لے کر باہر گئی تھی۔ اس نے مشین پیشل کا دستہ فرش پر پڑے حرکت کرتے ہوئے جیمز کے سر پر مار دیا اور جیمز کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا تو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

دروازے کی طرف بڑھی اور چند لمحوں بعد وہ اس عمارت میں گھوم چکی تھی۔ سہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا۔ اس نے اس چھوٹی سی عمارت کا بند پھانٹک کھول کر ستون پر لکھے ہوئے نمبر اور نام اور کالونی کا نام پڑھا اور پھر وہ پھانٹک بند کر کے اس کمرے میں پہنچ گئی جہاں فون موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا تو وہ بے اختیار چونک پڑی کیونکہ اس نے وہ بلب جلتا دیکھ لیا تھا جو یہ بتاتا تھا کہ اس فون سیٹ میں میموری کا سسٹم موجود ہے۔ جو لیانے جلدی سے ایک بٹن پر لیں کیا تو سکرین پر ایک نمبر ابھر آیا۔ جو لیا چند لمحوں تک اس نمبر کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے کریڈل دبایا اور تیزی سے وہی نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے جو سکرین پر ابھرے تھے۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

”ولسان، ہوٹل“..... رسیور اٹھتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی تو جو لیا بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ ولسان، ہوٹل تو وہی تھا جہاں وہ رہائش پذیر تھے اور جہاں سے اسے اس کے کمرے سے اغوا کیا گیا تھا۔ ایک لمحے کے ہزاروں حصے میں وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ ہوٹل سارچ کے اڈوں میں سے ایک ہے۔

”مسٹر مارشل اور مسٹر جیکب میں سے جو بھی موجود ہو۔ اس سے بات کرائیں۔ میں مارگریٹ بول رہی ہوں“..... جو لیانے ایکریمین لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں معلوم کرتی ہوں۔ آپ ہوٹل کریں“..... دوسری طرف

معلوم تھا کہ اصل آدمی جیز ہے اور وکٹر لامحالہ اس اڈے کا انچارج ہو گا۔ اس سے زیادہ اس کی اور کوئی حیثیت نہ تھی لیکن وہ ہوش میں آکر اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے اس نے مشین پیش سیدھا کیا اور دوسرے لمجے کے بعد دیگرے کئی گولیاں وکٹر کے ڈھول جسے سینے میں اترتی چلی گئیں۔ وکٹر کے جسم نے کئی جھٹکے کھائے اور پھر ساکت ہو گیا۔

جو یا اب مطمئن انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ایک سٹور نما کمرے میں ایسا سامان دیکھا تھا جس میں رسی کا بندل ہو سکتا تھا کیونکہ وہ جیز کی پوزیشن سے پوری طرح مطمئن نہ تھی۔ جیز نقیناً تربیت یافتہ امتحنت تھا۔ اس لئے وہ بندھے ہاتھوں اور بندھے پیروں کے باوجود اس پر جملہ کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ اسے رسی کے ذریعے کرسی کے ساتھ اس انداز میں باندھنا چاہتی تھی کہ وہ کوئی حرکت نہ کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے کسی لباس کی تلاش بھی تھی جو وہ پہن سکتی کیونکہ اس کے جسم پر عام لباس تھا اور پھر ایک الماری سے اسے اپنے مطلب کا لباس مل گیا۔ اس نے پینٹ پہن کر اس پر شرت اور جیکٹ پہن لی اور پھر اس کمرے سے رسی لا کر اس نے جیز کو اچھی طرح باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ باقاعدہ روم سے ایک چبک پانی سے بھر کر لے آئی اور جیز کا منہ ایک ہاتھ سے بھینچ کر اس نے پانی اس کے حلق میں پکانا شروع کر دیا اور جب جیز کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہوئے تو جو یا نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جو یا نے دوبارہ فون سیٹ اٹھایا۔ اس کا کنکشن دیوار میں موجود ساکٹ میں لگایا اور فون سیٹ کو ایک کرسی پر رکھ کر اس نے رسیور اٹھا کر چیک کیا۔ فون میں نون موجود تھی۔ اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر اس نے ایک طرف پڑا ہوا وہ کٹا اٹھایا جو اس نے لپنے پیروں سے نکالا تھا اور پھر اس نے جیز کے دونوں پیر اکٹھے کر کے کٹے کے ذریعے جکڑا دیئے۔ پھر اس نے ایک طرف پڑی ہوئی وہ ہٹکڑی اٹھائی جو اس نے اپنی کلائیوں سے کھول کر وکٹر کے منہ پر مار دی تھی۔ پھر اس نے جیز کو اوندھا کر کے اس کے دونوں بازو عقب کی طرف موڑ کر ہٹکڑی کو اس کی کلائیوں میں ڈال کر اس کا بٹن بند کر دیا۔ پھر اس نے مشین پیش کے دستے کو ہٹکڑی کے بٹن پر خاص انداز میں مارنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی کیونکہ بٹن اس انداز میں پریسڈ ہو گیا تھا کہ وہ عام حالات میں نہیں کھل سکتا تھا لیکن اگر ایک مخصوص انداز میں اسے جھٹکا دیا جاتا تو وہ آسانی سے کھل سکتا تھا۔ پھر اس نے جیز کو گھسیت کر اس کرسی کے قریب کیا جس کے پائے فرش میں گڑے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ خاصی ڈال دینے میں کامیاب ہو گئی۔ چند لمحوں تک وہ کھڑی اسے غور سے دیکھتی رہی۔ پھر وہ مڑی اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر چونک پڑی۔ کیونکہ بے ہوش وکٹر اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر چونک

نے کہا تو جیز بے اختیار چونک پڑا۔  
اس کا مطلب ہے کہ تم نے فون میوری کو چیک کیا ہے۔  
جیز نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ اس میں حریت کی کیا بات ہے۔“..... جو لیا نے منہ  
بناتے ہوئے جواب دیا۔

”میں نے ولسان ہوٹل فون کیا تھا شراب منگوانے کے لئے۔ تم  
بے شک چیک کر لو۔“..... جیز نے کہا۔

”میں نے چیک کر لیا ہے۔ وہ ہوٹل ولسان کا نمبر ہے۔ اس  
ہوٹل ولسان کا جہاں سے مجھے اخوا کر کے یہاں لایا گیا ہے۔“..... جو لیا  
نے کہا۔

”اوہ۔ مجھے تو معلوم نہیں تھا۔ میں نے وہاں سے شراب منگوانی  
ہے۔“..... جیز نے کہا لیکن اس کا لمحہ اور بولنے کا انداز صاف بتا رہا  
تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ غلط ہے۔ وہ جھوٹ بول رہا تھا اور جو لیا  
خود بھی اس کے اس جھوٹ پر حیران ہو رہی تھی کہ جیز کو جھوٹ  
بولنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے کیونکہ وہ اس وقت جب جو لیا بندھی  
ہوئی کری پر بیٹھی تھی یہ کہہ کر گیا تھا کہ وہ اس کے ساتھیوں کو  
ہلاک کرنے کا حکم دینے جا رہا ہے اور یہ کیسے ممکن تھا کہ اسے یہ  
بات معلوم ہی نہ ہو کہ جو لیا اور اس کے ساتھی ولسان ہوٹل میں  
ٹھہرے ہوئے ہیں۔

”تمہیں جھوٹ بولنے کا بھی سلیقہ نہیں آتا جیز۔ میرے سامنے تم

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

حگ میں موجود باقی پانی اس کے سر پر انڈیل دیا اور پھر حگ ایک  
طرف رکھ کر اس نے فرش پر پڑا ہوا کوڑا اٹھایا اور اس کری پر بیٹھ  
گئی جس پر پہلے جیز بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیز نے کر لہتے  
ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار  
اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف  
کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

”تم۔ تم۔“ تم نے یہ سب کیسے کیا۔ تم کیسے آزاد ہو گئی۔“..... جیز  
نے یکخت انتہائی حریت بھرے لجئے میں کہا تو جو لیا نے اسے ہٹھکڑی کا  
بٹن اپنی انگلیوں سے پریس کرنے، ہٹھکڑی کھولنے اور پھر اسے دکڑ  
کے منہ پر مارنے تک کی تفصیل بتا دی۔

”تم واقعی حریت انگریز لڑکی ہو۔ میں کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ  
کوئی لڑکی ایسی دلیری کا مظاہرہ بھی کر سکتی ہے۔“..... جیز نے کہا۔

”لیکن تم یہ سن لو کہ اب بٹن دبانے سے تمہارے ہاتھوں کے  
گرد موجود ہٹھکڑی نہیں نکل سکتی کیونکہ میں نے مشین پیش کے  
دستے سے اس کا بٹن ٹھونک کر پریسڈ کر دیا ہے۔ اب صرف میں ہی  
اسے ایک خاص تکنیک سے کھول سکتی ہوں۔“..... جو لیا نے کہا۔

”تم مجھے چھوڑ دو۔ میرا وعدہ کہ میں تم سب کو بھول جاؤں گا۔“  
جیز نے کہا۔

”چلو ایسا ہی کر لیں گے لیکن پہلے تم بتاؤ کہ دکڑ کو یہاں چھوڑ کر  
اور باہر جا کر تم نے ولسان ہوٹل میں کس کو فون کیا تھا۔“..... جو لیا

"مت مارو۔ مت مارو۔ رک جاؤ۔ مت مارو۔..... جیمز نے پہنچنے کے دوران کہا لیکن جولیا کا بازو پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آگیا لیکن کوڑوں کی شڑاپ شڑاپ کی تیز آوازوں اور جیمز کے حلق سے نکلنے والی چیخنوں کے دوران جولیا کے کانوں میں ایک ہلکی سی آواز پڑ گئی جو ان دونوں آوازوں سے علیحدہ تھی اور جولیا نے یہ نکتہ کوڑا ایک طرف پھینکا اور جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کیونکہ یہ آوازا سے چھت پر کسی کے گرنے کی مخصوص ہلکی سی آواز تھی لیکن جیسے ہی وہ دوڑتی ہوئی دروازے کے قریب پہنچی اچانک ہال کمرے کی آخری دیوار کی طرف سے کھٹاک کی ہلکی سی آواز ابھری اور جولیا جیسے ہی مڑی اس نے یہ نکتہ بھلی کی سی تیزی سے ایک طرف کو غوطہ مارا ہی تھا کہ پسٹل کے دھماکوں سے کمرہ گونج اٹھا اور اس آواز میں جولیا کی ہلکی سی کراہ بھی شامل تھی کیونکہ غوطہ مارنے کے باوجود گولی اس کی پسلیوں کو چھوٹی ہوئی نیچے فرش پر جا لگی تھی۔

دوسرے لمجھے دیوار کے اوپر نظر آنے والے روشنداں کی طرف سے  
چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کوئی دھب سے پیچھے کی طرف گرا  
توجویا نے ایک بار پھر جمپ لگایا اور دروازے کی طرف دوڑی ہی  
تھی کہ ایک بار پھر ہال کمرہ پے ورپے مشین پیٹل کے دھماکوں سے  
گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی عنوطہ کھا کر دروازے کی طرف دوڑتی  
ہوئی جو لیا اچھل کر منہ کے بل نیچے گری۔ اسے یہی محسوس ہوا تھا کہ



یہ کہہ کر گئے تھے کہ تم میرے ساتھیوں کی لاشوں کو یہاں منتکوانے کا حکم دینے جا رہے ہو۔۔۔۔۔ جو بیانے غراتے ہوئے لمحے میں کہا۔  
”وہ تو میں نے ولیے ہی غصے میں کہہ دیا تھا۔۔۔۔۔ جیمز نے منہ  
بناتے ہوئے جواب دیا۔

”تم نے وکٹر کو دیکھا ہے کہ وہ کس پوزیشن میں ہے۔۔۔۔۔ جولیا  
نے کہا۔

”ہاں۔ تم نے اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا ہے لیکن تمھیں اس کا خمیازہ بھگلتنا پڑے گا۔“..... جیمز نے اس بار غصیلے لمحے میں کہا۔

"مجھ سے پہلے تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا جیزے تم سمجھ رہے ہو کہ میں عورت ہوں۔ اس لئے تم پر رحم کھاؤں گی لیکن ایسا نہیں ہے۔ تمہارے جسم کا اب ایک ایک ریشہ علیحدہ ہو گا۔..... جو یا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوڑے کو یکے بعد دیگرے دو بار جھٹکا دیا اور شر شر کی تیز آواز کے ساتھ ہی بال کمرہ گونج انٹھا۔

”ہاں۔ اب بتاؤ کہ کسے فون کیا تھا اور کیا حکم دیا تھا بولو۔“ جو لیا  
نے غرتے ہوئے کہا اور دوسرے لمبے کمرہ شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ  
ی جیز کے حلق سے نکلنے والی چخنے سے گونج اٹھا۔

"بولو سچ بولو"..... جو لیا نے ہڈیاں انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ جمیز کے حلق سے نکلنے والی کربناک چینوں سے مسلسل کونچنے لگا۔

یکے بعد دیگرے کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں زبردستی گھستی چلی گئی ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گھری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کے تاریک پڑتے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ اپنی تمام تربدوہمد کے باوجود وہ آخر کار ہے ہو ہی گئی تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کرنل ڈیوڈ پنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بجئے پر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"یہ..... کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھاتے ہی پنے مخصوص غائب بھرے لجھ میں کہا۔

"تمال سے میجر گراز آپ سے بات کرنا چاہتا ہے سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ کراو بات فوراً۔ جلدی"..... کرنل ڈیوڈ نے میجر گراز کا نام سنتے ہی حلق کے بل چھینتے ہوئے کہا کیونکہ میجر گراز کا نام سنتے ہی اس کے ذہن میں عمران اور اس کے ساتھی آگئے تھے۔

"ہیلو سر۔ میں میجر گراز بول رہا ہوں سر"..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے میجر گراز کی مودبانتہ آواز سنائی دی۔

”مچھے معلوم ہے تمہارا نام نانسنس۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کسی سڑک پر فون رکھے ہوئے بیٹھا ہوا ہوں کہ براہ راست تم سے بات ہو رہی ہے نانسنس۔ جلدی بکو۔ کیا بات ہے ۔ کہاں ہیں عمران اور اس کے ساتھی۔ جلدی بکو۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چھینتے ہوئے کہا۔

”وہ عاکیہ پہنچ چکے ہیں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مزید ہے ہوئے لجھے میں کہا گیا۔

”عاکیہ۔ یہ عاکیہ کہاں ہے ۔ کیا مطلب۔ کہاں ہے یہ عاکیہ۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز الیسا تھا جیسے یہ نام اس نے زندگی میں پہلی بار سننا ہو۔

”سر۔ یہ مصر کے صحرائے سینا کے آخر میں اسرائیل کی سرحد پر ایک چھوٹا سا شہر ہے۔۔۔۔۔ میجر گراز نے قدرے بوکھلائے ہوئے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ تو یہ لوگ ادھر سے اسرائیل میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اوہ میں سمجھ گیا۔ ان کی میزبانی کرنل چونکہ تالا ہے اور تالا اسرائیل کے جنوب مشرق میں صحرائی علاقے میں ہے۔ اس لئے یہ تل ایب سے گور کر وہاں جانے کی بجائے صحرائے سینا سے براہ راست وہاں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ویری بیڈ۔ میرا تو خیال تھا کہ یہ تل ایب میں داخل ہو کر پھر وہاں پہنچیں گے۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے خود کلامی کے سے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”لیں سر۔ عاکیہ سے وہ اسرائیل سرحدی شہر قاصر میں داخل ہوں گے اور پھر قاصر سے وہ براہ راست تالا پہنچ جائیں گے۔۔۔۔۔ میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ اس شیطان کا ذہن ایسے ہی چلتا ہے۔ وہ یقیناً اسے ہی راستے اختیار کرتا ہے۔ جن کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن تم تو تالا میں موجود ہو۔ پھر تمہیں کسیے اس بات کا علم ہو گیا۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے یہ لفخت ایک خیال کے آتے ہی چونک کر پوچھا۔

”تالا میں سارچ کے چیف کرنل اسمتحہ نے باقاعدہ آفس بنایا ہوا ہے جس میں اس کا ایک فون سیکرٹری بھی ہے۔ وہ ایک خاص قسم کی شراب پینے کا بے حد شوقین ہے اور یہ شراب خاصی مہنگی ملتی ہے۔ میں نے اس سے دوستی کی غرض سے اسے اس شراب کی بوتلیں گفت میں دیں تو وہ میرا دوست بن گیا۔۔۔۔۔ پھر میں نے مزید بوتلوں کے عوض اس سے اس بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ اس نے بتایا کہ کرنل اسمتحہ کو پاکیشیا سے فون پر اطلاع دی گئی کہ عمران اور اس کے ساتھی ایشیا سے مصر پہنچ رہے ہیں۔ سارچ ایجننسی کا کوئی آدمی فواد نامی مصر میں ہے۔ اس سے کرنل اسمتحہ نے رابطہ کیا اور پھر اس فواد نے اسے بتایا کہ یہ لوگ صحرائے سینا کے آخری سرحدی شہر عاکیہ جا رہے ہیں۔ اس کے بعد کرنل اسمتحہ نے اپنے اسٹنٹ میجر کارس کو کال کیا۔ میجر کارس

قاصر علاقے کا رہنے والا ہے۔ کرنل اسمٹھ سمجھ گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی عائیہ سے قاصر اور قاصر سے سیدھے تالا پہنچ جائیں گے چنانچہ اس نے میجر کارس کو قاصر بھجو دیا۔ میجر کارس نے میرے دوست فون سیکرٹری کو بتایا کہ اس نے چھیف کرنل اسمٹھ سے کہا تھا کہ وہ قاصر میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمه آسانی سے کر سکتا ہے لیکن کرنل اسمٹھ نے اسے کہا کہ ایسا نہیں کرنا کیونکہ کرنل اسمٹھ کے بقول اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت تالا سے باہر کسی جگہ ہوئی تو اس کا کریڈٹ اسراہیلی ہجنسیوں کو جائے گا اور ان کی ہلاکت اگر تالا میں ہوتی ہے تو اس کا کریڈٹ کرنل اسمٹھ کو ملے گا۔ اس لئے کرنل اسمٹھ نے میجر کارس کو حکم دیا کہ وہ صرف ان کی مشینی نگرانی کرے اور نئی ایس ٹرانسپریٹ پر ان کے بارے میں اطلاعات دیتا رہے۔ جب یہ لوگ تالا میں داخل ہوں گے تو سارچ ان کا خاتمه کر دے گی۔ میجر گراز نے تفصیل سے ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ ویری بیڈ۔ میرا خیال غلط تھا۔ یہ کرنل اسمٹھ تو بے حد ہوشیار اور تیزآدمی ہے اس طرح تو یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا واقعی تالا میں خاتمه کر دے گا کیونکہ انہیں تو معلوم ہی نہیں ہو گا کہ ان کی اس طرح نگرانی کی جا رہی ہے۔ نہیں اب یہ کام ان کے تالا پہنچنے سے پہلے ہمیں کرنا ہو گا۔“ کرنل ڈیوڈ نے تیز تیز لمحے میں بولتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”لیں سر۔ جیسے آپ حکم دیں۔ کیا میں اپنے آدمیوں سمیت قاصر پہنچ جاؤں۔“..... میجر گراز نے کہا۔

”نہیں۔ وہاں نہیں۔ وہاں اس کرنل اسمٹھ کا آدمی موجود ہو گا۔ ہم انہیں کہیں راستے میں ماریں گے۔“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”اوہ۔ لیں سر۔ پھر یہ کام یقینی انداز میں قاصر سے حاویہ اور حاویہ سے تالا جانے والی سڑک پر کہیں بھی آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔“ میجر گراز نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا قاصر سے براہ راستہ تالا جانے کے لئے کوئی سڑک نہیں ہے۔“..... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں سر۔ قاصر سے تالا تک خوفناک صحراء ہے۔ سڑک نہیں ہے اس لئے ادھر سے کوئی سفر نہیں کرتا۔ البتہ قاصر سے ایک سڑک گھوم کر حاویہ جاتی ہے اور حاویہ سے تالا پہنچتی ہے۔ گواں طرح سفر بے حد طویل ہو جاتا ہے لیکن بہر حال سڑک کی وجہ سے سفر ہو سکتا ہے۔“..... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ان شیطانوں کو قاصر میں ہی ختم کیا جائے۔“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”لیں سر۔ قاصر میں یا زیادہ سے زیادہ حاویہ میں۔“..... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”قاصر سے حاویہ کا فاصلہ کتنا ہے اور قاصر سے تالا تک کسی قسم کی ٹرانسپورٹ جاتی ہے۔“..... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

ساتھیوں اور اسلحہ سمیت حاویہ پہنچو۔ میں بھی اپنے مخصوص ہیلی کا پڑر پر وہاں پہنچ جاؤں گا اور فی ایس ٹرانسیسٹر کا کال کیچر بھی ساتھ لے آؤں گا۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”لیں سر“..... میجر گراز نے جواب دیا۔

”لیکن میں کہاں پہنچوں“..... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

”سر۔ حاویہ میں میں روڈ پر ایک احاطہ نما عمارت ہے جس کی نشانی یہ ہے کہ اس پر پتھر کی بنی ہوئی خوبصورت پری لگائی گئی ہے۔ اس لئے اسے فیری ہاؤس کہا جاتا ہے۔ اس میں بڑے بڑے کمرے بھی ہیں اور تھہ خانے بھی۔ وسیع و عریض احاطہ بھی ہے جس میں ہیلی کا پڑر اتر اور اڑ بھی سکتا ہے۔ فیری ہاؤس اس وقت خالی پڑا ہے۔ وہ میرے ایک قربی دوست کا ہے۔ پہلے یہ کسی انٹرنیشنل کمپنی کے پاس کرائے پر تھا لیکن اب وہ خالی ہے۔ آپ وہاں آجائیں۔ ہم اسلحہ سمیت وہیں آپ کا استقبال کریں گے۔..... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہوں گے“..... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

”وس آدمی جتاب“..... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے اور ضروری اسلحہ بھی لے جانا۔ میں چار پانچ گھنٹوں تک وہاں پہنچ جاؤں گا“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر انٹر کام کا رسیور اٹھایا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی مواد باندھے گئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اس روڈ پر عام مسافروں کے لئے بسیں ہیں۔ ولیے لوگ جیپوں اور کاروں پر بھی سفر کرتے ہیں۔..... میجر گراز نے جواب دیا۔

”قاصر سے حاویہ کتنا فاصلہ ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

”جتاب۔ چھ سو کلو میٹر ہے اور حاویہ سے تماں تک چار سو کلو میٹر ہے۔..... میجر گراز نے جواب دیا۔

”لیکن یہ لوگ کب قاصر پہنچیں گے“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”وہ تو شاید اب قاصر پہنچ بھی چکے ہوں گے جتاب“..... میجر گراز نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو ہمارے قاصر پہنچتے پہنچتے وہ قاصر سے نکل جائیں گے۔

ٹھیک ہے ہمیں فوری طور پر حاویہ میں پکٹنگ کرنا ہو گی لیکن ہمیں ان کی شاخت بھی کرنا ہو گی۔ تمہارا کوئی آدمی ہے قاصر میں۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”آدمی تو کوئی نہیں جتاب۔ لیکن ایک کام ہو سکتا ہے۔ وہاں کرنل اسمٹھ کا آدمی میجر کارس موجود ہے اور میجر کارس نے کرنل اسمٹھ کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں فی ایس ٹرانسیسٹر پر رپورٹ دیتی ہے۔ اگر فی ایس ٹرانسیسٹر کا کال کیچر مل جائے تو ہم اس کی مدد سے میجر کارس کی دی ہوئی رپورٹیں سن کر معلوم کر لیں گے کہ کیا ہو رہا ہے اور ہم خود بھی سامنے نہیں آئیں گے۔..... میجر گراز نے جواب دیا۔

”ویری گذ۔ تم بے حد فہیں آدمی ہو۔ ویری گذ۔ تم فوراً اپنے

آواز سنائی دی۔

"میرا ہیلی کا پڑھ تیار کراؤ۔ پائلٹ کو بھی الرٹ کر دو۔ میں نے اسرائیل کے انتہائی جنوب مشرق میں ایک مقام حاویہ پہنچنا ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"لیں سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میجر لارسن موجود ہے"..... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"لیں سر"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اسے کہو کہ مجھ سے بات کرے"..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"لیں سر"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"سر" میں میجر لارسن بول رہا ہوں سر"..... چند لمحوں بعد ایک دوسری مودبانہ آواز سنائی دی۔

"میجر لارسن۔ فوری طور پر فی ایس ٹرانسیسیٹر کا کال کیچر جو انتہائی جدید ہو لے کر ہیلی کا پڑھ پہنچو اور ہاں سنو۔ تم نے میرے ساتھ حاویہ جانا ہے۔ اس لئے پوری طرح تیار ہو کر آنا ہے"..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"لیں بس"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کھ دیا کیونکہ اس بارے سے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہ شک تک بھی نہ ہو گا کہ ان پر اس طرح راستے میں بھرپور حمدہ ہو سکتا ہے اور وہ آسانی سے ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

صفدر اور تنوری اسلکھ خریدنے کے لئے یہاں کی ایک مخصوص مارکیٹ میں گھومتے پھر رہے تھے کہ اچانک تنوری نے صفر کو مخصوص انداز میں کاندھا مارا تو صفر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"ہماری نگرانی ہو رہی ہے"..... تنوری نے کہا تو صفر بے اختیار چونک پڑا۔

"نگرانی۔ وہ کیوں سے ہاں تو ابھی ہم نے کوئی کارروائی بھی نہیں کی"..... صفر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس مارکیٹ میں آنے والوں کی نگرانی کی جاتی ہو"..... تنوری نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہمیں اس بارے میں کنفرم کرنا ہو گا ورنہ ہم کسی بھی لمحے پھنس سکتے ہیں"..... صفر نے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا تعلق کسی ٹینسی سے ہے۔“  
صفدر نے ٹرانسپیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“..... تنور نے کہا اور صفر نے سارا سامان جیب میں ڈالا  
اور پھر جھک کر اس نے اس آدمی کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے  
بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے  
تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفر نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا  
کھڑا ہو گیا۔

”تم ہست جاؤ۔ میں اس سے پوچھتا ہوں۔“..... تنور نے کہا۔

”ارے نہیں۔ میں عمران صاحب کی تکنیک پر کام کروں گا ورنہ  
یہاں اس کی معمولی سی بلند آواز بھی نکلی تو ہم پھنس جائیں  
گے۔“..... صفر نے کہا اور پھر جیسے ہی وہ آدمی ہوش میں آیا صفر  
نے اپنا پاؤں اٹھا کر اس کی گردن کی سائیڈ پر رکھ کر اسے اوپر کی  
طرف پر لیں کر دیا اور اس آدمی کا اٹھتا ہوا جسم یکخت ایک جھٹکے سے  
نیچے گرا اور اس کے حلق سے غزرا ہست کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”کیا نام ہے تمہارا بولو۔ ورنہ۔“..... صفر نے پیر کو پیچھے ہٹاتے  
ہوئے غزا کر کہا۔

”رجڑ۔ میرا نام رجڑ ہے۔ پیر ہٹالو۔ یہ کیسا عذاب ہے۔ پیر ہٹا  
لو۔“..... اس آدمی نے رک رک کر اور انتہائی تکلیف بھرے لجے میں  
کہا۔

”سب کچھ سچ بتا دو ورنہ ایک لمحے میں ہلاک ہو جاؤ گے۔“ بولو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ٹھیک ہے۔ اگلی گلی میں مژکر یکخت رک جائیں گے۔ ایک ہی  
آدمی ہے۔ اسے میں کور کر لوں گا۔“..... تنور نے کہا اور صفر نے  
اشبات میں سر ہلا دیا اور پھر اگلی گلی کے آخر میں پڑے ہوئے کوڑے  
کے بڑے بڑے ڈرم دیکھ کر ان دونوں نے اطمینان بھرے انداز  
میں سر ہلا دیئے کیونکہ یہاں اکثر گلیوں میں ہی اسلخ کی دکانیں تھیں۔  
گلی کا موڑ مڑتے ہی صفر تیزی سے آگے بڑھ گیا جبکہ تنور گلی کے  
سرے پر ہی دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لٹبے  
قد اور دلبے پتلے جسم کا آدمی گلی کی نکڑ سے مڑا ہی تھا کہ تنور نے  
یکخت کسی بھوکے عقاب کی طرح اسے چھاپ لیا۔ وہ اس کے سینے  
سے آگا تھا اور اس کی گردن کے گرد تنور کا بازو تھا۔ وہ آدمی ابھی  
ترپ ہی رہا تھا اور اس کے منہ سے گھٹی گھٹی آوازیں نکل رہی تھیں  
کہ تنور نے بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا جسم لٹک سا  
گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ تنور اسے سینے سے لگائے ہی پلت گیا۔  
اس نے سڑک کی طرف پشت کر لی تھی تاکہ وہاں سے گزرنے والے  
یہ سب کچھ نہ دیکھ سکیں ورنہ فوراً پولیسیں وہاں پہنچ جاتی۔ پھر وہ اس  
آدمی کو اسی انداز میں بازو میں لٹکائے تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔  
”اوہ۔ اس بڑے ڈرم کی سائیڈ میں ڈال دو اسے۔“..... صفر نے  
آگے آکر کہا تو تنور نے ولیے ہی کیا اور صفر نے جھک کر پہلے اس  
آدمی کے بیاس کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے ایک پرس، ایک  
مشین پیش اور ایک زیروفایو ٹرانسپیر برآمد ہوا۔

تحی۔ صدر نے کارڈ ڈال کر رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے ہوٹل کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ولسان ہوٹل“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”روم نمبر دوسو بارہ میں مس مارگریٹ سے بات کرائیں۔ میں ان کا ساتھی مارشل بول رہا ہوں“..... صدر نے کہا۔

”اوہ سر۔ مس مارگریٹ کا کمرہ تو لاکڑ ہے البتہ آپ کے لئے ان کا ایک فون پیغام موجود ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا“..... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”انہوں نے پیغام دیا ہے کہ آپ فوری طور پر اس فون نمبر پر ان سے رابطہ کریں“..... آپریٹر نے کہا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بھی بتا دیا۔

”اوکے۔ تھینک یو“..... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے کارڈ کو مزید اندر پریس کیا تو فون آن ہونے کی لائس جل اٹھی تو صدر نے وہ نمبر پریس کر دیئے جو ہوٹل کے فون آپریٹر نے بتائے تھے لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بھنٹ کی آواز بھی سنائی نہ دی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ نمبر ڈیڈ ہو۔ چند لمحوں بعد صدر نے کریڈل دبایا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیا۔

”یس۔ انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے بولو“..... صدر نے پیر کو پہلے آگے اور پھر پچھے کرتے ہوئے کہا۔

”سارج۔ سارج“..... سارج نے کہا تو صدر اور تنور دنوں بے اختیار اچھل پڑے اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ رچڑ سے سب کچھ معلوم کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور صدر نے آخر میں مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اس کی شہرگل کچل دی اور رچڑ ہلاک ہو گیا۔ صدر نے اس کی لاش کو گھسیت کر کوڑے کے آخري ڈرم کے پیچھے اس انداز میں چھپا دیا کہ جب تک وہاں باقاعدہ چیک نہ کیا جائے تب تک لاش کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔

ویسے بھی یہاں تیز سردی پڑ رہی تھی۔ اس لئے لاش کی دنوں تک بغیر بوپیدا کئے پڑی رہ سکتی تھی۔

”یہ سب تو برا ہوا صدر۔ یہ لوگ ہی وہاں ولسان ہوٹل میں موجود تھے اور ہم نے جس طرح پاکیشیانی زبان میں باتیں کیں اس سے یہ لوگ چونک پڑے“..... تنور نے کہا۔

”او۔ ہمیں جو لیا سے بات کرنا ہو گی۔ آو“..... صدر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ تنور اس کے پیچے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر پہنچے اور آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر ایک پبلک فون بوتھ میں داخل ہو کر صدر نے جیب سے فون کارڈ نکال کر فون سیٹ میں ڈال دیا۔ وہ کافی تعداد میں یہ کارڈ پہلے ہی خرید چکے تھے کیونکہ کسی بھی وقت کسی بھی جگہ اس کی فوری ضرورت پر سکتی

سنائی دی۔

”چھیف پولیس کمشنز آفس سے کمانڈر رچرڈ بول رہا ہوں۔“ صدر نے لجھ کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔

”یہ سر۔ حکم سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”فون نمبر نوٹ کریں اور مجھے بتائیں کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ یہ انتہائی اہم اور سیر نہیں حکومتی معاملہ ہے۔“ اس نے پوری طرح احتیاط کریں۔ کوئی غلطی نہیں ہونی چاہئے۔“ صدر نے سخت لجھ میں کہا اور ساتھ ہی وہ فون نمبر بتا دیا جو ہوٹل کی فون آپریٹر نے بتایا تھا۔

”یہ سر۔ کوئی غلطی نہیں ہوگی سر۔“ فون آپریٹر نے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو سر۔“ چند لمحوں بعد فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”یہ سر۔“ صدر نے کہا۔

”سر۔ یہ فون جارج کالونی کی کوئی نمبر آٹھ اے بلاک میں نصب ہے اور مسٹر جیمز کے نام پر ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ کوئی غلطی تو نہیں ہے۔“ صدر نے پوچھا۔

”نہیں جتاب۔ میں نے دو بار چیک کیا ہے۔“ فون آپریٹر نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اوکے۔ شکریہ۔“ صدر نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر اس نے کارڈ باہر نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ فون بوتھ سے باہر آگیا۔

”بڑی دیر نگادی تم نے۔“ تنور نے قدرے غصیلے لجھ میں کہا تو صدر نے اسے تفصیل بتا دی۔

”اس کا مطلب ہے کہ جو یا کو ہو ٹل سے انداز کر کے جارج کالونی کی اس کوٹھی میں لے جایا گیا ہے۔ لیکن پھر جو یا کو وہاں سے فون کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ اگر فون کر سکتی تھی تو باہر بھی نکل سکتی تھی۔“ تنور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں جو یا سے فون جبرا کرایا گیا ہے۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا چاہئے۔“ صدر نے کہا۔

”ہمارے قتل کا حکم بھی شاید اسی لئے دیا گیا تھا لیکن وہ آدمی رچرڈ موقع دیکھتا رہ گیا اور اٹا ہمارے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔“ تنور نے کہا۔

”ہاں۔“ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ دیا۔

”جارج کالونی چلو۔“ صدر نے عقیقی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ تنور دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ گو انہوں نے ابھی تک کوئی بڑا سلسلہ تو نہ خریدا تھا البتہ ایک دکان سے انہوں نے جدید ساخت کے مشین پسل خرید لئے تھے اور یہ مشین پسلز نے کہا۔

آدمی پر جس کارخاب اندر جاتی ہوئی گلیری کی طرف تھا فائز کرتے دیکھ لیا۔ دھماکے کے ساتھ ہی وہ آدمی چھینتا ہوا اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا اور پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ تنویر نے دوڑ کر برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے اس آدمی پر دوسرا فائر کھول دیا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا وہ آدمی ایک بار پھر منہ کے بل نیچے گرا اور پھر جب تک تنویر برآمدے کی سریز ہیاں چڑھ کر اوپر تک پہنچتا وہ آدمی ساکت ہو چکا تھا۔ تنویر ایک لمحے کے لئے رکا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں دور سے کر لہنے کی نسوانی آواز پڑی تو وہ بے اختیار اچھل کر اندر کی طرف دوڑ پڑا۔ کیونکہ وہ جو لیا کی آواز پہچانتا تھا۔ صفر نے پھائک بند کیا اور پھر وہ بھی تنویر کے پیچے دوڑ پڑا اور برآمدے کی سریز ہیوں پر چہنچا لیکن وہ اندر جانے کی بجائے سریز ہیوں کی طرف دوڑا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ ان کی غفلت کی وجہ سے کوئی اوپر سے نیچے آ کر انہیں گولیوں سے نہ ازادے۔ اسے معلوم تھا کہ نیچے تنویر اس نے سنبھال لے گا۔ اس لئے اس نے اوپر کی منزل جہاں سے آدمی نیچے اترا تھا چیک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سریز ہیوں کا اختتام ایک گلیری پر ہوا جو گھوم کر دوسری سائیڈ کی طرف جا رہی تھی۔ صفر تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے تھھٹک کر رک گیا کیونکہ وہاں گلیری میں دو بڑے بڑے روشنی دن تھے جن میں سے ایک کے ساتھ فرش پر پشت کے بل ایک آدمی گرا ہوا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک مشین پسل بھی پڑا ہوا تھا۔ اس کی گردان میں گولی لگی تھی اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ان کی جیبوں میں موجود تھے۔ تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد ٹیکسی جارج کالونی میں داخل ہوئی تو صفر نے ٹیکسی ڈرائیور کو رکنے کے لئے کہا اور پھر میٹر دیکھ کر اس نے اسے کرایہ کے ساتھ بھاری ٹپ بھی دے کر رخصت کر دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی موڑی اور پھر شہر کی طرف بڑھ گیا۔

”آؤ“..... صفر نے کہا اور پھر تھوڑی درج بعد وہ کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک کے سامنے موجود تھے۔ کوٹھی کا جہازی سائز کا پھائک بند تھا، صفر اور تنویر اس پھائک کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہیں اندر سے ہونے والی فائرنگ کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ اوہ جو لیا خطرے میں ہے“..... تنویر نے احتیاً بے چینی سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفر کچھ کہتا، تنویر کسی پھر تیلے بندر کی طرح پھائک پر چڑھا اور دوسرے لمحے اندر کو د گیا۔ پہنچ لمحوں بعد ہی چھوٹا پھائک کھل گیا اور صفر بھی تیزی سے اندر داخل ہوا تو اس نے تنویر کو گیراج کے ایک ستون کی اوٹ میں ہوتے دیکھا۔ اسی لمحے اس نے سامنے عمارت کے چوڑے برآمدے کے ساتھ اوپر جاتی ہوئی سریز ہیوں میں سے ایک آدمی کو دو دسری ہیاں پھلانگ کر نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔ اس آدمی نے ہاتھ میں مشین پسل پکڑا ہوا تھا۔ تنویر شاید اس آدمی کے اس انداز میں سریز ہیاں اترنے کی آواز سن کر ستون کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ صفر بھی تیزی سے چھوٹے پھائک کی اوٹ میں ہوا ہی تھا کہ دوسرے لمحے اس نے تنویر کو اس

دیکھ کر اہتمائی بوکھلانے ہوئے لبجے میں کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسے تھا جیسے وہ ابھی خود بھی بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑے گا۔ ساتھ ہی ایک بڑا سامیڈیکل باکس موجود تھا۔

”ہٹو۔ میں دیکھتا ہوں۔ اللہ خیر کرے گا۔“..... صدر نے کہا اور پھر وہ جو لیا پر جھک گیا۔ جو لیا کو اس حالت میں دیکھ کر اس کی اپنی آنکھوں میں اندر ہیرا سا چھا رہا تھا لیکن بہر حال اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

”یہ زیادہ خطرناک زخم نہیں ہے۔ صرف خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہے۔ جلدی سے میڈیکل باکس کھولو۔“ صدر نے کہا۔ گواں نے اپنے طور پر تو آہستہ آواز میں بات کی تھی لیکن اس کی آواز خود بخود پیچھتی ہوئی سی نکلی تھی اور پھر صدر نے پہلے جو لیا کے زخم دھوئے پھر اندر موجود گویاں نکالیں۔ باقی دو گویاں سائیڈ سے پہلے ہی نکل گئی تھیں۔ اس کے بعد اس نے اس کی باقاعدہ بنیڈٹچ کی اور آخر میں اس نے اسے طاقت کے کیے بعد دیگرے دو انجکشن لگانے اور پھر جو لیا کی نسبت پکڑ کر بیٹھ گیا۔ تنور ہونٹ بھیپنے کسی بھسے کی طرح ساکت کھڑا تھا۔ اس کی پلکیں بھی نہ جھک رہی تھیں۔ صدر کے پھرے پر بھی شدید کھنقاو تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وقت بھی ساکت ہو گیا ہو۔

”کیا جو لیا نجح جائے گی۔“..... اچانک تنور کی آواز سنائی دی اور اسی لمبے صدر کے جسم میں جیسے لیکھت پارہ سا دوڑ گیا کیونکہ جو لیا کی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

وہ مر چکا تھا۔ دوسرا روشنداں بھی تھوڑا کھلا ہوا تھا۔ صدر نے اندر جھانکا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ ایک بڑا ہائل کمرہ تھا جس میں ایک مقامی آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ دیوار کے ساتھ ایک کرسی پر ایک آدمی رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ لیکن اس کا پورا جسم زخمی تھا اور اس آدمی کی گردن ڈھلنی ہوئی تھی یا تو وہ مر چکا تھا یا بے ہوش تھا۔ اس کے ساتھ ہی صدر کی نظریں دروازے کے قریب پڑی ہوئی جو لیا پر پڑیں تو وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہوا۔ جو لیا کے جسم پر کئی جگہوں سے خون نکل رہا تھا اور اتنی دور سے بھی اس کی حالت بے حد ابرد کھافی دے رہی تھی۔ وہ بھلی کی سی تیزی سے مڑا اور واپس دوڑتا ہوا سیر ہیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ بیک وقت کئی کئی سیر ہیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترا ہی تھا کہ اسے اندر سے تنور کے چیخ کر اسے بلانے کی آواز سنائی دی۔

”آرہا ہوں۔“..... صدر نے بھی چیخ کر جواب دیا اور پھر برآمدے میں پہنچ کر وہ اس آدمی کی لاش کو پھلانگتا ہوا اندر کی طرف دوڑ پڑا۔ ”جلدی آؤ۔ جو لیا کی حالت بے حد نازک ہے۔“..... اندر سے تنور کی اہتمائی متوجہ آواز سنائی دی اور صدر کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو گئی اور پھر وہ ایک راہداری کے اختتام پر موجود دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوا تو اس نے تنور کو جو لیا پر جھکے ہوئے دیکھا۔

”یہ سی کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو مر رہی ہے۔“..... تنور نے صدر کو

کری پڑال دیا۔

”تم۔ تم صدر۔ تم تنور۔ اوہ تم مہماں کیسے اور کب آئے۔“  
جویا نے ہوش میں آتے ہی صدر اور تنور کو دیکھتے ہوئے چونک کر  
اور انتہائی حریت بھرے لجھے میں کہا۔

”تم شدید زخمی تھی۔ اب تمہاری حالت خطرے سے باہر ہے۔  
کیا ہوا تھا تمہیں اور یہ آدمی کون ہے۔“..... تنور نے کہا۔

”یہ آدمی جیز ہے۔ مہماں سارج کا چیف۔ ان لوگوں نے  
تمہارے جانے کے بعد مجھے ہوٹل کے کمرے سے بے ہوش کر کے  
اغوا کیا اور پھر میری آنکھیں کھلیں۔“..... جویا نے رک رک کر  
اور آہستہ آواز میں بتانا شروع کر دیا اور صدر اور تنور دونوں نے  
بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ جب جویا نے جیز کے باہر جانے کے  
بعد وکٹر سے ہونے والی فائٹ اور پھر جیز کے آنے پر اس سے ہونے  
والی فائٹ کی تفصیل بتائی تو صدر اور تنور دونوں کے چہروں پر  
تحمیں کے تاثرات ابھر آئے لیکن انہوں نے منہ سے کچھ نہیں کہا۔  
جویا نے پھر اس جیز کو مہماں باندھ کر اس سے پوچھ کچھ کے بارے  
میں بتایا۔

”میں اس پر کوڑے بر ساری تھی کہ میرے کانوں میں ایسی آواز  
پڑی جیسے کوئی چھت سے کودا ہو۔ میں نے کوڑا پھینکنا اور مشین  
پسل نکال کر دروازے کی طرف دوڑی تو مجھے ایک روشن دان سے  
کھڑ کھڑا ہٹ کی آواز سنائی دی۔ میں نے غوطہ مارا لیکن گولی نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ڈوبتی ہوئی نفس دوبارہ ہمارا ہونا شروع ہو گئی تھی۔

”اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ اب یہ خطرے سے باہر ہے۔“  
صدر نے مسرت بھرے لجھے میں کہا اور ایک بار پھر میڈیکل باکس  
میں سے انجکشن نکال کر اس نے یکے بعد دیگرے جویا کے بازو میں دو  
مزید انجکشن لگائے اور ایک بار پھر نفس دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”جویا کو جلد ہی ہوش آجائے گا۔ اب کوئی خطرہ نہیں ہے اور  
ولیے خطرہ پہلے بھی نہیں تھا۔ دو گولیاں تو لگ کر نکل گئی تھیں اور  
دو اندر پسلیوں میں اٹک گئی تھیں۔ وہ بھی کھال کے قریب تھیں  
اس لئے آسانی سے نکل آئیں۔ اس کی یہ حالت زیادہ خون بہس جانے  
کی وجہ سے ہوئی تھی۔ بہر حال پھر بھی اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ  
ہم لوگ بروقت پہنچے ہیں۔“..... صدر نے تنور کے کاندھے پر ہاتھ  
رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو تنور کا ستا ہوا پھرہ بے اختیار کھل اٹھا۔  
”اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔“..... تنور نے ایک طویل سانس لیتے  
ہوئے کہا جبکہ صدر کری پڑا رہنے والے پہلے جویا سے بات ہو جائے۔  
سے جکڑا ہوا تھا اور اس کا جسم شدید زخمی تھا۔ اس کی گردن ڈھلنی  
ہوئی تھی۔

”اسے ابھی ایسے ہی پڑا رہنے والے پہلے جویا سے بات ہو جائے۔  
پھر اس سے بھی بات کر لیں گے۔“..... تنور نے کہا اور صدر نے  
اشبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے جویا کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو  
صدر تیزی سے مڑا اور پھر اس نے جویا کو فرش سے اٹھا کر ایک

”واقعی اللہ تعالیٰ جب مہربانی کرے تو پھر سب کچھ ممکن ہے لیکن یہ آدمی اچانک کہاں سے آگئے۔ انہیں کس نے کال کیا تھا اور پھر یہ سامنے کے رخ سے آنے کی بجائے چھت پر کیسے کو دے اور پھر گلیری میں کیسے آگئے۔..... جولیا نے حریت بھرے لجھے میں کہا۔

”اب یہی جیز بتسکتا ہے۔ وہ دونوں تو ہلاک ہو چکے ہیں۔“ صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ اس کی روح بھی بتائے گی سب کچھ۔..... تنور نے غصیلے لجھے میں کہا۔

”تنور۔ تم اس کالونی میں ہی کوئی ایسی کوٹھی تلاش کرو جو برائے فروخت یا برائے کرایہ ہو۔ تم اس جیز سمیت وہاں شفت ہو جاتے ہیں۔ پھر وہاں اطمینان سے اس جیز سے پوچھ چکھ بھی، ہوتی رہے گی اور جولیا کی مزید میڈیکل ٹریمنٹ بھی، ہو جائے گی ورنہ وہاں کسی بھی وقت مداخلت کا خطرہ ہے اور جولیا کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اپنا ہی تحفظ کر سکے۔..... صدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے کسی پارکنگ سے کوئی بڑی کار بھی اڑانی پڑے گی کیونکہ جولیا کو اب کاندھے پر لاد کر تو سڑک پر چلا نہیں جا سکتا۔.....“ تنور نے کہا اور صدر کے اشتات میں سرپلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بہر حال مجھے چھوپیا لیکن میں نے جوابی گولی چلانی تو ادھر سے چخ مار کر کوئی پچھے کی طرف گرا اور پھر میں دروازے کی طرف لپکی لیکن اوپر سے مجھ پر مسلسل فائرنگ ہوئی اور میرا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔“ جولیا نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے واقعی ہمت کی ہے جولیا۔..... صدر نے کہا تو جولیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”تم وہاں کیسے آئے۔ کیا میں میرا دیا ہوا پیغام تمہیں مل گیا تھا۔ لیکن میں نے تو فون کرنے کا کہا تھا۔ اس لئے میں فون وہاں لے آئی تھی۔..... جولیا نے کہا۔

”میں نے وہاں فون کیا تھا۔ لیکن وہاں کال ہی نہیں ہو رہی تھی۔ شاید فون میں کوئی گردبڑ ہے۔ پھر اس فون نمبر کے ذریعے اس کوٹھی کا پتہ کیا اور وہاں پہنچنے تو اندر سے فائرنگ کی آوازیں سن کر تنور پھانک پر چڑھ کر اندر کو دا اور اس نے چھوٹا پھانک کھول دیا۔ اسی لمحے کوئی سریضیوں سے اتر۔ اس کے ہاتھ میں مشین پیش تھا۔

اسے تنور نے مار گرایا۔ میں اوپر گیا تو گلیری میں روشنداں کے تم شدید زخمی حالت میں دکھائی دی تو میں واپس آگیا۔ اس کے بعد تنور اور میں نے مل کر تمہاری بینیڈنچ کی اور اللہ تعالیٰ نے خصوصی مہربانی فرمادی اور تم خطرے کی حالت سے باہر آگئی۔..... صدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

موجود تھے اور ان کا روز پر باقاعدہ اسرا نیل کی صحرائی سیاحت کا بین الاقوامی اجازت نامہ بھی موجود تھا۔ عمران نے یہ کارڈز خصوصی طور پر ناراک میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنت کلارک کے ذریعے تیار کرنے تھے اور اگر ان کی تصدیق کی جاتی تب بھی ان کے بارے میں یہی رپورٹ آتی کہ یہ کاغذات اصل اور درست ہیں۔ عاکیہ گو ایک چھوٹا سا وہاں تھا لیکن یہاں ایک سرانے نہ ہو ٹھل موجود تھا کیونکہ عاکیہ کے قریب ہی قدیم دور کے چندالیے آثار موجود تھے جن کی شہرت پورے مصر میں تھی اور اکثر لوگ ان قدیم آثار کو دیکھنے کے لئے ہی یہ خوفناک صحراء خصوص جیپوں پر عبور کر کے یہاں تک پہنچتے تھے۔ ان سیاحوں کے لئے یہ ہو ٹھل موجود تھا۔ یہ دو منزلہ تھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایکریمین سمجھتے ہوئے اوپر والی منزل پر کمرے دینے لگئے تھے۔ کیونکہ نیچے جو کمرے تھے وہ خاصے چھوٹے تھے اور ان میں جس بھی بے حد زیادہ تھی جبکہ دوسری منزل کے کمرے بڑے اور ہواوار تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں کو کمروں میں چھوڑ کر خود کہیں چلا گیا تھا اور اس کی واپسی ابھی پندرہ بیس منٹ پہلے ہوئی تھی اور عمران نے گھنٹی بجا کر باہر موجود بیرے کو بلا کر اسے اس علاقے کا مشہور قہوہ لانے کا کہا اور اس وقت وہ سب اس قہوے کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور پیر ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے قہوہ کے مخصوص پیالے ان کے سامنے میز پر رکھے اور پھر ٹرالی ایک طرف

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران اپنے ساتھیوں سمیت صحرائے سینا کے آخری سرحدی شہر عاکیہ کے ایک سرانے نہ ہو ٹھل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ چار پانچ گھنٹے پہلے ایک بڑے ہیلی کا پڑکے ذریعے صحرائے سینا کراس کر کے عاکیہ شہر پہنچتے تھے۔ یہ ہیلی کا پڑا ایک سیاحتی کمپنی کا تھا جو سیاحوں کو ہیلی کا پڑوں کے ذریعے صحرائے سینا کی سیر کرتے تھے یا ایسے سیاح جو طبقہ امراء سے تعلق رکھتے تھے اور وہ خوفناک صحراء کو مخصوص جیپوں پر کراس کرنے کی بجائے ہیلی کا پڑ سروس سے استفادہ کرنے کی حیثیت رکھتے ہوں، عاکیہ پہنچایا کرتی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی یہ ہیلی کا پڑ سروس عاکیہ پہنچنے کے لئے حاصل کی تھی۔ عمران سمیت اس کے چاروں ساتھی ایکریمین میک اپ میں تھے اور ان کے پاس خصوصی بین الاقوامی سیاحتی کارڈز

”ارے۔ ارے۔ سچھا ہوا تم نے یاد دلا دیا۔ میں واقعی تمہیں جو لیا ہی سچھ رہا تھا۔ آج کل ولیے بھی جنس کی تبدیلی کے آپریشن دھرا دھڑ ہو رہے ہیں لیکن ایک بات میری سچھ میں نہیں آئی کہ صرف لڑکیاں ہی کیوں لڑکے بن رہی ہیں کوئی لڑکا آج تک تبدیلی جنس کے بعد لڑکی نہیں بننا۔..... عمران کی زبان روائی ہو گئی۔

”عمران صاحب۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ اچانک خاموش بیٹھے ہوئے نعمانی نے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا تو عمران کے علاوہ باقی ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حرت نمایاں تھی۔۔۔۔۔

”تو کیا وہ لوگ یہاں ہوئیں تک آپنے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ تمہیں کسیے معلوم ہوا۔ تم تو ہمارے ساتھ کروں میں ہی رہے ہو۔“..... صدیقی نے حیرت بھرے انداز میں نعمانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں اس کمرے میں آنے سے چہلے لایی میں گیا تھا۔ میں ایک جوس کا ٹن لینا چاہتا تھا۔ وہاں میں نے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ ولیے ہی لایی میں کھڑا تھا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ میری نگرانی کر رہا ہے۔ پھر جب میں اس کمرے میں داخل ہوا تو میں نے اسے اس طرف ہی دیکھتے ہوئے پایا۔ بہر حال عام آدمی اور نگرانی کرنے والے کے درمیان فرق ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔..... نعمانی نے کہا۔

دیوار کے ساتھ کھڑی کر کے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔  
” عمران صاحب۔ کیا قاصر جانے کا انتظام ہو گیا ہے ” ..... دیر  
کے جاتے ہی صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"عاکیہ سے قاصر جانا کون سا مشکل کام ہے - صرف ایک لانگ جمپ کی ضرورت ہے اور ہم عاکیہ سے قاصر میں داخل ہو جائیں گے"..... عمران نے قہوہ کا گھونٹ لختے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا دونوں ملکوں کے درمیان کوئی چیز پوست  
نہیں ہے۔“..... خاور نے حیران ہو کر کہا۔

” دونوں طرف چھیک پوسٹ میں ہیں اور میں بھی ٹھھیک کہہ رہا ہوں۔ مصر کی چھیک پوسٹ کے بعد صرف ایک لانگ جمپ کے بعد ہم اسرائیل کی چھیک پوسٹ پر کھڑے ہوں گے اور ہمارے کاغذات اصل اور درست ہیں۔ ہم ایکریمین سیاح ہیں اور اسرائیل میں ایکریمین سیاحوں کی بے حد عزت کی جاتی ہے۔ ..... عمران نے

”تو پھر آپ تین چار گھنٹے کہاں گھومتے رہے ہیں؟“..... صدیقی نے کہا۔

”آوارہ گردی کرتا رہا ہوں“..... عمران نے کہا تو صدیقی اور باقی ساتھی بے اختیار ہنس ڈیئے۔

”آپ پڑی سے اتر رہے ہیں۔ ہم جو لیا اور تنور نہیں ہیں کہ آپ  
ہمیں ٹرخا دیں۔..... صدیقی نے کہا۔

”تم نے اس بارے میں کوئی بات ہی نہیں کی۔۔۔ صدیقی نے کہا۔۔۔

”میں چاہتا تھا کہ عمران صاحب کے آنے کے بعد یہ بات کروں کیونکہ عمران صاحب ہم سب سے زیادہ الیسی باتوں کو مارک کر لیتے ہیں۔۔۔ نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔۔

”تمہاری بات درست ہے۔۔۔ ہماری بھی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے اور میں نے اس بارے میں جو تحقیقات کی ہیں اس کے مطابق یہ نگرانی قاہرہ میں سارج کا چیف فواد نامی شخص کرا رہا ہے اور فواد کا رابطہ تھالا میں سارج کے چیف ایجنٹ کرنل اسمٹھ سے ہے۔۔۔ عمران نے کہا تو سب بری طرح اچھل پڑے۔۔۔

”اوہ۔۔۔ اوہ ویری بیڈ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ قاصر میں ہی ہمارے مقابلے پر آجائیں گے جبکہ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ ہم تھالا پہنچ کر اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔۔۔ خاور نے کہا۔۔۔

”ہاں۔۔۔ میرا بھی یہی خیال تھا لیکن اب جو صورتحال سامنے آئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سارج کوئی عام ہجنسی نہیں ہے بلکہ یہ باقی تمام ہجنسیوں سے زیادہ فعال ہے۔۔۔ ایک بات اور کہ سارج کا جال تقریباً پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔۔۔ اس لئے اس مشن کے بعد ہمیں اس کے مرکز کا خاتمه بھی کرنا ہو گا۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔۔۔

”ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے مس جولیا اور ان کے ساتھی گئے

ہوئے تو ہیں۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔۔۔

”وہ اصل ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔۔۔ اسے عارضی ہیڈ کوارٹر کہا جاسکتا ہے۔۔۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق جب کسی گروپ کو مشن پر بھیجا جاتا ہے تو اس گروپ کا چیف عارضی طور پر اس صحرا کی اس عمارت میں ہیلی کا پڑکے ذریعے پہنچ جاتا ہے اور وہاں ایک چیک پوسٹ ہے جہاں لوگ ڈیوٹی دینا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔ جب یہ گروپ واپس چلا جاتا ہے تو یہ چیک پوسٹ اور ہیڈ کوارٹر خالی کر دیا جاتا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔۔۔

”لیکن ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ نعمانی نے حریت بھرے لمحے میں کہا۔۔۔

”ان کا خیال ہے کہ ہیڈ کوارٹر کی تباہی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ سارج کے ہجھنوں کا پیچھا کرتے ہوئے دشمن ان تک پہنچے یا ان ہجھنوں سے معلومات حاصل کر کے ہی وہ لوگ آگے بڑھ سکتے ہیں۔۔۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے تاکہ اگر کسی بھی گروپ کو کپڑا لیا جائے یا ان کا پیچھا کیا جائے تو سرا اس ہیڈ کوارٹر تک پہنچ کر ختم ہو جائے۔۔۔ اصل ہیڈ کوارٹر کو اتنا ہی خفیہ رکھا گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سارج نے پوری دنیا کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کا ایک چیف بنایا ہے۔۔۔ ان چاروں چیفس پر ایک چیف باس ہے اور پھر ان کے اوپر بورڈ آف گورنر ہے جس کا چیئرمین لارڈ انthoni ہے۔۔۔ یہ تنظیم پوری دنیا میں اسلحہ اور منشیات کی سملگنگ بھی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

فارن ایجنت کلارک نے اس لارڈ انتحونی کی پرسنل سیکرٹری جو اس کی گرف فرینڈ کا عہدہ بھی رکھتی ہے کو گھیر کر اس سے یہ معلومات حاصل کی ہیں۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تو اصل ہیڈ کوارٹر کا بھی علم ہو گیا ہو گا۔..... خاور نے کہا۔

”نہیں۔ اصل ہیڈ کوارٹر کو مقدس مقام کا درجہ دے کر اس حد تک خفیہ رکھا گیا ہے کہ لارڈ انتحونی کی پرسنل سیکرٹری کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ البتہ اس نے یہ بتایا ہے کہ ہیڈ کوارٹر کو ہیڈ کوارٹر نہیں بلکہ ہیون ویلی کا نام دیا گیا ہے۔ مطلب ہے مقدس وادی۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وادی کا تو مطلب ہے کہ ہیڈ کوارٹر کسی پہاڑی علاقے میں ہے کیونکہ وادی تو پہاڑوں کے درمیان ہی ہوتی ہے۔..... صدیقی نے کہا۔

”شاید ایسا ہی ہو لیکن ڈاچ دینے کے لئے بھی تو ایسا نام رکھا جا سکتا ہے۔..... عمران نے جواب دیا اور اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”عمران صاحب۔ پھر تو چیف نے مس جولیا اور ان کے ساتھیوں کا مشن روک دیا ہو گا۔..... صدیقی نے کہا۔

”نہیں۔ میری چیف سے بات ہوئی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ کام کر رہے ہیں اور چیف انہیں اس لئے نہیں روکنا چاہتا کہ شاید وہ فرضی ہیڈ کوارٹر سے اصل ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع یا اس سے متعلق

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کرتی ہے اور حکومت اسرائیل اور حکومت ایکریمیا دونوں کی سپرستی بھی اسے حاصل ہے۔ خاص طور پر اسرائیل کی۔ کیونکہ سارج بنیادی طور پر کمزیہ ہودیوں پر ہی مشتمل ہے۔ اس میں کام کرنے والا ہر ایجنت بھی کمزیہ ہودی ہے چاہے اس کا تعلق اسرائیل سے ہے یا ایکریمیا سے یا کسی اور ملک سے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ کو یہ ساری بنیادی معلومات کہاں سے مل گئی ہیں۔..... خاموش بیٹھے ہوئے چوہاں نے اچانک عمران سے مخاطب ہو کر حیرت بھرے لمحے میں کہا تو باقی ساتھی بھی عمران کو غور سے دیکھنے لگے۔

”تم بتاؤ۔ مجھے ان باتوں کا کہاں سے علم ہو سکتا ہے۔” عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک ہی صورت ہے کہ آپ نے چیزیں لارڈ انتحونی کے کسی خاص آدمی کو گھیرا ہو۔..... صدیقی نے کہا۔

”گذ۔ تم واقعی اب چیف کے رتبہ جلیلیہ پر فائز ہو چکے ہو۔” عمران نے کہا تو صدیقی سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”آئی ایم سوری عمران صاحب۔ میں نے صرف ایک اندازے کے تحت کہا ہے۔..... صدیقی نے قدرے شرمندہ سے لمحے میں کہا۔

”ارے نہیں۔ تم نے درست اندازہ لگایا ہے۔ ہمارے سامنے صرف لارڈ انتحونی کا نام تھا اور لارڈ انتحونی بہر حال چیزیں ہے لیکن یہ کام میرا نہیں ہے بلکہ تمہارے چیف کا ہے۔ اس کے ناراک میں

"کیا قاصر سے کوئی ہیلی کا پڑ نہیں مل سکتا عمران صاحب"۔ خاور نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں ایسی کوئی سروس ہی نہیں ہے اور شہی کوئی ایر فورس کا سپاٹ ہے کہ ہم وہاں سے ہیلی کا پڑاڑ لیتے"..... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اگر اس کرنل اسمتحہ کو ہمارے بارے میں علم ہو گیا ہے تو لامحالہ وہ قاصر میں ہمیں گھیرنے یا کم از کم ہماری نگرانی کرانے کا جال ضرور پچھائے گا"..... صدیقی نے کہا۔  
"ہاں۔ فواد کا دائرة کار تو یہاں عاکیہ تک ہے اور ہمارے قاصر جانے کی اطلاع وہ کرنل اسمتحہ کو ضرور دے گا۔ اب یہ معلوم نہیں ہے کہ کرنل اسمتحہ کا کوئی آدمی قاصر میں ہے یا نہیں یا وہ وہاں کس گروپ کی خدمات حاصل کرے گا"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب اگر وہ صحراء میں گن شپ ہیلی کا پڑ لے کر پہنچ گئے تو ہمیں وہاں چھپنے کی بھی جگہ نہیں ملے گی۔ اس لئے ہمیں سڑک کے راستے ہی جانا چاہئے۔ گو اس میں زیادہ وقت لگ جائے گا لیکن بہر حال دوسری ٹرینیک کی وجہ سے وہ کھل کر ہم پر حملہ نہ کر سکیں گے" سچوہاں نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن اتنا عرصہ لگانے کے بعد اگر وہ لوگ اس لیبارٹری سے ہی فارغ ہو کر کہیں اور شفت ہو گئے تو ہمارا سارا کیا کرایا ختم ہو جائے گا۔ ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہے"..... عمران نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کوئی اشارے حاصل کر لیں اور ہمیں بھی اس نے یہی کہا ہے کہ ہم اپنا مشن مکمل کر کے ان سے جا ملیں اور اصل ہیڈ کوارٹر ٹرینیس کر کے اس سارج کا مکمل طور پر خاتمه کر دیں"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ وہ کام تو ہوتا رہے گا لیکن اب اس مشن کا کیا ہو گا"..... خاور نے کہا تو عمران نے جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکالا اور اسے کھول کر درمیانی میز پر رکھ دیا۔

"یہ قاصر اور تماں کے درمیانی حصے کا نقشہ ہے۔ قاصر سے تماں کے درمیان براہ راست کوئی سڑک نہیں ہے بلکہ قاصر سے پہلے طویل چکر کاٹ کر حاویہ جانا پڑے گا اور پھر حاویہ سے ایک اور طویل چکر کاٹ کر تماں پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر ہم تیرفتار جیپوں کی مدد سے بھی اس سڑک کے ذریعے تماں پہنچنے کی کوشش کریں تو ہمیں کم از کم ایک ہفتہ لگ جائے گا جبکہ قاصر سے براہ راست تماں کے درمیان ایک ہولناک صحراء موجود ہے جس میں چند ہی نخلستان ہیں اور ہم اگر خصوصی جیپوں کے ذریعے اس صحراء کو کراس کرنے کی کوشش کریں تو ہمیں ایک صحرائی گائیڈ کے ساتھ ساتھ وافر مقدار میں پانی اور صحراء میں استعمال ہونے والے مخصوص خیے، لباس اور دوسرا سامان بھی ساتھ رکھنا ہو گا۔ میں نے یہاں سے معلوم کیا ہے۔ قاصر سے ہمیں ایسی مخصوص جیپیں اور دیگر سامان آسانی سے مل سکتا ہے"..... عمران نے کہا۔

کیا تھا۔۔۔ عمران نے نقشے پر جھکے جھکے کہا۔

”لیکن نگرانی کرنے والے تو کرنل استھن کو بتا دیں گے۔

پھر۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

”نگرانی کرنے والے کو اب آسانی سے چیک کر کے کپڑا جاسکتا

ہے۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن لمحے میں کہا اور سب نے اثبات میں

سرہلا دیئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

وہاں پہنچتا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے لیکن پھر ہمیں کیا لا جھ عمل طے کرنا ہو گا۔ کیا صحراء والا یا سڑک والا۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہم صحراء کے ذریعے ہی جائیں۔ اگر ہم پر حملہ ہوا تو ہم گن شپ ہیلی کا پڑ کو بھی نیچے گرا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس اسیا اسلکہ موجود ہو گا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ایک راستہ اور بھی ہے۔۔۔ نقشے پر جھکے ہوئے خاور نے اچانک کہا۔

”کون سا۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہ دیکھیں۔ ہم قاصر میں داخل ہو کر حاویہ جانے والی سڑک کی بجائے اگر قاصر سے سیدھے رادن کی سرحد کی طرف بڑھتے چلے جائیں تو ہم آسانی سے شتران پہنچ جائیں گے اور شتران سے ہم نگب میں داخل ہو کر وہاں سے چکر کاٹ کر باہین میں داخل ہو جائیں گے اور باہین سے تالا آسانی سے پہنچا جاسکتا ہے۔۔۔ خاور نے نقشے پر انگلی سے نشاندہی کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس سے دیر نہیں ہو جائے گی۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

”اس طرح ہم حاویہ والے راستے سے بہت کم سفر کریں گے اور سفر بھی سڑک کا ہے۔ قاصر سے شتران اور پھر شتران سے باہین اور باہین سے تالا۔۔۔ خاور نے کہا۔

”گذ۔ واقعی یہ اچھا راستہ ہے۔ میں نے تو اس پر غور ہی نہیں

اس میں خصوصی طور پر ایسے آلات موجود تھے جن کی مدد سے نہ صرف راستہ تلاش کیا جا سکتا تھا بلکہ جیپ کے فرنٹ حصے میں ایسے حساس آلات بھی نصب تھے کہ بڑے بڑے میلیوں کے سامنے آتے ہی جیپ کا رخ خود بخود مرجاتا تھا ورنہ جیپ پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی اگر کسی ریست کے شیلے سے نکرا جاتی تو شاید آدمی سے زیادہ جیپ ریست کے اندر دھنس جاتی اور نہ صرف اس کا انجمن تباہ ہو جاتا بلکہ اس میں موجود افراد بھی سانس گھنٹے سے ہلاک ہو سکتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس جیپ میں ایسے آلات بھی موجود تھے کہ اس کی وند سکرین کے باہر گھپ اندر ہیرا ہونے کے باوجود اندر موجود افراد کو دور تک دھندا سا منظر نظر آتا رہتا تھا۔ جیپ کا خود کار انجمن خاصی تیز رفتاری سے جیپ کو دوڑتا ہوا آگے بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ یہ جیپ انہوں نے کار سانا کی ایک کمپنی کو بھاری رقم بطور ضمانت دے کر حاصل کی تھی۔ صدر اور تنور، جیز کو اس کی کوئی ٹھیکانے سے اٹھا کر ایک کار میں ڈال کر اسی کالونی کی ایک اور خالی کوئی ٹھیکانے میں لے گئے تھے جبکہ دوسرے پھرے میں تنور، جولیا کو لے آیا تھا اور پھر تنور کار کو واپس لے جا کر اسی پارکنگ میں کھڑی کر آیا تھا جہاں سے اس نے اسے اڑایا تھا اور پھر اس خالی کوئی ٹھیکانے میں جیز نے اپنی زبان کھول دی تھی۔ اس نے صدر کو بتایا تھا کہ صحراء میں جو قدیم عمارت موجود ہے اس میں سارچ کا اصل ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ لیکن جب بھی کسی گروپ کو کوئی مشن سونپا جاتا ہے تو چیف بس اصل ہیڈ کوارٹر سے تھا۔ سینڈ ہارس چونکہ خصوصی ساخت اور انداز کی جیپ تھی اس لئے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بڑی سی جیپ تیزی سے ریست میں سفر کرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ مخصوص انداز کی تھی اور خصوصی ریست میں چلنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اسے عام طور پر سینڈ ہارس کہا جاتا تھا۔ اس وقت رات کا اندر ہیرا ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ آسمان پر چونکہ باول تھے اس لئے نہ چاند کی روشنی تھی اور نہ ہی ستاروں کی ہلکی سی روشنی۔ ہر طرف گھپ اندر ہیرا سا چھایا ہوا تھا۔ جیپ کی ہیڈ لائٹس بھی بند تھیں اور اس کے اندر بھی اندر ہیرا تھا۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر صدر سائیڈ سیٹ پر جو لیا اور عقبی سیٹ پر تنور بیٹھا ہوا تھا۔ یوں صحراء میں جیپ کی کوئی منزل نہ ہو اور وہ وسیع صحراء میں کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ڈولتی پھر رہی ہو۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔ سینڈ ہارس چونکہ خصوصی ساخت اور انداز کی جیپ تھی اس لئے

وہاں پہنچ جاتا ہے اور وہاں ایسا ماحول بنادیا جاتا ہے کہ وہ گروپ میں سمجھتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر میں آیا ہے۔ اس گروپ کی واپسی کے بعد یہ عمارت دوبارہ خالی کر دی جاتی ہے لیکن جیز اصل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ نہ بتاسکتا تھا۔ صدر کے پوچھنے پر کہ وہ اس بارے میں کسیے جانتا ہے جبکہ وہ خود سارج ہمجنی کے ایک گروپ سے متعلق ہے تو اس نے بتایا کہ چونکہ اس عارضی ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی انتظامات اسے کرنے ہوتے ہیں جس کے لئے اس کے پاس ایک علیحدہ بڑا گروپ ہے۔ اس لئے اسے حفاظتی انتظامات کا حکم دیا جاتا ہے اور وہ اس حکم پر عملدرآمد کرتا ہے۔ اس لئے اسے معلوم ہے کہ وہاں یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اس پوچھے کچھ کے بعد صدر نے جیز کو ہلاک کر دیا کیونکہ اسے زندہ چھوڑ دینے کا مطلب اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تھا اور پھر انہوں نے ماسک میک اپ کئے اور وہ دونوں اس کوٹھی سے نکل کر پہلے مار کیٹ گئے۔ وہاں سے انہوں نے مزید اسلحہ خریدا اور پھر یہ جیپ حاصل کر کے وہ واپس اس کوٹھی میں آگئے۔ گو انہوں نے کوشش کی تھی کہ وہ جویا کو وہیں چھوڑ کر ہیڈ کوارٹر کا چکر لگا آئیں لیکن جویا نے پیچے رہنے سے انکار کر دیا۔ اس لئے مجبوراً انہیں جویا کو ساتھ لے آنا پڑا تھا۔

”جیز نے جو کچھ بتایا ہے وہ غلط بھی تو ہو سکتا ہے۔ ..... خاموش بیٹھی جویا نے اچانک کہا۔  
”اسی بات کو چیک کرنے تو ہم جا رہے ہیں۔ ..... صدر نے

### جواب دیا۔

” ولیے بھی وہاں جانا ہماری مجبوری ہے۔ کیونکہ ہمیں یہی نارگٹ ملا ہے اور ہم نے نارگٹ کو ہٹ کرنا ہے۔ چاہے وہ ویران عمارت ہو یا وہاں لوگ موجود ہوں۔ ..... تنور نے کہا۔

” لیکن پھر اس انداز میں وہاں جانا تو انتہائی حماقت ہے۔ ” جویا نے قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

” تم نے خود ہی تو اس انداز کو تسلیم کیا تھا۔ ..... تنور نے کہا۔

” اس وقت میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ تھا کہ جیز اس حالت میں بھی غلط کہہ سکتا ہے اور ہم خالی عمارت کا سروے کر کے یا اسے بھوں سے اڑا کر واپس آجائیں گے۔ ..... جویا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” تواب کیا ہو گیا ہے۔ اگر وہ لوگ وہاں موجود ہوں گے تو اچھا ہے۔ ہمیں مشن کمبل کرنے کا موقع مل جائے گا۔ ..... تنور نے قدرے لاپرواہ سے لمحے میں کہا۔

” لیکن ہم جس انداز میں جا رہے ہیں یہ تو کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے والی بات ہے کہ ہم لائسنس بند کر کے یہ سمجھ لیں کہ انہیں ہمارے بارے میں معلوم ہی نہ ہو سکے گا۔ ..... جویا نے اور زیادہ غصیلے لمحے میں کہا۔

” آپ بے فکر ہیں میں جویا۔ ہم نے پوری طرح پلاتنگ کر لی ہے۔ ..... صدر نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

گے۔ اس دوران آپ کو جیپ سے اتار کر وہاں سے کچھ دور کسی شیلے کی اوٹ میں بٹھا دیں گے تاکہ اگر وہ لوگ اس جیپ کو کسی بھی انداز میں چک کر لیں تو آپ تک ان کے ہاتھ نہ پہنچ سکیں۔ صدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہاری پلانگ اچھی ہے لیکن میری حد تک غلط ہے۔“ جولیا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے۔“ صدر نے چونک کر پوچھا۔

”میں جیپ بھی آسانی سے چلا سکتی ہوں اور اسلجہ بھی۔ اس لئے میں جیپ میں ہی رہوں گی لیکن ضرورت پڑنے پر میں تمہاری مدد بھی کروں گی۔“ جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن تمہیں پہچھے رکنا ہو گا۔“ تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر تم دونوں کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو تمہیں مجھے فوری کاشن دینا ہو گا۔ پھر میں جیپ لے کر تم تک پہنچ جاؤں گی۔“ جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔“ تنویر نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور صدر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ تنویر موجود ہوئے تو میں تنویر کو ڈبل ریڈ کاشن دون گا اور پھر تنویر اسلجہ لئے وہ سرے سے کاشن ہی نہیں دے گا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مزید ڈرائیونگ کے بعد صدر نے جیپ کی رفتار سست کرتے ہوئے

”لیکن مجھے تو تم لوگوں نے کچھ نہیں بتایا۔ کیوں۔“ جولیا نے اسی طرح غصیلے لمحے میں کہا۔

”اس لئے کہ آپ زخمی ہیں۔ یہ کام ہم دونوں نے کرنا ہے۔ آپ نے نہیں۔“ صدر نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے کہ میں کام نہ کروں۔ یہ تم نے کیسے سوچ لیا۔“ جولیا نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”میں جولیا۔ اسی لئے ہم آپ کو ساتھ نہیں لانا چاہتے تھے لیکن آپ خود بھدار ہیں۔ آپ فی الحال تیزی سے حرکت بھی نہیں کر سکتیں اور وہاں اگر واقعی مقابلہ ہو گیا تو ہمیں احتیاطی تیزی سے حرکت کرنا ہو گی۔“ صدر نے کہا۔

”لیکن مجھے بتاؤ تو ہی کہ تم نے کیا پلانگ کی ہے۔“ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ آپ کو بتانے میں کوئی عرج نہیں ہے۔ یہ جیپ پہلی چکیک پوسٹ سے تقریباً ایک میل پہلے کسی شیلے کی اوٹ میں روک لی جائے گی اور میں آپ دونوں کو وہیں چھوڑ کر پیدل آگے جاؤں گا۔ اگر تو یہ چکیک پوسٹ خالی ہوئی تو میں تنویر کو ریڈ کاشن دون گا اور تنویر جیپ لے کر چکیک پوسٹ پر پہنچ جائے گا اور اگر لوگ وہاں موجود ہوئے تو میں تنویر کو ڈبل ریڈ کاشن دون گا اور پھر تنویر اسلجہ لئے کر جیپ سے اتر کر پیدل میرے پاس پہنچے گا اور پھر ہم دونوں ہی چکیک پوسٹ پر حملہ کر دیں گے اور پھر آگے جا کر عمارت پر ریڈ کریں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ایک بڑے سے میلے کے سامنے اسے روک دیا۔ اس نے اسے میلے سے اس قدر فاصلے پر روکا تھا کہ جیپ کی فرنٹ سائیڈ پر لگے ہوئے خصوصی آلات کی وجہ سے جیپ کا رخ نہ مڑپائے۔

”تم نے ناک کی سیدھی میں آگے بڑھنا ہے“..... جیپ رکتے ہی تنور نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ یہ بات چھلے ہی ہمارے درمیان طے ہو گئی تھی۔“..... صدر نے جواب دیا اور تنور جیپ سے اتر کر عقبی سمت آیا اور اس نے جیپ کے عقبی حصے میں موجود ایک سیاہ رنگ کا بیگ اٹھا کر صدر کو دیا اور صدر نے یہ بیگ اپنی پشت پر باندھا اور پھر ایک مشین گن اٹھا کر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جولیا اور تنور دونوں ہونٹ بھینچنے خاموش بیٹھے ہوئے اسے دھندلی سکریں پر دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تو تنور نے جیپ کے عقبی حصے میں موجود سیاہ رنگ کا ایک اور تھیلہ اٹھا کر اپنی پشت پر باندھا اور اس طرح تیار ہو کر بیٹھ گیا جیسے ابھی چند لمحوں بعد وہ نیچے اتر کر آگے بڑھ جائے گا۔

”تمہیں اتنی بے چینی کیوں ہے۔ صدر کو چیک پوسٹ تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگ سکتا ہے۔“..... جولیا نے کہا۔

”مجھے خدا شہ ہے کہ صدر مجھے کاش دے کر بلاںے کی بجائے از خود سب کچ کرنے پر قتل نہ جائے۔“..... تنور نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”صفدر تمہاری طرح جذباتی نہیں ہے۔ وہ بے حد ذمہ دار آدمی ہے۔ اس لئے اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔“..... جولیا نے کہا تو تنور بے اختیار مسکرا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس انداز میں بیٹھ گیا جیسے انسان طویل سفر کے بعد منزل پر پہنچ کر پر سکون اور مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے لیکن ابھی انہیں اس انداز میں بیٹھے نصف گھنٹہ ہی گزرا ہو گا کہ اچانک انہیں جیپ کی چھت پر ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ ایسا دھماکہ جیسے کوئی پرندہ یا بڑا سا پتھر چھت پر آکر گرا ہو۔

”یہ کیا ہوا۔“..... تنور نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے جیپ سے نیچے چھلانگ لگائی لیکن دوسرے لمبے اوغ کی آواز کے ساتھ ہی وہ اس طرح اوندھے منہ ریت پر گر کر بے حس و حرکت ہو گیا جیسے اس کا پورا جسم اچانک جامد ہو گیا ہو۔ ”کیا ہوا تمہیں۔“..... جولیا چونکہ تیزی سے حرکت نہ کر سکتی تھی اس لئے اس نے جیپ کی کھلی کھڑکی سے سر باہر نکال کر چھینتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمبے اس کے ذہن پر بھی اس طرح اندر حصیرا چھا گیا جیسے کیرے کا شرٹ بند ہوتا ہے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اور ایک سائیڈ پر بڑی سی میز کے اوپر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس کے ساتھ دو کرسیاں پڑی نظر آ رہی تھیں۔ چاروں مشینوں کے چھوٹے بڑے بلب مسلسل جمل بجھ رہے تھے لیکن مارکس نے نظر انھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھا۔ وہ دوڑتا ہوا اس میز کی طرف بڑھا۔ پھر ایک کرسی پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر موجود مستطیل مشین کے مختلف بٹن پر لیں کرنا شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد مشین کے درمیان موجود سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک بڑی سی مخصوص جیپ ریست پر دوڑتی ہوئی صاف نظر آنے لگ گئی۔ مارکس نے ہیڈ کوارٹر میں بستر پر تقیریباً بے ہوشی کے عالم میں پڑا ہوا تھا۔ بیڈ کی سائیڈ تیکی پر شراب کی دو بڑی خالی بو تلیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس کے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی سکرین کا منظر بدلا اور اب سکرین پر جیپ کے اندر کی صورت حال واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ایکریمین موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک ایکریمین عورت اور عقبی سیٹ پر ایک اور ایکریمین مرد بیٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ بظاہر یہ عام سے لوگ تھے اور جیپ بھی عام سی تھی اور سیاح اکثر ایسی جیپیں لے کر صحرائی سیاحت کرنے آتے رہتے تھے لیکن جس انداز میں کاشن الارم بجا تھا اس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ جیپ عام نہیں ہے۔ مارکس نے ہاتھ بڑھا کر ایک اور بٹن پر لیں کیا تو جیپ کے عقبی حصے میں پڑے ہوئے دو سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلے نظر آنے لگے جن کے گرد سکرین پر سرخ رنگ کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

طویل القامت لیکن دلبے پتلے جسم کا مالک مارکس لپٹے ہیڈ کو ارٹر میں بستر پر تقیریباً بے ہوشی کے عالم میں پڑا ہوا تھا۔ بیڈ کی اچانک کمرے میں تیز الارم نما گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی اور پھر یہ آواز لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی تو مارکس پہلے تو کسم سایا لیکن پھر اچھل کر بیٹھ گیا۔ گھنٹی کی آواز اب کافی تیز ہو چکی تھی۔ دوسرے لمحہ وہ چھلانگ لگا کر بیڈ سے نیچے اترنا اور اس نے کھلے دروازے کے قریب دیوار پر موجود سونچ بورڈ پر سرخ رنگ کے بٹن کو پر لیں کیا تو گھنٹی کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی تو مارکس تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ یہ دروازہ بند تھا وہ دروازہ کھول کر بھٹکہ کرے میں گیا۔ وہاں کمرے میں دیواروں کے ساتھ چار قد آدم مشینیں موجود تھیں

میں موجود بہنوں کی قطار میں سے ایک بٹن تلاش کر کے پریس کیا اور پھر قطار کے آخر میں ایک اور بٹن پریس کر کے اس نے خانہ بند کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اب مشین میں سے جو آواز سنائی دے رہی تھی وہ ایکریمین زبان تھی۔ جیپ میں موجود تینوں افراد ایکریمین زبان میں بات کر رہے تھے لیکن مارکس یہ بات جانتا تھا کہ اصل میں تو وہ پاکیشیانی زبان بول رہے تھے لیکن اس مشین کے ذریعے یہ گفتگو خود بخود ایکریمین زبان میں ٹرانسلیٹ ہو کر سنائی دے رہی تھی۔ مارکس نے ایک اور بٹن پریس کیا اور پھر خاموش بیٹھ کر ان تینوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سننا رہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں ختم ہونا چاہئے۔“..... اچانک مارکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر واپس اسی بیڈ روم میں آیا جہاں سے وہ اٹھ کر گیا تھا۔ اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں موجود ایک سرخ رنگ کے فون سیٹ کو اٹھا کر اسے آن کر دیا۔ فون سیٹ پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جلنے لگا۔ مارکس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

”لیں۔“..... چند لمحوں بعد رسیور سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”سیٹلائز سیکشن تھری سے مارکس بول رہا ہوں چیف۔“  
مارکس نے انتہائی مودبانہ لمحے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دارے نظر آ رہے تھے اور ان دائروں کو دیکھ کر مارکس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ ان دائروں کا مطلب تھا کہ ان سیاہ تھیلوں میں انتہائی خطرناک اور انتہائی حساس اسلجہ موجود ہے اور جسیے ہی اس اسلجے کو جیپ میں چکیک کیا گیا کاشن الارم نج اٹھا۔ مارکس نے مشین کے نیچے لگے ہوئے دو بٹن لیکے بعد دیگرے پریس کئے تو مشین کی سائیڈ سے ان تینوں کے درمیان ہونے والی گفتگو نشر ہونے لگی لیکن یہ گفتگو سن کر مارکس بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ گفتگو ایکریمین زبان کی بجائے کسی ایشیانی زبان میں کی جا رہی تھی جو اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ ایکریمین ایشیانی زبان کیسے بول رہے ہیں۔“  
اس کا مطلب ہے کہ معاملہ انتہائی مشکوک ہے۔ ..... مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر مشین کی سائیڈ کو پریس کیا تو سائیڈ کھل گئی۔ اندر ایک چھوٹا سا سوچ بورڈ تھا جس پر چھوٹے چھوٹے بے شمار بلب موجود تھے لیکن یہ سب بلب بچھے ہوئے تھے۔ مارکس نے ایک کونے میں موجود ایک بٹن پریس کیا تو ایک بلب تیزی سے جلنے بچنے لگ گیا۔ مارکس نے غور سے اس جلتے بچھتے بلب کے نیچے لکھے، ہوئے الفاظ دیکھے۔

”پاکیشیانی زبان۔ اوہ تو یہ پاکیشیانی زبان بول رہے ہیں۔ ویری بیڈ۔ ہیں تو یہ ایکریمین۔“..... مارکس نے اوپنی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس خانے کے اوپر والے حصے

”لیں چیف“..... مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے اسے واپس الماری میں رکھا اور تیزی سے مزکر واپس اس مشین روم میں آگیا لیکن میز کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھنے کی بجائے اس نے کرسی کے عقب میں موجود ایک الماری کھولی اور اس کے نچلے خانے میں موجود ایک چھوٹی سی مشین نکال کر اس نے الماری بند کی اور واپس مزکر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے مشین کی سائیڈ میں موجود ایک پلگ کو بڑی مشین سے لنک کیا اور پھر اس نے مشین کو آپسٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بڑی مشین کے چند بیٹھن بھی پریس کئے تو سکرین پر جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے پشت پر سیاہ رنگ کا بیگ باندھے بڑے محاط انداز میں آگے بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔

”اوہ۔ یہ اکیلا آگے جا رہا ہے۔ اس کی پشت پر حساس اسلخ والا بیگ نہ ہوتا تو اسے کسی صورت بھی چیک نہ کیا جاسکتا تھا۔“..... مارکس نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر الماری سے نکالی جانے والی مشین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس مشین کی چھوٹی سی سکرین پر رک رک کر ہندسے آگے بڑھ رہے تھے اور پھر جیسے ہی آٹھ کا ہندسہ نمودار ہوا تو اس کے گرد سرخ رنگ کا ایک دائرہ سانظر آنے لگا اور اب ہندسے سکرین پر ساکت ہو گیا تھا۔ وہ آگے نہ بڑھ رہا تھا۔

”آٹھ نمبر رنچ میں ہے یہ آدمی“..... مارکس نے کہا اور اس کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”کیوں سپیشل کال کی ہے“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اہتمائی سخت اور سرد تھا۔

”چیف۔ سپیشل سینٹلائس کاشن ملاؤ میں نے چینگ کی اور سکرین پر ایک جیپ نظر آئی۔ جس کا رخ ہیڈ کوارٹر کی طرف تھا۔“..... مارکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پاکیشیانی زبان کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس نے مشین کی مدد سے ان کی گفتگو ایکریمین زبان میں سنی ہے اور پھر اس نے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کے بارے میں تفصیلی سے روپورٹ دے دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ لوگ پاکیشیانی ایجنت ہیں اور یہ لوگ ہیڈ کوارٹر تک بھی پہنچ گئے۔ ویری ہیڈ۔ مشین نے انہیں چیک کیے کر لیا۔“..... چیف نے تیز لمحے میں کہا۔

”ان کی جیپ میں اہتمائی حساس اسلخ تھا باس۔ اسی وجہ سے مشین نے اسے مخصوص لائن کر اس کرتے ہی چیک کر لیا۔“..... مارکس نے جواب دیا۔

”یہ صرف دو مرد اور ایک عورت نہیں ہو سکتے۔ ان کی تعداد لازماً زیادہ ہو گی۔ تم فوری طور پر انہیں چیک کرو اور پھر ان پر کراس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دو۔ پھر مجھے اطلاع دو۔ تمام کام دھیان اور توجہ سے کرنا۔ یہ اہتمائی خطرناک ایجنت ہیں۔“..... چیف نے کہا۔

ساتھ ہی اس نے چھوٹی سی مشین کا ایک بٹن پر لیں کر دیا۔ بٹن پر لیں ہوتے ہی اس کی نظریں بڑی مشین کی سکرین پر جم گئیں۔ وہ آدمی مسلسل آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک ایک شیلے کے عقب سے سیاہ رنگ کی لکیری اور آسمان کی طرف انھتی دکھائی دی اور پھر تیزی سے گھوم کر وہ سیدھی اس آدمی کے سینے سے نکرانی اور وہ آدمی صرف ایک قدم آگے بڑھ سکا۔ پھر وہ لڑکھرا کر اوندھے منہ ریت پر گرا اور ساکت ہو گیا۔ مارکس نے ایک بار پھر چھوٹی مشین کے مختلف بٹن پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ ایک بار پھر مشین کی چھوٹی سی سکرین پر ہندسے آگے بڑھنے لگے اور پھر جیسے ہی گیارہ کا ہندسہ سر باہر نکلا اور پھر اس کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کی گردن نمودار ہوا تو اس کے گرد سرخ رنگ کا دائرہ نظر آنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی مارکس نے بڑی مشین کے مختلف بٹن پر لیں کئے اور بٹن پر لیں ہوتے ہی سکرین پر جھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ایک منظر ابھر آیا۔ اس منظر میں جیپ صحراء میں رکی ہوئی تھی۔ گو مارکس کو معلوم تھا کہ صحراء میں ہر طرف گھپ اندرھیرا چھایا ہوا ہو گا۔ جیپ کی اندر ونی اور بیرونی دونوں لائس بھی آف تھیں لیکن اس کے باوجود سکرین پر جیپ اس طرح نظر آرہی تھی جیسے دن کی روشنی میں نظر آتی ہے۔ مارکس نے بٹن پر لیں کئے تو جھماکے سے منظر بدلا اور اب جیپ کا اندر ونی حصہ نظر آرہا تھا۔ فرمٹ سیٹ پر وہ عورت بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے بیٹھا ہوا تھا تیسرا آدمی غائب تھا اور یہ بات مارکس کو معلوم تھی کہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تیسرا آدمی اوندھے منہ ریت پر پڑا ہوا ہے۔ اس نے تیزی سے بڑی مشین کے کئی بٹن پر لیں کئے اور پھر ایک ناب کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا جبکہ سکرین پر جیپ سے کچھ دور ایک سرخ رنگ کا تیر نظر آنے لگ گیا پھر جیسے ہی تیر اور جیپ ایک سیدھے میں آئے۔ مارکس نے ایک بٹن پر لیں کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی جس جگہ تیر موجود تھا وہاں سے ایک سیاہ رنگ کا نقطہ سا آسمان کی طرف انھتہ دکھائی دیا اور پھر گھوم کر وہ سیدھا اکر جیپ کی چھت سے نکرا یا۔ اسی لمحے اندر موجود آدمی اچھل کر باہر آیا لیکن باہر نکلتے ہی اوندھے منہ ریت پر گر کر ساکت ہو گیا جبکہ اس عورت نے جیپ کی کھڑکی سے سر باہر نکلا اور پھر اس کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کی گردن وہیں ڈھلک گئی۔ مارکس چند لمحے خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر وہ اٹھا اور دوبارہ بیڈروم میں پہنچ کر اس نے الماری سے وہ سرخ رنگ کا فون نکلا اور اس کا بٹن پر لیں کر دیا تو سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا تو مارکس نے ایک اور بٹن پر لیں کر دیا۔

”لیں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد وہی پہلے والی بھاری اور سرد آواز سنائی دی۔

”سینٹلائٹ سیکشن تھری سے مارکس بول رہا ہوں چیف۔۔۔“  
مارکس نے مودبانہ لمحے میں کہا۔  
”لیں۔۔۔ کیا پورٹ ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ ہست ہو چکے ہیں چیف"..... مارکس نے کہا۔  
"پوزیشن بتاؤ"..... چیف نے کہا۔

"ایک آدمی جیپ سے اتر کر اکیلا آگے جا رہا تھا۔ وہ کراس ایٹ ایریا میں ہست ہوا ہے"..... مارکس نے کہا۔

"کراس ایٹ ایریا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا رخ چیک پوسٹ کی طرف تھا"..... چیف نے کہا۔

"لیں چیف"..... مارکس نے جواب دیا۔

"دوسرے لوگ کہاں ہیں"..... چیف نے پوچھا۔

"کراس ایون ایریا میں جیپ موجود ہے۔ ایک آدمی جیپ سے باہر ہست ہوا ہے اور ایک عورت جیپ کے اندر ہست ہوئی ہے"۔ مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کراس ایون ایریا۔ ٹھیک ہے۔ اب میں انہیں اٹھوا لوں گا۔ تم نے بہر حال محاط رہنا ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارکس نے ایک طویل سانس لے کر فون آف کر کے الماری میں رکھا۔ اسے معلوم تھا کہ چیف اب شخصیں ہیلی کا پڑوں کے ذریعے ان بے ہوش افراد یا لاشوں کو اٹھوا لے گا اور پھر یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے غائب ہو جائیں گے۔

کرنل اسمتحہ اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز کے کنارے پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون سیٹ سے مترجم گھنٹی نج اٹھی تو کرنل اسمتحہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ یہ مخصوص سینٹلائز فون تھا اور خصوصی طور پر اس کا رابطہ اس وقت قاصر میں موجود میجر کارس سے تھا اور اسے مصر کا فواد یہ اطلاع دے چکا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران کی سربراہی میں مصر سے اسرائیلی سرحدی شہر قاصر میں داخل ہو گئے ہیں اور اس کے بعد اس نے میجر کارس سے رابطہ کیا تو اس نے اس گروپ کو چیک کرنے کے بارے میں بتایا تو کرنل اسمتحہ کو اطمینان ہو گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ میجر کارس انتہائی جدید ترین مشیزی سے ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس لئے اس کے چیک کرنے جانے کا قطعاً کوئی سکوپ نہیں ہے۔ اس لئے گھنٹی بجتے ہی کرنل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اس متھے نے یہی سمجھا کہ میجر کارس کی کال ہو گی۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھالیا۔  
”لیں۔ کرنل اس متھے بول رہا ہوں۔ ..... کرنل اس متھے نے تیزی بجے میں کہا۔

”کیپشن ہیرلڈ بول رہا ہوں چیف۔ تل ایب سے ”..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل اس متھے بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ کیپشن ہیرلڈ تل ایب میں سارچ ہجنسی کا نمائندہ تھا لیکن اس کا تعلق براہ راست ہیڈ کوارٹر سے تھا۔ اس لئے کرنل اس متھے اس کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔

”تم نے مجھے فون کیا ہے۔ کیوں۔ کوئی خاص بات۔ ..... کرنل اس متھے نے حریت بھرے لجھے میں کہا۔

”کیا پاکیشیانی ایجنٹ آپ کے خلاف کام کرنے کے لئے اسرائیل میں داخل ہو گئے ہیں۔ ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہا۔ تمہیں کس نے روپرٹ دی ہے۔ ..... کرنل اس متھے نے حریت بھرے لجھے میں کہا۔

”کیا یہ لوگ قاصر سے حاویہ اور حاویہ سے تالا پہنچ رہے ہیں۔ ” کیپشن ہیرلڈ نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اٹھا اور سوال کر دیا۔

”ہا۔ مگر میں پوچھ رہا ہوں کہ تمہیں اس کا کسیے علم ہوا ہے۔ ..... کرنل اس متھے نے اس بارقدرے عصیلے لجھے میں کہا۔

”چیف سہہاں میرا رابطہ جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے ہے۔ مجھے اچانک اطلاع ملی کہ کرنل ڈیوڈ اپنے خصوصی ہیلی کا پڑپر حاویہ جا رہے ہیں تو میں چونک پڑا۔ کیونکہ یہ ایک خلاف معمول کارروائی تھی۔ پھر میں نے اپنے خصوصی ذرائع استعمال کئے تو مجھے اطلاع مل گئی کہ کرنل ڈیوڈ کو اطلاع مل ہے کہ پاکیشیانی ایجنٹ عاکیہ سے قاصر میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ قاصر سے بانی روڈ حاویہ اور پھر حاویہ سے تالا پہنچ رہے ہیں۔ تالا میں آپ کا سیٹ اپ ہے جبکہ کرنل ڈیوڈ چاہتا ہے کہ ان پاکیشیانی ایجنٹوں کو تالا پہنچنے سے پہلے ہی مار گرانے چنانچہ باہم میں موجود اپنے سیٹ اپ کو اس نے حاویہ پہنچنے کا حکم دے دیا ہے اور اب خود بھی وہ اپنے مخصوص ہیلی کا پڑپر سوار ہو کر حاویہ پہنچ گئے ہیں۔ ..... کیپشن ہیرلڈ نے تفصیل کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو تم نے اہتمامی اہم معلومات مہیا کی ہیں۔ ویری گذ۔ تمہیں اس کا بڑا انعام ملے گا۔ ..... کرنل اس متھے نے اس بار مرت بھرے لجھے میں اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”تمہینک یو سر۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں۔ ..... دوسری طرف سے مرت بھرے لجھے میں جواب دیا گیا۔

”اوکے۔ مزید کوئی اطلاع ملے تو تم نے فوری طور پر رابطہ کرنا ہے۔ ..... کرنل اس متھے نے کہا۔

”میں سر۔ ..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل اس متھے نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”قاصر میں چیف۔ اور“..... میجر کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیانی ہجنٹوں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اور“۔  
کرنل اسمتحنے پوچھا۔

”وہ قاصر بیخ چکے ہیں۔ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ وہ اس وقت قاصر کے ایک ہوٹل میں موجود ہیں۔ اور“..... میجر کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ان کی نگرانی کس طرح کر رہے ہو۔ اور“..... کرنل اسمتحنے پوچھا۔

”ٹی ایس کراس ریز کے ذریعے چیف۔ اس لئے انہیں معلوم ہی نہیں ہو سکا۔ ورنہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ بے حد ہوشیار اور محاط لوگ ہیں۔ اگر میں مشین کی بجائے ذاتی طور پر ان کی نگرانی کرتا تو لازماً اب تک ان کی نظرؤں میں آچکا ہوتا۔ اور“..... میجر کارس نے جواب دیا۔

”وہ قاصر سے حاویہ کب روائہ ہو رہے ہیں یا دوسری صورت میں کہیں وہ صحراء کراس کر کے تو تالا نہیں بیخ رہے۔ اور“۔ کرنل اسمتحنے کہا۔

”نوسر۔ بلکہ انہوں نے عجیب اور حریت انگیز راستے کا انتخاب کیا ہے۔ وہ قاصر سے شتران اور شتران سے باہین اور پھر باہین سے تالا جانے کا پروگرام بنارہے ہیں۔ اور“..... میجر کارس نے کہا تو کرنل

رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر یقینت پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس اطلاع کے بعد بازی اسے اپنے ہاتھ سے نکلتی نظر آ رہی تھی۔ اس نے میجر کارس کے ساتھ مل کر یہی طے کیا تھا کہ جب پاکیشیانی ایجنٹ تالا چہنچیں گے تو انہیں ہلاک کیا جائے گا تاکہ یہ کارنامہ سارچ ہجنسی کے کریڈٹ میں چلا جائے لیکن اگر جی پی فائیو نے حاویہ میں ہی ان کا خاتمه کر دیا تو پھر لا محلہ کریڈٹ جی پی فائیو کے پاس چلا جائے گا۔ وہ کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر یہی فیصلہ کیا کہ وہ میجر کارس سے رابطہ کر کے پاکیشیانی ہجنتوں کے بارے میں تازہ ترین اطلاعات حاصل کرے اور پھر ان اطلاعات کی بنیاد پر وہ اپنی کامیابی کے لئے کوئی حتیٰ فیصلہ کرے۔ چنانچہ اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں موجود ایک مخصوص ساخت کاڑا نسیمیٹر کاں کر لپنے سلمنے میز پر رکھا اور پھر دراز بند کر کے اس نے ٹرانسیمیٹر پر میجر کارس کی مخصوص فریکو نتیسی ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل اسمتحنے کا لنگ یو۔ اور“..... کرنل اسمتحنے نے بار بار کاں دیتے ہوئے کہا۔

”لیں چیف۔ میجر کارس اسٹڈنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسیمیٹر سے میجر کارس کی آواز سنائی دی۔

”کہاں موجود ہو تم اس وقت۔ اور“..... کرنل اسمتحنے نے پوچھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اس متھے بے اختیار اچھل پڑا۔  
”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کون سا راستہ ہے۔ اور..... کرنل  
اس متھے نے حریت بھرے لجھے میں کہا۔  
”یہ ایک قدیم راستہ ہے سہماں سڑک پرانی اور غراب ہے لیکن  
بہر حال یہ راستہ ہے۔ اور..... میجر کارس نے جواب دیا۔  
”تمہیں کیسے اس کا علم ہوا۔ اور..... کرنل اس متھے نے ہونٹ  
چباتے ہوئے کہا۔

”میں نے بتایا ہے کہ میں ان کی نگرانی نہیں کر اس ریز کے  
ذریعے کر رہا ہوں اور اس کی مدد سے میں ان کے درمیان ہونے والی  
گفتگو نہ صرف سن سکتا ہوں بلکہ اسے ٹیپ بھی کر لیتا ہوں۔ یہ  
راستہ انہوں نے آپس میں باتیں کرتے ہوئے بتایا ہے۔ اور۔۔۔ میجر  
کارس نے کہا۔

”لیکن تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ اور..... کرنل اس متھے  
نے غصیلے لجھے میں کہا۔

”سر۔۔۔ ابھی وہ خود تذبذب کا شکار ہیں۔۔۔ اس لئے میں نے سوچا کہ  
جب وہ قاصر سے روانہ ہوں گے تو ان کی سمت کا تعین کر کے میں  
آپ کو کال کروں گا۔ اور..... میجر کارس نے کہا۔

”سنو۔۔۔ مجھے ابھی ابھی تل ایس سے اطلاع ملی ہے کہ جی پی فائیو  
کے کرنل ڈیوڈ کو بھی پاکیشیانی ہمجنٹوں کے قاصر پہنچنے کی اطلاع مل  
گئی ہے اور وہ اپنے آدمیوں سمیت اس وقت حاویہ میں موجود ہے

تاکہ یہ امکنٹ جسیے ہی قادر سے سڑک کے ذریعے حاویہ پہنچیں وہ  
انہیں ہلاک کر کے خود کریڈٹ لے لے۔ اس لئے اگر یہ لوگ  
شتران والا راستہ اختیار کر رہے ہیں تو یہ ہمارے لئے نیک فال ہے  
ورنہ انہیں کچھ اور سوچتا ہو گا۔ اور..... کرنل اس متھے نے کہا۔

”یہ بس۔۔۔ انہیں ہر صورت میں زندہ اور صحیح سلامت تھا۔۔۔ پہنچنا  
چاہئے تاکہ سارچ کو ہی کریڈٹ مل سکے۔ اور..... میجر کارس نے  
کہا۔

”یہ تم نے درست سوچا ہے۔۔۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔۔۔  
اور..... کرنل اس متھے نے کہا۔

”چیف۔۔۔ جی پی فائیو ہماں کی پرانی ہمجنٹی ہے۔۔۔ اگر انہیں ان  
کے بارے میں اطلاع مل سکتی ہے تو لامحالہ ان کے مخبر قادر میں بھی  
موجود ہوں گے اور وہ کرنل ڈیوڈ کو ان کے راستہ بدلتے کی بھی  
اطلاع دے سکتے ہیں۔۔۔ آپ تو تھالا تک محدود رہنا چاہتے ہیں جبکہ  
کرنل ڈیوڈ کے سامنے پورا اسرائیل کھلا ہوا ہے۔۔۔ اس لئے وہ اچانک  
ان پر شتران میں بھی حملہ کر سکتا ہے۔۔۔ اس طرح آپ پھر محدود رہیں  
گے۔ اور..... میجر کارس نے کہا تو کرنل اس متھے نے اس انداز میں  
ہونٹ چجائے جسیے کارس نے اس کے دل کی بات کر دی، ہو۔۔۔

”چھارا اندازہ درست ہے۔۔۔ پھر بتاؤ کیا کیا جا سکتا ہے۔۔۔  
اور..... کرنل اس متھے نے کہا۔

”سر۔۔۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں قادر میں ہی ان کا خاتمه کر سکتا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہوں اور پھر ان کی لاشیں تالا شفت کرائی جا سکتی ہیں۔ اس طرح کرنل ڈیوڈ بھی منہ دیکھتے رہ جائیں گے اور پھر لاشیں بھی کسی کو نہیں بتا سکتیں کہ انہیں قاصر میں ہلاک کیا گیا ہے یا تالا میں۔ اور..... میجر کارس نے کہا۔

”نہیں۔ وہ لوگ عام سے لوگ نہیں ہیں۔ وہ اہتمامی خطرناک امتحنٹ ہیں۔ انہیں اسرائیلی اور دنیا کی بھر کی سجنیاں بھی ہاتھ نہیں لگاسکیں۔ تم بھی اب تک اس لئے بچے ہوئے ہو کہ تم ٹی ایس کراس ریز کی مدد سے نگرانی کر رہے ہو۔ اور..... کرنل اسٹھنے تیز لجھے میں کہا۔

”پھر تھی، ہو سکتا ہے چیف کہ ہم حاویہ میں جی پی فائیو کا سیٹ اپ ختم کر دیں تاکہ اگر یہ لوگ حاویہ کے راستے جائیں تو بھی صحیح سلامت تالا پہنچ جائیں اور اگر شتران کے راستے جائیں تو پھر بھی۔ اور..... میجر کارس نے کہا۔

”جی پی فائیو خاصی تجربہ کار اور باوسائل تنظیم ہے اور ہم تالا سے باہر نکل کر براہ راست ان سے نہیں لڑ سکتے۔ ٹھیک ہے تم مجھے صرف یہ بتاؤ تاکہ انہوں نے تالا پہنچنے کے لئے کون سے راستے کا انتخاب کیا ہے۔ باقی انتظامات میں خود کرلوں گا۔ اور..... کرنل اسٹھنے کے بعد۔

”یہ چیف۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسٹھنے نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسیور آف کر دیا اور پھر اسے اٹھا کر میز کی

دراز میں رکھ دیا۔

”یہ عجیب چکر میں پھنس گئے ہیں ہم۔ اب کیا کیا جائے۔ کس طرح ان پاکیشیائی سجنیوں کو صحیح سلامت تالا تک پہنچایا جائے۔..... کرنل اسٹھنے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر ایک خیال اس کے ذہن میں بھلی کے کوندے کی طرح لپکا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ ریلی ویری گڈ۔..... کرنل اسٹھنے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر ٹرانسیور اس نے میز کی دراز سے باہر نکلا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اسے آن کیا۔ میجر کارس کی فریکو متھی پہلے ہی اس پر ایڈ جسٹ تھی۔ اس نے صرف بن آن کیا اور پھر کال دینا شروع کر دی۔

”یہ چیف۔ اور..... دوسری طرف سے میجر کارس کی حریت بھری آواز سنائی دی کیونکہ چند لمبے پہلے ہی اس سے گفتگو ہو رہی تھی۔

”پاکیشیائی امتحنٹ قاصر کے کس ہوٹل میں مقیم ہیں۔ کن ناموں سے اور کن کمروں میں۔ اور..... کرنل اسٹھنے کے بعد۔ ”سر۔ قاصر کے ہوٹل غاشمار میں وہ مقیم ہیں۔ انہوں نے ایک ہی فیملی روم نمبر بارہ ہائر کیا ہے اور وہ پانچوں اس کمرے میں موجود ہیں۔ ان کے لیڈر کا نام مائیکل ہے۔ وہ لپنے ساتھیوں کو اس کمرے میں چھوڑ کر خود ایک سیاحتی کمپنی کے آفس پہنچا اور اس نے وہاں سے ریست میں چلنے والی خصوصی جیپ نقدر رقم دے کر ہائر کی۔ ان سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

قادر سے شتران اور پھر شتران سے باہمیں جانے والے قدیم راستے کا نقشہ بھی حاصل کیا اور اب وہ آدمی جس کا نام ہوٹل میں مائیکل بتایا گیا ہے اور جس کے نام پر کمرہ ہے، کمرے میں موجود ہے اور وہ سب مل کر وہاں شتران سے باہمیں پہنچنے کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔ میجر کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر تو وہ شتران سے باہمیں پہنچ رہے ہیں تو پھر ہمیں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔ ہم تھالا میں ان کا خاتمه کر سکتے ہیں لیکن اگر انہوں نے حاویہ کا روٹ اختیار کیا تو پھر ان کی ہلاکت کا کریڈٹ جی پی فائیو کو ہی جائے گا۔ اور“..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”میرے خیال میں وہ لازماً شتران راستے سے ہی تھالا جانے کا حتیٰ پروگرام بنارہے ہیں۔ اور“..... میجر کارس نے کہا۔

”اوکے۔ مجھے ساتھ ساتھ حتیٰ پورٹ ملتی رہنی چاہئے۔“ اوکے۔ کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”لیں سر۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتحہ نے اور اینڈ آل کہہ کر شامیز آف کر دیا اور اسے والپس میز کی دراز میں رکھ کر اس نے دراز بند کی اور پھر ساتھ بڑھا کر فون کار سیور انٹھایا اور فون کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پر لیں کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر اس نے انکو اتری کے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”انکو اتری پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی ایک موڈیا نسوانی آواز سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”یہاں سے قاصر کا رابطہ نمبر اور قاصر کے ہوٹل غاشمار کا نمبر دو۔“..... کرنل اسمتحہ نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ کرنل اسمتحہ نے کریڈٹ دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے رابطہ نمبر پر لیں کر کے ہوٹل غاشمار کا نمبر پر لیں کر دیا۔

”ہوٹل غاشمار“..... ایک مردانہ آواز کچھ دیر بعد سنائی دی۔

”میرا نام برٹن ہے۔ میں حاویہ سے بول رہا ہوں۔ کمرہ نمبر بارہ میں موجود مسٹر مائیکل سے میری بات کرائیں۔“..... کرنل اسمتحہ نے اپنا نام اور جگہ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ ہوٹل کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ مائیکل بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی لہجہ ایکریمین تھا۔

”میں حاویہ سے برٹن بول رہا ہوں۔ حاویہ میں جی پی فائیو کا سیٹ اپ پہنچ چکا ہے اور جی پی فائیو کا چھیف کرنل ڈیوڈ بھی وہاں موجود ہے تاکہ تم لوگ جیسے ہی وہاں پہنچو تو ہمیں ہلاک کر دیا جائے میں کرنل ڈیوڈ کا مخالف ہوں۔ اس لئے تمہیں آگاہ کر رہا ہوں۔“ کرنل اسمتحہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈٹ پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گھرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کہ اب یہ لوگ لازماً شتران کے راستے ہی باہمیں اور تھالا پہنچیں گے اور کسی صورت بھی حاویہ کا رخ نہیں کریں گے۔

فون موجود تھا۔ کرنل ڈیوڈ کو یہاں آئے ہوئے دوسرا روز تھا لیکن ابھی تک اسے قاصر سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی جبکہ اس نے قاصر میں اپنا ایک خصوصی آدمی بھیجا ہوا تھا جو ویسے بھی عمران سے کئی بار کرنل ڈیوڈ کے تحت نکرا چکا تھا۔ اس لئے وہ عمران کو بہت اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس کا نام کیپٹن گراؤ تھا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کو غصہ آتا جا رہا تھا کیونکہ وہ ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر یہاں احمدقوں کی طرح بیٹھا ہوا تھا۔

”میں انہیں قاصر میں بھی تو ہلاک کر سکتا ہوں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ وہ یہاں آئیں تو میں انہیں ہٹ کروں“..... کرنل ڈیوڈ نے بڑبراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس نے یہ سوچ کر اپنا ارادہ بدل دیا کہ قاصر خاصاً آباد شہر ہے اور وہاں اس قسم کی فائرنگ یا راکٹ فائرنگ سے وسیع نقصان ہو سکتا ہے اور اس کی اطلاع صدر صاحب کو بھی ہو سکتی ہے۔ وہ ابھی بیٹھا ایسی ہی باتیں سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے جھپٹ کر رسیور اٹھایا۔

”یہ“..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لمحے میں کہا۔

”قاصر سے کیپٹن گراؤ بول رہا ہوں چھیف“..... دوسری طرف سے موڈبانہ لمحے میں کہا گیا۔

”کہاں مر گئے ہو تم۔ دفن تو نہیں ہو گئے زمین میں۔ جو آج دو روز ہو گئے ہیں اور تم نے کال ہی نہیں کی نانسنس“..... کرنل ڈیوڈ لفخت کسی بم کی طرح پھٹ پڑا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

حاویہ کی ایک بلڈنگ کے احاطے میں کرنل ڈیوڈ کا مخصوص ہیلی کاپڑ موجود تھا جبکہ بلڈنگ کے ایک کمرے کو آفس کے انداز میں سجا یا گیا تھا اور یہ کرنل ڈیوڈ کا آفس تھا۔ کرنل ڈیوڈ بڑی سی میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ بلڈنگ کے دوسرے کمروں میں باہم میں اسرائیلی سیکرٹ سروس کا ایجنٹ میجر گراز اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ ان کے پاس دو گن شپ ہیلی کاپڑز تھے اور ایسا اسلحہ بھی تھا جس کی مدد سے وہ فضائے ہی کسی جیپ یا گاڑی کو میراٹلوں سے مکمل طور پر تباہ کر سکتے تھے یا ہیوی مشین گن کی فائرنگ سے وہ کسی بھی ٹارگٹ کو چھلنی کر سکتے ہیں لیکن ابھی یہ موقع نہ آیا تھا اس لئے وہ سب اس بلڈنگ میں موجود تھے۔ کرنل ڈیوڈ کے سامنے میز پر ایک ٹرانسیسٹر اور ایک

”میں صورتحال کا جائزہ لے رہا تھا چیف۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو غیر تصدیق شدہ یا مبهم اطلاعات دینا قومی جرم ہے۔“  
کیپن گراؤنے بڑے خوشامدانہ لمحے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بولو کیا پورٹ ہے۔“ کرنل ڈیوڈ کا ہجھے یکخت نرم پڑ گیا تھا۔

”چیف۔ عمران اور اس کے چار ساتھی یہاں قاصر کے ایک ہو ٹل غاشار میں رہ رہے ہیں اور عمران نے یہاں کی سیاحتی کمپنی کو نقدر قم دے کر ریت میں چلنے والی ایک خصوصی جیپ حاصل کر لی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کمپنی سے قاصر سے شتران اور شتران سے باہین تک جانے والے قدیم اور متودک راستے کا نقشہ بھی حاصل کیا ہے۔“..... دوسری طرف سے اسی طرح خوشامدانہ لمحے میں کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ شیطان اس راستے سے تالا پیخ رہے ہیں۔ ہاں یہ شیطان واقعی عام راستوں کی بجائے ایسے ہی راستوں کا انتخاب کرتا ہے۔“ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر تم اس بات کا پتہ نہ چلاتے تو ہم یہاں حاویہ میں بیٹھنے ان کے انتظار میں سوکھتے رہتے اور وہ شتران کے راستے تالا پیخ کر لیبارٹری بھی تباہ کر دیتے۔“ ویری بیڈ۔“ کرنل ڈیوڈ نے تیز لمحے میں کہا۔

”چیف۔ سارج ہجنسی کا ایک آدمی بھی یہاں موجود ہے جو ایک جدید مشین کے ذریعے نہ صرف ان کی نگرانی کر رہا ہے بلکہ ان کے

درمیان ہونے والی بات چیت بھی ثیپ کر رہا ہے۔ اس کا نام مجرم  
ہارس ہے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو سارج ہجنسی کو بھی ان کی آمد کا علم ہو گیا ہے۔“  
ویری بیڈ۔ اب تو وہ لوگ ان کا خاتمه کر کے خود کریڈٹ لینے کی  
کوشش کریں گے۔“ ویری بیڈ۔“..... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ تیز لمحے  
میں کہا۔

”میں چیف۔ ایک اہتمامی حریت انگریز خبر بھی ہے۔ کسی نے ان  
کے لیڈر مائیکل کو فون کر کے باقاعدہ اطلاع دی ہے کہ جی پی فائیو کا  
سینٹ اپ حاویہ میں موجود ہے اور کرنل ڈیوڈ اپنے ہیلی کاپٹر کے  
ساتھ یہاں موجود ہے تاکہ جیسے ہی وہ لوگ حاویہ ہجنسی، انہیں  
ہلاک کر دیا جائے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ  
اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کون ایسی جرأت کر  
سکتا ہے۔ کیسے ممکن ہے یہ۔“..... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چھینتے  
ہوئے کہا۔

”جناب۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام سارج ہجنسی کا ہے۔“ دوسری  
طرف سے کہا گیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ ایسا کیوں سوچا تم نے۔“  
بولو۔ کیوں جرأت کی ایسی ناسنگ سوچنے کی۔“..... کرنل ڈیوڈ نے  
اور زیادہ حلق پھاڑتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”چیف۔ میری اس سوچ کا باقاعدہ پس منظر ہے۔ یہ لوگ اگر حاویہ پہنچتے ہیں تو آپ انہیں یقینی طور پر ہلاک کر دیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ تالا نہیں پہنچ سکیں گے اور کریڈٹ آپ کو ملے گا کسی دوسرے کو نہیں اور اگر یہ لوگ شتران کے راستے سے آتے ہیں تو لامحالہ تالا پہنچ کر کسی دوسرے کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے اور کریڈٹ وہ لے جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے دانستہ بھی پی فائیو کی حاویہ میں موجودگی کی اطلاع ان کو دی ہے۔“ کیپشن گراڈنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم تھیک کہہ رہے ہو۔ ویری گڈ۔ تم بے حد ذہین آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ لیکن تمہیں ان باتوں کا علم کیسے ہو گیا۔“ کرنل ڈیوڈ نے اس بار کیپشن گراڈ کی باقاعدہ کھل کر تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ سارج یونیسی کے اس آدمی کے کوت کے عقبی کالر میں نے زیڈ ٹولکا دیا ہے۔ اس لئے اب جو کچھ وہ سنتا رہتا ہے۔ میرے رسیور میں وہ سب کچھ ٹیپ ہوتا رہتا ہے اور یہ فون کال بھی اس نے سنی ہے اور میں نے بھی ٹیپ کر لی ہے۔ تجزیہ میرا اپنا ہے۔“ کیپشن گراڈ نے کہا۔

”گڈ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی میرے نمبر ٹوبنے کے لاٹق ہو۔ ویری گڈ۔ اب سمجھو تمہاری ترقی ہو گئی۔ اب تم نے جیسے ہی یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوں مجھے فوری اطلاع دینی ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سرت بھرے لجھ میں کہا۔

”لیں چیف۔“..... کیپشن گراڈ نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور کھا اور پاس پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور انھا کر اس نے ایک نمبر پر میں کر دیا۔

”لیں چیف۔“..... دوسری طرف سے مودبائی آواز سنائی دی۔ ”میجر گراز کو بھیجو میرے پاس۔ فوراً جلدی۔“..... کرنل ڈیوڈ نے چھینتے ہوئے کہا اور رسیور کریڈٹ پر پیچ دیا۔

”ہونہہ۔ تو کریڈٹ سارج والے لینا چاہتے ہیں۔“ میں سارج یونیسی کا بھی ساتھ ہی خاتمه کر دوں گا۔ یہ جانتے نہیں ہیں کہ میں کرنل ڈیوڈ ہوں۔ کرنل ڈیوڈ۔“..... کرنل ڈیوڈ نے عصیلے انداز میں بڑبرداتے ہوئے کہا۔ چند لمبوں بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد اور ورزشی جسم کا میجر گراز اندر داخل ہوا اور اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

”بیٹھو اور سنو۔ ہم یہاں بیٹھے ان شیطانوں کے یہاں آنے کے انتظار میں سوکھ رہے ہیں اور وہ شیطان حاویہ کے راستے تالا پہنچنے کی بجائے شتران کے راستے باہم پہنچ رہے ہیں۔“..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لجھ میں کہا۔

”اوہ۔ کیسے اطلاع ملی چیف۔“..... میجر گراز نے بے ساختہ لجھ میں کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم میرے چیف ہو۔ اسرائیل کے صدر ہو

زیادہ تعداد احمدقوں کی ہے۔ تمہارے پاس قاصر سے شتران اور شتران سے باہین کے قدیم راستے کا نقشہ ہے۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے اس بار بے حد نرم لجھے میں کہا۔

”لیں سر۔ ..... میجر گراز نے کہا۔

”لے آوجلدی۔ فوراً سریر مت کرو۔ ہری اپ۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر گراز اٹھا اور تیزی سے مڑکر کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ واپس آیا تو اس کا سانس ہنکا سا پھولا ہوا تھا۔ وہ ہے نا۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

کرنل ڈیوڈ کے سامنے میز پر رکھ کر اسے پھیلا دیا اور کرنل ڈیوڈ اس پر جھک گیا۔

”تم کبھی شتران گئے ہو۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”لیں سر۔ کئی بار گیا ہوں۔ خاصا بڑا شہر ہے لیکن اس کے چاروں طرف صحراء ہے۔ البتہ شتران میں میٹھے پانی کے کئی بڑے چھپے ہیں اس لئے وہاں خاصی آبادی ہے لیکن جناب یہاں رہنے والے سب لوگ صحرائی مزاج کے ہیں۔ ..... میجر گراز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”صحرائی مزاج کا کیا مطلب۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”جناب۔ جس طرح وہاں تی ہوتے ہیں الیسے ہی یہ لوگ صحرائی ہیں لیکن وہماں توں سے بھی زیادہ احمدق، صدی، ہٹ وہرم اور جاہل۔ ..... میجر گراز نے جواب دیا۔

جو تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ مجھے کیسے اطلاع ملی۔ کیوں۔ کرنل ڈیوڈ یکخت میجر گراز پر ہی الٹ پڑا۔

”مم۔ میرا مطلب تھا کہ کیا یہ اطلاع درست ہے۔ ..... میجر گراز نے اہتاں بوکھلائے ہوئے لجھے میں کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میں احمد ہوں۔ میں اطلاع کو پر کھ نہیں سکتا اور تم مجھ سے زیادہ فہیں ہو۔ تم پر کھ لو گے۔ بولو۔ یہی بات ہے نا۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

”سوری چیف۔ میری تو آپ کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ آپ جیسا فہیں، تجربہ کار اور مدبر آفسیر تو پورے اسرائیل میں اور کوئی نہیں ہے۔ پورا اسرائیل آپ کی ذہانت کے گن گاتا ہے۔ ..... میجر گراز نے جان بچانے کا آخری راستہ یہی اختیار کیا کہ کرنل ڈیوڈ کی خوشامد پر اتر آیا۔

”تو کیا غلط سمجھتا ہے۔ کیوں۔ ..... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لجھے میں کہا لیکن بہر حال پہلے کی نسبت اس کے لجھے میں خاصی نرمی موجود تھی۔

”نہیں جناب۔ بلکہ میرے خیال میں کم سمجھتے ہیں۔ آپ تو ان کی سمجھ سے بھی زیادہ قابل اور فہیں ہیں۔ ..... میجر گراز اب پوری طرح خوشامد پر اتر آیا تھا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ انہیں سمجھنا ہی چاہئے۔ اسرائیل میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"تم نے وہاں کسی سے رشتہ کرنا ہے جو تم ایسی باتیں کر رہے ہو نا سن س۔ ہم نے وہاں آپریشن کرنا ہے۔ گن شپ ہیلی کا پڑلے کر فوراً وہاں چکھو۔ وہاں کسی ایسی عمارت پر قبضہ کرو جہاں سے یہ قدیم سڑک دور تک نظر آتی ہو۔ پھر جیسے ہی ان کی جیپ وہاں چکھے اس پر میرا نکل فائز کر دو۔ پھر مجھے اطلاع دو۔ چلو انھوں ہری اپ۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یہ چیف"..... میجر گراز نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے مڑا۔ "ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ بیٹھو"..... کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی اپنے احکامات تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

"یہ چیف"..... میجر گراز کسی چابی بھرے کھلونے کی طرح مڑا اور پھر تیزی سے مودبانہ انداز میں کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے وہ اہتمامی مجبور ہو۔

"سنوا۔ وہاں تم نے ہر طرح سے ہوشیار رہنا ہے۔ آپریشن کرتے ہی تم نے مجھے رپورٹ دینی ہے پھر میں وہاں خود پہنچ جاؤ گا۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یہ چیف"..... میجر گراز نے کہا۔ "اوکے۔ اب جاؤ اور سنوا۔ اگر یہ لوگ زندہ سلامت وہاں سے نکل گئے تو میں تمہیں زمین میں دفن کر دوں گا سمجھے۔ اور اگر تم نے کام درست انداز میں کیا تو تمہیں بڑی ترقی ملے گی یہ میرا وعدہ ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یہ سر۔ جیسے آپ کا حکم ہو گا ویسے ہی ہو گا چیف اور جو بھی کامیابی ہو گی وہ میری نہیں جتاب کی ہو گی"..... میجر گراز نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"گذ۔ تم اچھے آدمی ہو۔ جاؤ وش یو گذلک"..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر گراز وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی در بعد کرنل ڈیوڈ کو اطلاع ملی کہ میجر گراز چار آدمیوں کو اور اسلحہ لے کر گن شپ ہیلی کا پڑلے سمیت ایک جیپ میں شتران روائہ ہو گیا ہے تو وہ مطمئن ہو گیا۔ اب اسے کیپشن گراؤ کی طرف سے اطلاع کا انتظار تھا تاکہ حتی طور پر معلوم ہو سکے کہ عمران اور اس کے ساتھی کس راستے سے سفر کرتے ہیں اور پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی نجاحی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"یہ"..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لمحے میں کہا۔

"کیپشن گراؤ بول رہا ہوں چیف۔ قاصر سے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ۔ کیا پورٹ ہے"..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لمحے میں کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی ریست پر چلنے والی مخصوص جیپ پر بیٹھ کر شتران کی طرف روائہ ہو گئے ہیں"..... کیپشن گراؤ نے کہا۔

"اس جیپ کی تفصیل بتاؤ"..... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا تو کیپشن گراؤ نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اوکے۔ اب تم واپس ہیڈ کوارٹر چلے جاؤ۔ قاصر میں تمہارا کام

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سکتے ہو۔ ویری گڈا۔..... کرنل ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔  
”یہ چھیف۔ یہ کافی بڑی عمارت ہے۔ اگر آپ سہاں تشریف لانا  
چاہیں تو میں آپ کے لئے آفس اور بیڈ روم آراستہ کراؤں۔“۔ میجر  
گراز نے کہا۔

”نہیں۔ میں سہاں حاویہ میں ہی رہوں گا۔ ان شیطانوں کا کوئی  
پتہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی کو ڈاچ دینے کے لئے شتران کی  
طرف گئے ہوں اور راستے میں سے ہی مڑ کر حاویہ پہنچ جائیں۔ میں  
سہاں ان کی نگرانی کروں گا۔ تم وہاں رہوں طرح ہم ان شیطانوں  
کا آسانی سے اور یقینی طور پر خاتمه کر سکیں گے۔..... کرنل ڈیوڈ نے  
تیز تیز لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ چھیف۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”وہ لوگ قاصر سے چل پڑے ہیں۔ شتران پہنچنے میں انہیں کتنا  
وقت لگے گا۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”میرا خیال ہے چھیف کہ زیادہ سے زیادہ دس گھنٹوں میں وہ  
شتران پہنچ جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ وقت لگ  
جائے کیونکہ سڑک بے حد خراب ہے۔..... میجر گراز نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال تم نے ہر لمحہ چوکنا اور ہوشیار رہنا ہے اور  
ہر صورت میں ان کا خاتمه کرنا ہے۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”یہ چھیف۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے  
رسیور رکھ دیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شتران جانے والی سڑک سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ختم ہو گیا ہے۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔  
”لیں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے  
رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر نجاح اٹھی اور کرنل ڈیوڈ  
نے ایک بار پھر باقاعدہ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔  
”لیں۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”میجر گراز بول رہا ہوں چھیف۔ شتران سے سہاں ایک ایسی  
مناسب عمارت مل گئی ہے جس میں سیٹلائز فون بھی موجود ہے  
اور اس کی چھت سے دوربین کے ذریعے سڑک کو بھی کافی دور تک  
چھیک کیا جاسکتا ہے اور گن شپ ہیلی کا پڑا ترنے کے لئے ہنگامی ہیلی  
پیڈ بھی موجود ہے۔..... میجر گراز نے کہا۔

”گڈ شو۔ اور سنو۔ مجھے ابھی ابھی قاصر سے اطلاع ملی ہے کہ  
عمران اور اس کے ساتھی ایک جیپ میں سوار ہو کر شتران روائہ ہو  
گئے ہیں۔ جیپ کی تفصیلات میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔..... کرنل  
ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتا دی۔

”یہ چھیف۔ اب ہم انتہائی آسانی سے اس جیپ کو متباہ کر سکیں  
گے۔..... میجر گراز نے کہا۔

”شتران روڈ پر ٹریفک کی کیا پوزیشن ہے۔..... کرنل ڈیوڈ نے  
پوچھا۔

”اکا دکا جیپیں چل رہی ہیں۔..... میجر گراز نے کہا۔  
”گڈ۔ پھر تو تم آسانی سے اس جیپ کو فوکس کر کے نارگٹ بنا

کوئی راستہ حاویہ نہیں پہنچ سکتا کیونکہ راستے میں طویل اور خوفناک  
صحرا ہے لیکن اس کی فطرت تھی کہ ایسے خطرناک موقعوں پر وہ  
ہمیشہ ایک طرف رہا کرتا تھا۔ اس نے میجر گراز کے پاس جانے سے  
بھی اس نے انکار کر دیا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

صفدر کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند آہستہ آہستہ دور ہونے لگی اور  
پھر جب وہ پوری طرح ہوش میں آیا تو اس نے لاشوری طور پر انٹھنے  
کی کوشش کی لیکن دوسرے لمجے اس کے ذہن کو یہ دیکھ کر جھٹکا لگا  
کہ وہ صحرا میں موجود ہونے کی بجائے کسی تہہ خانے نما کمرے میں  
موجود تھا۔ اس کا جسم دیوار کے ساتھ نصب کڑوں میں جکڑا ہوا تھا۔  
اس کے دونوں بازوؤں میں درد کی تیزی ہریں سی دوڑ رہی تھیں۔ پوری  
طرح ہوش میں آتے ہی اس درد کی وجہ بھی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ چونکہ  
بے ہوشی کے دوران بازوؤں کے بل نیچے کی طرف ڈھلکا رہا تھا اس  
لئے بازوؤں پر دباو پڑنے کی وجہ سے درد ہو رہا تھا اور اب ہوش میں  
آنے کے بعد جب وہ اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کے  
بازوؤں میں انٹھنے والا درد تیزی سے ختم ہوتا جا رہا تھا۔ اپنے آپ کو  
یہاں دیکھ کر اس کے ذہن میں بگولے سے ناج رہے تھے اور پھر اس

”میں ایک ٹیلے کے پیچھے تھا کہ اچانک سائیں کی آواز سے ایک اور ٹیلے کے پیچھے سے کوئی چیز میرے سامنے آ کر گری اور اس کے ساتھ ہی میرے ذہن پر تاریکی چھا گئی اور اب میہاں ہوش آیا ہے۔“ صفر نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہماری سیٹلائز نگرانی کی جا رہی تھی اور ان لوگوں نے باقاعدہ فائرنگ پواستش بنارکھے ہیں۔۔۔۔۔ تغیر نے کہا۔

”ہاں۔ مگر اب ہمیں نہ صرف ان کڑوں سے نجات حاصل کرنی ہے بلکہ جولیا کا بھی پتہ چلانا ہے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا جبکہ اس دوران اس کی انگلیاں تیزی سے کڑوں کے بٹن کو ٹریس کرنے میں مصروف تھیں لیکن بٹن ٹریس نہ ہو رہا تھا۔ ابھی وہ کوشش کر رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا اوھیزہ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوت پہنا ہوا تھا۔ اس کے جزرے چوڑے اور پھرہ جسم کی مناسبت سے بڑا تھا۔ سر آدھے سے زیادہ بالوں سے بے نیاز تھا۔ لپٹنے انداز سے وہ بڑا باوقار سا آدمی دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے پچھے حار مشین گریز مردار آدمی تھے۔

”ایک کرسی یہاں رکھو۔۔۔۔۔ اس آدمی نے مژکر ایک مشین گن پردار سے کہا۔

”لیں چھیف“..... مشین گن بردار نے انتہائی مودبائی لمحے میں کہا اور پھر تیزی سے عقبی دیوار کے ساتھ موجود چار پانچ کرسیوں میں

نے جیسے ہی گردن گھمائی تو اس کے ذہن کو ایک اور زوردار جھٹکا لگا۔ اس کے ساتھ ہی تنور بھی اسی طرح کڑوں میں جکڑا ہوا موجود تھا لیکن اس کی گردن کے ساتھ ساتھ اس کا پورا جسم بھی لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی تک بے ہوش ہے۔ صدر نے دوسری طرف گردن گھمائی۔ اس کی نظریں جولیا کو تلاش کر رہی تھیں۔ جولیا وہاں موجود نہ تھی جبکہ صدر جولیا کو تنور کے ساتھ جیپ میں چھوڑ کر خود آگے بڑھا تھا۔ جولیا زخمی بھی تھی۔ تنور کی سہاں موجودگی اور جولیا کی عدم موجودگی نے اس کے ذہن میں بے پناہ خدشات ابھارے لیکن دوسرے لمحے وہ تنور کے جسم میں پیدا ہونے والی حرکت دیکھ کر چونک پڑا۔ تھوڑی دیر بعد تنور بھی ہوش میں آگیا اور اسی طرح حیرت بھری نظروں سے ادھراً دھر دیکھنے لگا جس طرح صدر نے دیکھا تھا۔

"جو لیا کہاں ہے تسویر"..... صدر نے کہا۔  
"جو لیا۔ مجھے نہیں معلوم۔ کیا اسے نہیں ہے۔ کیوں"۔ تسویر  
نے حمراں ہوتے ہوئے کہا۔

"تم جولیا کے ساتھ تھے۔ پھر..... صفر نے کہا۔

کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے امجنٹ ہر قسم کی سچوئیشن کو تبدیل کر لینے میں ماہر ہیں۔ ..... چیف نے صدر اور تنور سے مخاطب ہو کر کہا تو صدر نے بے اختیار ہونٹ بھیغ لئے کیوں اسے اب معلوم ہو گیا تھا کہ کڑوں کے بٹن کیوں ٹریس نہ ہو رہے تھے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ونکٹ ایک راذز والی کرسی اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جیگر کاندھے پر بے ہوش جو لیا کو لا دے اندر داخل ہوا اور پھر ونکٹ نے کرسی صدر کے قریب دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دی جبکہ جیگر نے بے ہوش جو لیا کو اس کرسی پر ڈالا اور پھر جیب سے ریموٹ کنٹرول نکال کر اس کا بٹن پر لیں کیا تو راذز نے جو لیا کے جسم کو جکڑ لیا۔ جیگر نے ریموٹ کنٹرول واپس جیب میں رکھا اور پھر پیچھے ہٹ کر چیف کے قریب کھدا ہو گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کا انچارج لگ رہا تھا۔

”سنو۔ اگر تم مجھ بتا دو کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں تو میں تمہیں آسان موت مار کر واپس چلا جاؤں گا ورنہ یہ لوگ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ کر تم سے سب کچھ اگلوالیں گے اور اس حالت میں تمہاری موت انتہائی عبرت ناک ہو گی اور یہ کارروائی صرف تم دونوں کے ساتھ ہی نہیں ہو گی بلکہ اس عورت کے ساتھ بھی ہو گی۔ ..... چیف نے کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم ہنس رہے ہو۔ کیوں۔ ..... چیف نے اس بار خاصے غصیلے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سے ایک کرسی اٹھا کر اس نے اس چیف کے پاس رکھ دی۔ یہ چاروں آدمی اپنے انداز سے تربیت یافتہ اور لڑاکا دکھائی دے رہے تھے۔

”تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ ..... اس چیف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے صدر اور تنور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ ہماری ساتھی لڑکی کہاں ہے۔ ..... صدر نے قدرے سخت لجھے میں کہا۔

”وہ زخمی تھی اس لئے میں نے اسے علیحدہ رکھا ہے۔ بہر حال میں یہیں منگواليتا ہوں اسے۔ ..... چیف نے کہا۔

”جیگر۔ ..... اس نے گردن موڑ کر کہا۔

”یہ چیف۔ ..... اس آدمی نے جس نے کرسی اٹھا کر رکھی تھی انتہائی موعدبانہ لجھے میں کہا۔

”لڑکی کو اٹھا کر یہاں لے آؤ اور ونکٹ تم ریموٹ کنٹرول راذز کرسی اٹھا کر لے آؤ۔ جلدی کرو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اور میں نے واپس بھی جانا ہے۔ ..... چیف نے کہا۔

”یہ چیف۔ ..... جیگر اور ایک دوسرے مسلح آدمی نے کہا اور پھر وہ دونوں تقریباً بھاگتے ہوئے واپس چلے گئے۔

”تم جو کوئی بھی ہو۔ پہلی بات تو یہ نوٹ کر لو کہ یہ کڑے ریموٹ کنٹرول ہیں اور ریموٹ کنٹرول میرے آدمی کی جیب میں ہے اس لئے تم کسی صورت بھی ان سے نجات حاصل نہیں کر سکتے

لنجے میں کہا۔

"اس لئے نہ رہا ہوں کہ تم چیف ہونے کے باوجود پھوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ کس تنظیم کے چیف ہو"..... صدر نے کہا۔

"میں پھوں جیسی باتیں نہیں کر رہا۔ درست کہہ رہا ہوں۔ میں سارج ہجنسی کا چیف نمبر فور ہوں۔ میرا نام ڈکسن ہے۔ لارڈ ڈکسن"۔ اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نمبر فور کا مطلب ہے کہ سارج کے چیف بے شمار ہیں"۔ صدر نے کہا۔

"میں اب مزید کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا اور جو سوال میں نے کیا ہے اس کا جواب دو۔ ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا اور پھر جیگر اور اس کے ساتھی تمہاری روح سے بھی سب کچھ انکوالیں گے"۔ اس لارڈ ڈکسن نے منہ بناتے ہوئے اہتمائی سخت لنجے میں کہا۔

"یہ ہماری ساتھی ابھی تک بے ہوش کیوں ہے"..... اچانک خاموش بیٹھے تنور نے کہا۔

"یہ زخمی ہے۔ اس لئے میں نے اسے طویل بے ہوشی کے دو انجکشن لگوادیئے ہیں تاکہ اسے مرتے ہوئے تکلیف نہ ہو"..... لارڈ ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ لارڈ ڈکسن۔ اب میں تمہارے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ ہمارا کوئی تعلق پا کیشیا سے نہیں ہے۔ ہمارا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ ہم ایکریمین ہیں"..... صدر نے جواب دیا۔

"یہاں کیوں آئے تھے تم اور وہ بھی اہتمائی حساس اور خطرناک اسلحہ لے کر"..... لارڈ ڈکسن نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

"ہم سارج ہجنسی کے ہیڈ کوارٹر جا رہے تھے اور اب یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں"..... صدر نے کہا۔

"کیوں جا رہے تھے۔ کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے"..... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

"ریڈ ہجنسی کا نام سننا ہوا ہے تم نے"..... صدر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ تمہارے میک اپ صاف نہیں ہو سکے۔ اس لئے تم زندہ بھی نظر آ رہے ہو اور تمہیں ہوش میں لا کر تم سے پوچھے گچھے بھی کی جا رہی ہے ورنہ تمہیں وہیں صحراء میں ہی رسیت کے ذریعہ میں تبدیل کر دیا جاتا۔ لیکن اب بھی یہ بات ذہن میں رکھو کہ بہر حال تمہیں مرتا ہے۔ اس لئے جھوٹ بولنے سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا"..... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

"ہمیں جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لارڈ ڈکسن۔

تمہارے پاس اگر وسائل ہوں تو تم ریڈ ہجنسی کے چیف رائل فیلڈ سے براہ راست پوچھ لو"..... صدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پوچھ لوں گا"..... لارڈ ڈکسن نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے پھرے پر یکخت نفت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جیگر"..... اس نے مذکر اپنے آدمی سے کہا۔

"یہ چیف"..... جیگر نے جواب دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"یہ مجھے احمد سمجھ کر مسلسل جھوٹ بول رہا ہے اور میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ بہر حال یہ ایکریمین ہیں یا پاکیشیانی۔ ان کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں غائب کراؤ۔"..... لارڈ ڈکسن نے بڑے سرد لمحے میں کہا۔

"یہ چھیف۔"..... جیگر نے کہا اور لارڈ ڈکسن تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ چاروں بھی اس کے پیچھے اس طرح چلتے ہوئے باہر چلے گئے جیسے اس کے باڑی گارڈ ہوں۔

"یہ تو واقعی ہمیں ہلاک کر دیں گے۔"..... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کڑے بے حد تیگ ہیں۔ یہ تو کسی صورت بھی نہیں کھل رہے۔"..... تنور نے بے چین سے لمحے میں کہا۔

"میں نے بھی کوشش کی ہے لیکن بے سود۔ بہر حال اب اس جیگر اور اس کے ساتھیوں کو چکر دیا جائے اور تو کوئی صورت نہیں ہے۔"..... صدر نے کہا۔

"میری سمجھ میں تو اس لارڈ ڈکسن کا رویہ نہیں آیا۔ یہ جس انداز میں پوچھ کر رہا تھا اور جس طرح امٹ کر واپس چلا گیا۔ اس سے لگتا ہے کہ وہ مجبوراً ایسا کر رہا تھا۔"..... تنور نے کہا اور پھر اس سے چہلے کہ صدر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، دروازہ کھلا اور جیگر لپٹے تین ساتھیوں سمیت اندر داخل ہوا۔

"جیگر۔ اس لڑکی کو مت مارو سہماں کوئی لڑکی تو آنہیں سکتی۔"

یہی غنیمت ہے۔ سب کے کام آئے گی۔"..... ایک آدمی نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو کاندھے سے مشین گن اتار رہا تھا۔

"ہاں۔ تمہاری تجویز مناسب ہے وکٹر۔ لیکن پہلے میرا حق ہو گا۔"..... جیگر نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم سیکنڈ چھیف ہو۔ اس لئے تمہارا حق واقعی پہلا ہے لیکن ہمیں حصہ بہر حال دینا۔"..... وکٹر نے بھی شیطانی انداز میں کہا۔

"اوکے۔ اسے اٹھا کر پھر دوسرے کمرے میں ڈال دو۔ ورنہ ان دونوں کا خون اور گوشت کے لو تھڑے اس پر گریں گے تو پھر کون دھوتا پھرے گا۔"..... جیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہی ریموٹ کنٹرول نکالا اور اس کا بٹن پر لیں کیا تو جو لیا کی کرسی کے راڑیز یا لفٹ غائب ہو گئے جملہ جو لیا ویسے ہی بے ہوش پڑی ہوئی تھی لیکن پھر اس سے پہلے کہ جیگر ریموٹ کنٹرول واپس جیکٹ کی جیب میں ڈالتا اچانک صدر کا پیر حرکت میں آیا اور دوسرے لمبے جیگر کے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرول نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا واپس صدر کے قریب ہی زمین پر گرا ہی تھا کہ صدر نے پوری قوت سے اس پر پیر مارا اور اس کے ساتھ ہی صدر اور تنور دونوں کے ہاتھوں میں موجود کڑے غائب ہو گئے۔ یہ سب کچھ صرف ایک پلک جھپکنے میں ہو گیا تھا اور کڑے غائب ہوتے ہی بھاری زنجیریں کھڑکھڑا کر نیچے گریں تو جیگر اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے اور انہوں نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بھلی کی سی تیزی سے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گنیں اتارنے کی کوشش کی لیکن صدر اور تنیر دونوں کو معلوم تھا کہ یہ چانس انہیں قسمت سے ملا ہے۔ اس لئے وہ دونوں ہی بھلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور دوسرے لمج چیکر اور اس کا ساتھی جسیے ہوا میں اڑتے ہوئے اپنے دو دوسرے ساتھیوں سے نکلائے اور وہ چاروں ہی اچھل کر نیچے گرے اور ان میں سے ایک آدمی وکٹر کے ہاتھ سے مشین گن اچھل کر گرنے ہی لگی تھی کہ تنیر نے کسی بھوکے عقاب کی طرح چھلانگ لگائی اور فضائیں اڑتی ہوئی مشین گن کو اس نے نہ صرف جھپٹ لیا بلکہ نیچے گر کر اٹھتے ہوئے اور جیسوں سے مشین پسل نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے جیکر اور اس کے ساتھی مشین گن کی رہست رہت کی زد میں آگئے۔

”چیکر کو زندہ رکھنا ہے“..... صدر نے ایک اور مشین گن کی طرف جھپٹتے ہوئے چیخ کر کہا۔ پھر جب وہ ایک آدمی کے ہاتھ سے نکل کر فرش پر گری ہوئی مشین گن اٹھا کر پلٹتا تو فرش پر چیکر اور اس کے تینوں ساتھی خون میں لست پت ساکت پڑے ہوئے تھے جبکہ تنیر ہال کی سائیڈ کراس کر کے بیرونی دروازے تک ہنچا ہوا تھا۔

”میں نے چیکر کے صرف کوہوں کو نشانہ بنایا ہے۔ میں باہر چکیک کر لوں“..... تنیر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جبکہ صدر بھی تیزی سے اس کے پیچے دوڑ پڑا کیونکہ وہاں رک کر وہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا اور پھر تھوڑی دیر

بعد وہ دونوں اس پوری عمارت میں گھوم چکے تھے۔ یہ دو منزلہ عمارت تھی اور کسی سنسان سے علاقے میں تھی۔ وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ عمارت میں تہہ خانے بھی تھے اور اسکے کا ایک بڑا سٹور بھی تھا۔ عمارت کے بڑے سے گیراج میں دو بڑی کاریں موجود تھیں جن پر ایکریمیا کی ایک دور دراز ریاست الباہما کی نمبر پلیٹ موجود تھی۔

”اوہ۔ کہیں ہم الباہما میں تو نہیں ہیں“..... صدر نے حیران ہو کر کہا۔

”ہم تو کارسانا میں تھے۔ الباہما تو وہاں سے سینکڑوں میل دور ہو گا“..... تنیر نے جواب دیا۔

”یہ کارسانا کا علاقہ نہیں لگتا۔ وہ صحرائی علاقہ ہے جبکہ یہ تو اہتمامی شاداب اور ہمار میدانی علاقے ہے“..... صدر نے جواب دیا۔

”اب یہ چیکر ہی بتائے گا“..... تنیر نے کہا اور پھر وہ پوری عمارت کا جائزہ لے کر واپس اس تہہ خانے میں چکنچھے جہاں جو لیا ابھی تک بے ہوشی کے عالم میں موجود تھی جبکہ چیکر اور اس کے ساتھی دیسے ہی ساکت پڑے تھے۔ صدر ایک کمرے میں موجود بڑا سا میڈیکل باکس اٹھا کر ساتھ لے آیا تھا اور پھر اس نے تنیر کی مدد سے چیکر کے کوہوں سے گولیاں نکال کر باقاعدہ بینڈ ٹچ کر دی اور ساتھ ہی اسے طاقت کے انجکشن بھی نگاہ دیئے۔ اس کے بعد صدر نے جو لیا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔

”تمہارے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ تم زخمی ہو۔ لیکن میں نے تمہارے جسم میں موجود گولیاں نکال کر بینیدفعہ کر دی ہے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو میرے سوالوں کے درست جواب دے دو۔“ صدر نے سرد لمحے میں کہا۔

”تم۔ حریت انگیز ہو۔ جادوگر ہو۔“ تم نے کس طرح ریموت کنٹرول میرے ہاتھ سے نکال لیا۔..... جیگر نے شاید صدر کی بات ہی نہ سنی تھی۔ اس کے ذہن پر حریت چھانی ہوئی تھی۔

”یہ ہمارے لئے معمولی باتیں ہیں جیگر۔ ہم نے بہر حال اپنی جانبیں بھی بچانی تھیں اور اپنا مشن بھی مکمل کرنا ہے۔“ تمہارے ساتھیوں نے ہماری ساتھی لڑکی پر بری نظریں ڈالی تھیں۔ اسی لئے سامنے دیکھو۔ ان کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ تم براہ راست اس کمینگی میں شامل نہ تھے اس لئے اب تک زندہ ہو اور اگر میرے چند سوالوں کے جواب دے دو تو زندہ رہو گے۔“..... صدر نے کہا۔

”تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ ہم تو انتہائی نجیلی سطح کے لوگ ہیں۔ ہمیں کسی بات کا کوئی علم نہیں ہے۔“..... جیگر نے جواب دیا لیکن صدر نے اس کے لمحے میں عیاری کا عنصر محسوس کر لیا تھا۔

”یہ عمارت الاما میں ہے یا کار سانا میں۔“..... صدر نے کہا تو جیگر چونک پڑا۔

”الاما میں۔“..... جیگر نے جواب دیا۔

کو انجکشن لگا کر اسے بھی ہوش دلایا تو جو لیسا ساری صورتحال دیکھ کر ہی بے حد پریشان اور حیران ہوئی تھی۔

جو لیسا کو اس کری سے اٹھا کر دوسری کری پر بٹھا دیا گیا جبکہ جیگر کو اس کی جگہ راڑز والی کری پر بٹھا دیا گیا۔ ریموت کنٹرول چونکہ خراب ہو چکا تھا اس لئے اب راڑز کو آپریٹ نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے تنویر جا کر سٹور سے ایک رسی لے آیا اور پھر اس رسی کی مدد سے جیگر کو کری سے باندھ دیا تھا۔

”تنویر۔ تم گن لے کر باہر بلکہ دوسری منزل پر چلے جاؤ۔ کسی بھی لمحے یہاں کوئی آسکتا ہے۔“..... صدر نے کہا۔

”میں بھی جا رہی ہوں۔ میں میرا دم گھٹ رہا ہے۔“..... جو لیسا

”ٹھیک ہے۔“..... صدر نے کہا اور پھر تنویر اور جو لیسا کے تھے خانے سے باہر جاتے ہی صدر نے دونوں ہاتھوں سے جیگر کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب جیگر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صدر نے ہاتھ ہٹانے اور پھر جیب سے اس نے ایک تیز دھار نشتر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ یہ نشرت اس نے میڈیکل باکس سے نکال کر جیب میں ڈال لیا تھا۔

”تم۔ تم۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب۔“..... جیگر نے لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا اور کوہلوں پر زخموں کی وجہ سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"ہمیں کارسانا سے بہاں کیسے لایا گیا تھا۔ کارسانا تو بہاں سے بہت دور ہے"..... صدر نے کہا۔

"تم تینوں کو بے ہوشی کے عالم میں ایک بڑے ہیلی کا پڑ میں بہاں لایا گیا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ تمیں کہاں سے لایا گیا ہے" جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"الباما کا یہ کون سا علاقہ ہے"..... صدر نے پوچھا۔

"سکرین وڈسٹی"..... جیگر نے جواب دیا۔

"یہ پوائنٹ کس کا ہے۔ سارچ ہجنسی کا یا لارڈ ڈکسن کے تحت ہے"..... صدر نے پوچھا۔

"سارچ ہجنسی کا"..... جیگر نے جواب دیا۔

"لارڈ ڈکسن بہاں کا پر آیا تھا یا ہیلی کا پڑ پر"..... صدر نے پوچھا۔

"کار پر"..... جیگر نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمیں الباما میں ہی رہتا ہے"۔ صدر نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ ہیلی بار بہاں آیا ہے"..... جیگر نے جواب دیا لیکن صدر فوراً ہی سمجھ گیا تھا کہ اب اس نے جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے اس نے بغیر کچھ کہے بازو گھما یا اور کمرہ جیگر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ صدر نے لپنے ہاتھ میں موجود تیز دھار نشرت سے اس کا ایک نصفنا آدھے سے زیادہ کاٹ دیا تھا

اور ابھی اس کی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ صدر کا بازو ایک بار پھر گھوما اور ایک بار پھر کمرہ جیگر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"اب تم سب کچھ خود بتاؤ گے"..... صدر نے اس کی پیشانی پر ابھرنے والی رگ پر انگلی سے زور دار ہیک مارتے ہوئے کہا اور جیگر کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا۔ اس کا پورا جسم لرزنے لگ گیا تھا اور پھر واقعی اس نے صدر کے سوالوں کے جواب اس طرح دیئے جیسے صدر اس کا چھیف ہو۔ سب کچھ پوچھ لینے کے بعد صدر نے ہاتھ میں موجود خون آلود نشرت اس کی شہ رگ میں اتار دیا اور جیگر چند لمحوں تک ترپنے کے بعد ختم ہو گیا۔ اس کی گردن سے خون کسی فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ صدر نے نشرت کھینچ کر ایک طرف پھینکا اور مژکر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”آپ کا مطلب ہے کہ کسی اسرائیلی ہجنسی کی طرف سے یہ اطلاع تھی۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

”اسرائیل کی سب سے بڑی ہجنسی توجی پی فائیو ہے۔ تم سارے ہجنسی کو بھول رہے ہو جس کے آدمی کو ہم نے گھیر لیا تھا اور جو اہتمامی جدید ترین آلے کی مدد سے نہ صرف ہماری نگرانی کر رہا تھا بلکہ ہماری گفتگو بھی ٹیپ کرتا رہا تھا۔ اس کے مطابق اس کا رابطہ بتالا میں موجود سارے ہجنسی کے کرنل استھن سے ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ اطلاع کرنل استھن کی طرف سے دی گئی ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ نے کیسے ایک آدمی کو فلکس کر دیا۔۔۔ صدیقی نے حیرت سے قاحر سے شتران کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر

خود عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدیقی اور عقبی سیٹ پر نعمانی، چوہان اور خاور موجود تھے جبکہ جیپ کے آخری حصے میں سیاہ رنگ کے چار تھیلے موجود تھے جن میں جدید اور خطرناک اسلوٹ موجود تھا۔

”عمران صاحب۔ ہوٹل میں فون کال کس نے کی ہو گی جس نے ہمیں حاویہ میں کرنل ڈیوڈ کے بارے میں بتایا ہے۔۔۔ صدیقی واقعی

چیف کے انداز میں بات کرتا ہے۔۔۔ خاور نے ہستے ہوئے کہا۔

”ابھی یہ پختہ چیف نہیں بننا۔ بس ریہرسل کی حد تک ہی رہتا ہے ورنہ میری طرح تمہاری جان بھی عذاب میں آئی ہوئی ہوتی۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جیپ میں سوار خاصی تیز رفتاری سے قاحر سے شتران کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر خود عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدیقی اور عقبی سیٹ پر نعمانی، چوہان اور خاور موجود تھے جبکہ جیپ کے آخری حصے میں سیاہ رنگ کے چار تھیلے موجود تھے جن میں جدید اور خطرناک اسلوٹ موجود تھا۔

”عمران صاحب۔ ہوٹل میں فون کال کس نے کی ہو گی جس نے ہمیں حاویہ میں کرنل ڈیوڈ کے بارے میں بتایا ہے۔۔۔ صدیقی

”در اصل اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اہمیت اس قدر ہو چکی ہے کہ اس کے خاتمه کا کریڈٹ لینے کے لئے پوری دنیا کی ہجنسیوں میں دوڑ لگی ہوئی ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

خاتمه کیا تھا اس کے پاس موجود آئے میں ایک کاشن یہ بھی موجود تھا کہ اس آئے سے آگے بھی معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔ جس کا علم اس مخبر کو بھی نہیں تھا اور یقیناً یہ کام جی پی فائیو کے کسی آدمی کا ہو گا۔ ہمیں ملنے والی فون کال اس مخبر نے ٹیپ کی اور وہاں سے آگے بھی ٹیپ ہو گئی اور ویسے بھی یہ کرنل ڈیوڈ کے مزاج کے خلاف ہے کہ وہ خاموشی سے ایک جگہ بیٹھا رہے۔ لامحالہ اس نے ہر طرف کا خیال رکھا ہو گا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ اس راستے سے کیوں جا رہے ہیں۔“..... صدیقی نے کہا۔

”تو اور کس راستے سے جاؤں۔ دو ہی تو راستے ہیں اور دونوں پر خطرہ ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب بڑی گہرائی میں سوچتے ہیں۔ پھر کوئی قدم اٹھاتے نہیں ہے۔“..... اس لئے بے فکر ہو۔ جو ہو گا بہتر ہو گا۔..... خاور نے عقی

نشت سے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”واہ۔ اسے کہتے ہیں خوش عقیدگی۔“..... عمران نے کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ بات واقعی حق سے نہیں اتر رہی کہ آپ خطرہ بھی محسوس کر رہے ہیں اور اس کے باوجود اس طرح اطمینان سے جا رہے ہیں۔ جیسے پکنک منانے لوگ جاتے ہیں۔“..... اس بار نعمانی نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”آپ کی جان کیسے عذاب میں ہے عمران صاحب۔“..... نعمانی کمال ہے۔ تم سب بھاری تھے ہیں اور الاؤنس وغیرہ وصول کرتے ہو اور مجھے تمہارا چھیف روپیٹ کر ایک معمولی مالیت کے چیک پر ٹرخا دیتا ہے اور پھر جب یہ چیک لے جا کر میں آغا سلیمان پاشا آل ولڈ باورچی ایوسی ایشن کے صدر کو دیتا ہوں تو تم خود بکھ سکتے ہو کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہو گا۔..... عمران نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار قہقہے مار کر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ اب ہم اس فون کال کے تحت شتران اور پھر شتران سے باہم جا رہے ہیں تو کیا اس روڈ پر ہمارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔“..... صدیقی نے کہا تو سب ہی سنجیدہ ہو گئے۔

”خطرات کہو۔ وہاں نہ صرف کرنل ڈیوڈ کا گروپ موجود ہو گا بلکہ کرنل اسٹٹھ کا گروپ بھی بنیڈ باجے کے ساتھ ہمارا استقبال کرے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”کرنل ڈیوڈ۔ کیا مطلب۔ اسے کیسے اطلاع مل جائے گی۔ وہ تو حاویہ میں بیٹھا رہے گا ہمارے انتظار میں۔“..... صدیقی نے کہا۔

”ایک محاورہ ہے چوروں پر مور۔ اس کا مطلب ہے کہ چور دوسروں کا مال چوری کر کے لے آئے اور پھر یہ مال اس چور کی تحویل سے چوری ہو جائے۔ سارج کے جس مخبر کو ہم نے گھیرا تھا اور اس کا

”حلق سے اتارنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ ایک تو حلق پر مکام کر کر۔ اس سے انگلی ہوئی چیز یا تو حلق سے نیچے اتر گئی یا بندہ بذاتِ خود زمین کے نیچے اتر گیا اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پانی پی کر انگلی ہوئی چیز کو حلق سے نیچے اتارا جائے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ عمران کی جیب سے ٹرانسپلیر کی سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ اس کے سارے ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے جیب سے ٹرانسپلیر نکالا اور پھر جیپ کو ایک سائیڈ پر روک کر اس نے ٹرانسپلیر آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ مورس بول رہا ہوں۔ اور۔..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”لیں مائیکل اشنڈنگ یو۔ اور۔..... عمران نے لہجہ بدل کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر مائیکل۔ نخلستان یمور کے سردار عتبہ سے بات طے ہو گئی ہے۔ وہ آپ کو نہ صرف فیوں مہیا کرے گا بلکہ اپنا آدمی بھی آپ کے ساتھ بھیجے گا۔ اور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیکن کوئی کوڈ وغیرہ یا کوئی دوسری شرط۔ اور۔..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ کوڈ نائب واج ہو گا اور خدمات کے عوض آپ کو اسے ایک لاکھ ڈالر دینے ہوں گے۔ چیک نہیں نقد۔ اور۔..... دوسری

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے شکریہ۔ آپ نے واقعی کام کیا ہے۔ اس لئے والپی

پر آپ کو بھی خاطر خواہ انعام دیا جائے گا۔ اور۔..... عمران نے کہا۔

”تھینک یو۔ بے فکر ہو کر آگے بڑھیں۔ سردار مکمل اعتماد کا آدمی

ہے۔ اور اینڈ آل۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے

ٹرانسپلیر کی سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ

اس کے سارے ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے

جیب سے ٹرانسپلیر نکالا اور پھر جیپ کو ایک سائیڈ پر روک کر اس

نے ٹرانسپلیر آن کر دیا۔

”تم نے خود ہی تو تیسرے راستے کی بات کی تھی۔ یہ اس

تیسرے راستے پر جانے کا معاوضہ ہے اور جس راستے سے ہم نے جانا

ہے اس کے لئے گاڑی میں موجود فیوں کام نہیں دے گا۔ ہمیں فیوں

کے مزید ٹن درکار ہوں گے اور ساتھ ہی ایک گائیڈ بھی۔..... عمران

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کون سا راستہ ہے عمران صاحب۔..... صدیقی نے

چونک پوچھا۔

”قاصر سے تماں کے درمیان براہ راست ایک وسیع و عریض اور

خوفناک صحراء ہے جس میں کہیں کوئی نخلستان یا پانی کا چشمہ وغیرہ

نہیں ہے۔ اس قدر خوفناک اور طویل صحراء کو صرف ہیلی کا پڑھیا

ہوائی جہاز کے ذریعے ہی کراس کیا جاسکتا ہے۔ جیپ کے ذریعے

نہیں اور اونٹوں کا تو موجودہ دور میں رواج ہی نہیں رہا۔ باقی دو راستے خطرناک ہو چکے ہیں۔ اچانک جیپ پر پڑنے والا میراں ہمیں تحت الشری میں دھکیل سکتا ہے۔ سارج نے لامحالہ شتران یا اس سے آگے بابین میں ہمارے خلاف پکٹنگ کر رکھی ہو گی۔ ادھر حاویہ میں کرنل ڈیوڈ ہمارا انتظار کر رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس نے شتران میں بھی کوئی کارروائی ڈال رکھی، ولیکن ہم نے بہر حال مشن کرنل کرنا ہے۔ اس لئے ہم نے خود ایک راستہ بنایا ہے۔ ہم شتران سے پہلے آنے والے نخلستان لیمور سے اس خوفناک صحراء میں داخل ہو جائیں گے۔ سڑک کا راستہ چھوڑ دیں گے۔ پانی اور فیول ایکسرٹا ہمارے ساتھ ہو گا اور گائیڈ بھی۔ اس طرح ہم زیادہ سے زیادہ چھ سات گھنٹوں میں خاموشی سے تمالا پہنچ جائیں گے۔ سارج کے اس مخبر سے جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق لیبارٹری علیحدہ ہے اور کرنل اسمتح نے علیحدہ ایک عمارت میں ہیڈ کوارٹر بنار کھا ہے۔ ہم نے اس ہیڈ کوارٹر کو کرنل اسمتح اور اس کے آدمیوں سمیت تباہ کرنا ہے اور یہ کام اس لئے آسانی سے ہو جائے گا کہ ہمارے پاس ایسے طاقتور ڈائیٹامیٹ سٹکس موجود ہیں جسے ہم اس عمارت کے ساتھ رکھ کر جب واٹر لیس سے فائر کریں گے تو پوری عمارت مع تمام آدمیوں سمیت تباہ ہو جائے گی۔ اس طرح کرنل اسمتح لپنے آدمیوں سمیت ختم ہو جائے گا۔ یہ کام نعمانی اور خاور کریں گے۔ جبکہ صدیقی، میں اور چوہاں تینوں اس لیبارٹری پر ریڈ کریں گے اور وہاں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سے فارمولہ حاصل کر کے ہم اس لیبارٹری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیں گے۔ ہماری جیپ صحراء میں رہ جائے گی۔ ہم فوری طور پر واپس صحراء میں داخل ہوں گے اور جیپ کے ذریعے ہماری قاصر واپسی ہو جائے گی۔ اس طرح مشن مکمل ہو جائے گا۔..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے عمران صاحب۔ آپ کا ذہن تو واقعی سپر ہے۔“ خاور مکمل کرنا ہے۔ اس لئے ہم نے خود ایک راستہ بنایا ہے۔ ہم شتران

سے پہلے آنے والے نخلستان لیمور سے اس خوفناک صحراء میں داخل ہو جائیں گے۔ سڑک کا راستہ چھوڑ دیں گے۔ پانی اور فیول ایکسرٹا ہمارے ساتھ ہو گا اور گائیڈ بھی۔ اس طرح ہم زیادہ سے زیادہ چھ سات گھنٹوں میں خاموشی سے تمالا پہنچ جائیں گے۔ سارج کے اس مخبر سے جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق لیبارٹری علیحدہ ہے اور کرنل اسمتح نے علیحدہ ایک عمارت میں ہیڈ کوارٹر بنار کھا ہے۔ ہم نے اس ہیڈ کوارٹر کو کرنل اسمتح اور اس کے آدمیوں سمیت تباہ کرنا ہے اور یہ کام اس لئے آسانی سے ہو جائے گا کہ ہمارے پاس ایسے طاقتور ڈائیٹامیٹ سٹکس موجود ہیں جسے ہم اس عمارت کے ساتھ

رکھ کر جب واٹر لیس سے فائر کریں گے تو پوری عمارت مع تمام آدمیوں سمیت تباہ ہو جائے گی۔ اس طرح کرنل اسمتح لپنے آدمیوں سمیت ختم ہو جائے گا۔ یہ کام نعمانی اور خاور کریں گے۔ جبکہ صدیقی، میں اور چوہاں تینوں اس لیبارٹری پر ریڈ کریں گے اور وہاں

پہنچی ٹریفک کارش ایک دم ختم ہو گیا اور اب اکادمی ان سپورٹ نظر آ رہی تھی۔

”کہاں جا رہے ہو صدر۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ“..... تنور نے کہا۔

”ہماری منزل اینجل سٹی ہو گی جو گرین وڈ سٹی سے ڈیڑھ سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس لئے اگر ہمیں راستے میں روکا نہ گیا تو ہم ڈیڑھ گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیں گے“..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا

”اس جیگر نے کیا بتایا ہے جو تم اینجل سٹی جا رہے ہو“۔ جولیا نے پوچھا۔

”جیگر سارچ کا کوئی بڑا عہدیدار نہیں تھا۔ وہ اس پواتسٹ کا انچارج تھا اور یہ پواتسٹ براہ راست لارڈ ڈکسن کے تحت ہے۔ جیگر نے بتایا ہے کہ سارچ کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور لارڈ ڈکسن چوتھے حصے کا چیف ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا اسے بھی علم نہیں ہے۔ لارڈ ڈکسن اینجل سٹی میں رہتا ہے۔ وہاں اس کی ایک شاندار محل نما کوٹھی ہے جس کا نام ڈکسن ہاؤس ہے۔ جیگر اس پواتسٹ پر آنے سے پہلے اس محل نما کوٹھی میں طویل عرصے تک لارڈ ڈکسن کا بادی گارڈ رہا ہے۔ اس لئے اس نے اس محل میں داخل ہو کر براہ راست لارڈ ڈکسن تک پہنچنے کا ایک خفیہ راستہ بھی بتایا ہے جس کے بارے میں سوائے لارڈ ڈکسن اور اس کے خاص آدمیوں کے اور کسی کو علم بھی خاموش رہے لیکن جیسے ہی کار مسافت کو جانے والی سڑک پر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ مضافاتی علاقہ تھا۔ اصل شہر پہنچنے کیا تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صدر اور سائیڈ سیٹ پر جولیا پہنچی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر تنور موجود تھا۔ یہ کار ان دو کاروں میں سے ایک تھی جو جیگر کے پواتسٹ پر موجود تھیں۔ صدر جیگر کو ہلاک کر کے تھے خانے سے باہر آیا اور پھر جولیا اور تنور کو ساتھ لے کر وہ ایک کار سمیت فوری طور پر اس عمارت سے باہر آگئے البتہ آنے سے پہلے انہوں نے اس عمارت سے دو مشین گنیں، ان کے میگزین اور ساتھ ہی مشین پسلز اور ان کے میگزین بھی لے لئے تھے۔ جب تک کار شہر میں رہی سڑکوں پر کاروں کا خاصا ہجوم تھا۔ اس لئے جولیا اور تنور بھی خاموش رہے لیکن جیسے ہی کار مسافت کو جانے والی سڑک پر

نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے بتایا ہے کہ لارڈ ڈکسن کے ماتحت ایک آدمی جیکسن ہے۔ جیکسن لارڈ کا نمبر ٹو ہے اور سارج کا تمام کاروبار اس جیکسن کے ذریعے ہوتا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر اینجل سٹی میں علیحدہ ہے۔ اسے ہیڈ کوارٹر نمبر فور کہا جاتا ہے۔ صدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تواب تم کہاں جا رہے ہو۔ اس ہیڈ کوارٹر نمبر فور کو تباہ کرنے یا اس لارڈ ڈکسن سے دو دو ہاتھ کرنے“..... جولیا نے پوچھا۔

”ہیڈ کوارٹر کو اس انداز میں تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ ظاہر ہے اس کے حفاظتی انتظامات اتنا جدید ہوں گے البتہ ہم اس لارڈ ڈکسن تک اس خفیہ راستے کے ذریعے پہنچ سکتے ہیں اور پھر لارڈ ڈکسن سے سارج کے اس پورے سیٹ اپ کے بارے میں بھی معلوم ہو جائے گا اور اس کارسانا کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی۔ اس کے بعد فیصلہ کریں گے کہ ہمیں کیا لائے عمل اختیار کرنا چاہئے۔“..... صدر نے کہا۔

”گذ۔ یہ اچھی تجویز ہے۔“..... جولیا نے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔

”لیکن اس طرح ہمارا مشن تو ناکام رہے گا۔“..... تنور نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”وہ کیسے۔“..... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”ہم نے کارسانا میں موجود ہیڈ کوارٹر تباہ کرنا تھا۔ وہ ہم کر نہیں سکے اور اب ہم کارسانا سے دور ہیاں البا میں کارروائی کرتے پھر

رہے ہیں جبکہ یہاں بھی صرف ہیڈ کوارٹر فور ہے۔ مکمل ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔“..... تنور نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ مکمل ہیڈ کوارٹر کہیں نہیں ہے۔ چار حصوں میں تقسیم کر کے چار ہیڈ کوارٹرز بنانے کے ہیں جبکہ چھیر میں بورڈ آف گورنر ز لارڈ انھونی ناراک میں رہتا ہے۔ اس لئے ہمیں علیحدہ چاروں ہیڈ کوارٹرز تباہ کرنے پڑیں گے۔“..... تب ہی سارج کا خاتمه ہو سکے۔ پھر ہمیں جس طرح کارسانا سے یہاں لا یا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کارسانا میں بھی اس لارڈ ڈکسن کا ہی مکمل کنٹرول ہے۔ اس لئے لارڈ ڈکسن سے کارسانا کے اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی حتیٰ اور تفصیلی معلومات مل سکتی ہیں۔“..... صدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور اس بارے میں جولیا اور جو لیا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ڈیڑھ گھنٹے کی طویل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ اینجل سٹی پہنچ گئے۔ یہ زیادہ بڑا شہر نہ تھا لیکن اس کے باوجود اس کی آبادی خاصی تھی۔ خاص طور پر بڑی بڑی محل بنا کوٹھیوں کی تعداد خاصی تھی۔ البتہ شہر بے حد صاف سطھ اور خوبصورت تھا۔ ہر طرف پھول ہی پھول بکھرے، ہوئے نظر آ رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد صدر نے کار ایک پبلک پارکنگ میں روک دی اور وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ جو لیا گو کہ زخمی تھی لیکن اب وہ بغیر کسی سہارے کے آسانی سے چل پھر سکتی تھی۔ صرف تیز حرکت کرنا اس کے لئے ممکن نہ تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"سلجھ کا کیا ہو گا"..... تنور نے کہا۔

"مشین گنیں لے جانا ضروری ہے۔ کار کے اندر ہی کوٹ کی سائیڈوں میں چھپا لیتے ہیں"..... صدر نے کہا اور کار کا عقبی دروازہ کھول کر ایک بار پھر اندر داخل ہو گیا۔ دوسری طرف سے تنور بھی عقبی سیٹ پر چلا گیا اور دروازے بند کرنے کے جبلہ جو لیا بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑی سامنے دیکھتی رہی۔ سڑک پار کچھ فاصلے پر ایک خوبصورت پارک تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر ایک عالیشان محل بنا کوئی نظر آرہی تھی۔ جو لیا سمجھ گئی کہ یہی اس لارڈ ڈکن کی رہائش گاہ ہو گی لیکن اسے خفیہ راستے کا علم نہ تھا کیونکہ اس راستے کے بارے میں تمام معلومات صدر نے ہی حاصل کی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد صدر اور تنور دونوں کار سے باہر آگئے۔ صدر نے کار لاک کی اور پھر وہ تینوں بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے سڑک کر کے اس خوبصورت اور وسیع پارک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ مخصوص جگہ سے انہوں نے سڑک کر اس کی۔ صدر آگے تھا جبکہ جو لیا اور تنور اس کے پیچے تھے۔ پارک میں داخل ہو کر وہ تینوں سیر کرنے کے انداز میں ادھر ادھر گھومتے رہے۔ وہاں اور بھاگتے پھر رہے تھے۔ صدر، جو لیا اور تنور تینوں ایکریمین میک اپ میں تھے اور چونکہ یہ ریاست بھی ایکریمین تھی اس لحاظ سے وہ مقامی لوگ لگتے تھے لیکن ریاست البا ما اور ناراک وغیرہ کے رہنے والے

ایکریمین میں بہر حال واضح فرق تھا۔ اس لئے وہ میہاں بھی مقامی کی بجائے غیر ملکی ہی دکھائی دیتے تھے۔ آپس میں ایکریمین زبان میں باتیں کرتے اور شہلتے ہوئے وہ پارک کی عقبی سمت میں موجود گھنے درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہو گئے۔ خاصاً گھنا جھنڈ تھا اور باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا جبکہ اس جھنڈ کے ارد گرد یا قریب بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ صدر آگے بڑھ گیا تھا۔ پھر اس نے ایک درخت کے قریب جا کر اس پر اپنا ہاتھ مارا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر اس نے مخصوص انداز میں چار بار درخت کے چوڑے تینے پر ہاتھ مارا تو ایک سرسراہٹ کے ساتھ ہی درخت کی جڑ کے ساتھ زمین کسی تنختر کی طرح اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔ اب سریدھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ سریدھیوں کی تعداد آٹھ تھی۔ وہ تینوں تیزی سے سریدھیاں اتر کر نیچے سرنگ میں پہنچ گئے اور صدر نے آخری سریدھی کے درمیانی حصے پر چار بار مخصوص انداز میں پیر مارے تو تنختر کی طرح اوپر کو اٹھا ہوا ڈھکن بند ہو گیا۔ سرنگ میں ہلکی سی روشنی موجود تھی۔ جو لیا نے جیکٹ کی جیب سے مشین پیشل جبکہ صدر اور تنور نے کوٹ کی اندر وہی سائیڈوں میں موجود مشین گنیں نکال کر ہاتھوں میں پکڑ لیں اور پھر وہ احتیاط سے ادھر بھی مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ چند خوبصورت بچے بھی ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے تھے۔ صدر، جو لیا اور تنور تینوں ایکریمین میک اپ میں تھے اور چونکہ یہ ریاست بھی ایکریمین تھی اس لحاظ سے وہ مقامی لوگ لگتے تھے لیکن ریاست البا ما اور ناراک وغیرہ کے رہنے والے

دروازے پر سرنگ کا اختتام ہو گیا۔ دروازہ بند تھا اور دروازے کی ساخت ایسی تھی جیسے اس میں کوئی درز وغیرہ نہ ہو۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے ایک ٹھوس فولادی چادر سے تیار کیا گیا ہو۔ صدر نے ہاتھ انداز کر دروازے پر ایک بار پھر چار بار مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھ کر دیوار میں غائب ہو گیا لیکن اس تمام حرکت سے معمولی سی آواز بھی پیدا نہ ہوئی تھی۔ دوسری طرف ایک بڑا کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ سے سری ہیاں اور جاہی تھیں اور سری ہیوں کے اختتام پر دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ صدر نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں تیزی سے اندر داخل ہوئے اور کمرے کو کراس کر کے ان سری ہیوں تک پہنچ گئے۔ صدر نے سری ہیاں چڑھنے سے پہلے پہلی سری ہی پر چار بار مخصوص انداز میں پیرواتو بے آواز انداز میں ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔

”اب اپر اس دروازے سے گزر کر ہم کمرے میں پہنچیں گے جہاں سے ہم اس خصوصی حصے میں داخل ہو جائیں گے جہاں لارڈ ڈکسن رہتا ہے۔ اس پورشن کے اندر کسی قسم کے کوئی حفاظتی انتظامات نہیں ہیں۔ باہر ہوں گے، اندر نہیں ہیں۔ اس لئے ہم آسانی سے اس لارڈ ڈکسن پر قابو پالیں گے اور کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا۔“ صدر نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ سری ہیاں چڑھتا ہوا اپر دروازے تک پہنچ گیا۔ باہر ایک راہداری تھی۔ وہ تینوں اس راہداری میں چلتے ہوئے تھوڑا سا گھومے اور پھر ایک دروازے کے

سلمان پہنچ کر رک گئے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور دوسری طرف ایک اور راہداری نظر آرہی تھی۔ جس میں کمروں کے دروازے تھے۔ صدر نے گردن موڑ کر ایک نظر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر اس راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچے تنور اور جو لیا بھی راہداری میں داخل ہو گئے۔ اسی لمحے انہیں کچھ دور سے فون کی گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ یہ آواز ایک کھلے دروازے کے اندر سے آرہی تھی۔ وہ بڑے محاط انداز میں چلتے ہوئے اس دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

”یہ..... ایک آوازان کے کانوں میں پڑی اور وہ یہ آواز سنتے ہی پہچان گئے کہ بولنے والا لارڈ ڈکسن ہے۔

”کیا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ ریکوٹ کنٹرول راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ لڑکی تو ویسے بھی بے ہوش تھی۔ نہ وہ آزاد ہو سکتے تھے اور نہ ہی جیگر اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا۔..... ایک بار پھر لارڈ ڈکسن نے حلق کے بل چھینتے ہوئے کہا۔

”تو پھر انہیں تلاش کرو اور اس بار انہیں دیکھتے ہی گولی مار دو۔ پوری استحکام سئی کو ہلاک کر دو۔ لیکن ان کا خاتمه ضروری ہے اور پھر مجھے روپرٹ دو۔..... لارڈ ڈکسن نے غارتے ہوئے لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسپور کریڈل پر پٹھے جانے کی آواز سنائی دی تو صدر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور دوسرے لمحے صدر آگے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

وہ اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار کر دوبارہ اسے بے ہوش کر دے گا اور پھر اسیے ہی ہوا۔ لارڈ ڈکسن چونکہ حریت کی شدت سے بے ہوش ہوا تھا۔ اس لئے جلد ہی اسے ہوش آگیا لیکن صدر نے مشین گن کے دستے سے اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے دوبارہ زیادہ عرصے کے لئے بے ہوش کر دیا۔

”حریت ہے۔ یہاں کوئی حفاظتی انتظامات ہی نہیں۔ کوئی دربان یا چوکیدار بھی نہیں۔ آج سے پہلے تو میں نے ایسا کوئی چیف نہیں دیکھا جو اس انداز میں رہتا ہو۔“..... جو لیا نے الماری بند کر کے ڈرتے ہوئے کہا۔

”یہ اس محل نما کوئی کا ایسا حصہ ہے جس میں لارڈ ڈکسن کی اجازت کے بغیر انسان تو انسان، مکھی اور مچھر بھی داخل نہیں ہو سکتے اور جس راستے سے ہم آئے ہیں اس کا علم صرف لارڈ ڈکسن کو ہے۔ جیگر چونکہ کسی زمانے میں اس کے باڈی گارڈ کے طور پر یہاں رہتا تھا اس لئے وہ اس راستے کو لارڈ ڈکسن کے ساتھ استعمال بھی کرتا تھا۔ پھر لارڈ ڈکسن نے جب اسے یہاں سے اس گرین وڈ پواتٹ پر بھیجا تو یہ بات اس کے ذہن سے نکل گئی کہ جیگر اس مخصوص راستے سے واقف ہے اور یہ اس کی وہ بھول تھی جس کا فائدہ ہم نے اٹھایا ہے ورنہ اگر ہم باہر سے اندر آنے کی کوشش کرتے تو شاید کسی صورت بھی اندر داخل نہ ہو سکتے۔“..... صدر نے جواب دیا۔

”تم نے بھی اس جیگر سے بڑی تفصیل سے معلومات حاصل کی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بڑھ کر کھلے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچے جو لیا اور تنور بھی اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک آفس کے انداز میں سجا ہوا کمرہ تھا۔ سائیڈ میں ایک ریک رہا جس میں اوپر سے نیچے تک شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں اور لارڈ ڈکسن جس نے سوت پہننا ہوا تھا اور وہ ریک کی طرف مڑ کر اس میں سے ایک بوتل اٹھا رہا تھا۔

”لارڈ ڈکسن۔“..... صدر نے کہا تو لارڈ ڈکسن اس قدر تیزی سے مڑا کہ شاید اس قدر تیزی سے پلک بھی نہ جھکی جا سکتی تھی اور پھر اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں اور وہ وہیں فرش پر ہی ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

”چلو آسانی ہو گئی۔ یہ حریت سے ہی بے ہوش ہو گیا ہے۔“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسے کسی ایسے کمرے میں لے چلو جہاں اس سے تفصیل سے پوچھ گچھ ہو سکے۔“..... جو لیا نے کہا۔

”تنور۔ تم اس پورے حصے کو چیک کرو لیکن احتیاط کرنا۔ کسی چکر میں نہ پھنس جانا۔“..... صدر نے کہا تو تنور اشبات میں سرہلاتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ صدر نے میز کی درازیں کھولیں لیکن ان درازوں میں سوانے عام سے فیشن میگزینوں کے کام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اس دوران جو لیا نے دیوار میں نصب ایک بند الماری کھول کر اس کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ صدر اب قالین پر پڑے ہوئے لارڈ ڈکسن کے سر پر اس انداز میں کھرا ہو گیا تھا کہ اگر اسے ہوش آگیا تو

ہیں ورنہ اتنی آسانی سے شاید ہم بھی اس لارڈ ڈکسن تک نہ پہنچ سکتے۔۔۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

"وہ لاشعوری طور پر جب بولنے لگا تو پھر خود ہی سب کچھ بتاتا چلا گیا۔۔۔۔۔ صدر نے جواب دیا۔ اسی لمحے تنیر اندر داخل ہوا۔

"یہ خاصا بڑا پورشن ہے لیکن تمام پورشن خالی ہے۔ سہیاں اس لارڈ ڈکسن کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے۔۔۔۔۔ ایک بڑا سا کمرہ ہے جس میں کر سیاں موجود ہیں اور وہیں رسی بھی موجود ہے۔۔۔۔۔ اسے وہاں لے چلتے ہیں۔۔۔۔۔ تنیر نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ میں اٹھاتا ہوں اسے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا اور پھر جھک کر اس نے لارڈ ڈکسن کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر وہ اور جو لیا، تنیر کی رہنمائی میں اس بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔۔۔۔۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اندر داخل ہوتے، اندر سے کسی کے قدموں کی آواز ابھری اور وہ تینوں ہی بے اختیار اچھل پڑے۔۔۔۔۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

خلستان نیمور کے سردار عتبہ نے نہ صرف عمران کو چار بڑے کمین پڑوں کے دیئے بلکہ پانی کے پانچ بڑے کمین بھی جیپ میں رکھوا دیئے تھے۔ عمران اس کے نئے نقدر قم پہلے ہی جیب میں رکھ کر لے آیا تھا اس لئے اس نے نقدر قم سردار عتبہ کو ادا کر دی۔

"ہمارے لئے گاستیڈ کا بھی بندوبست کرنا تھا تم نے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ ابھی آنے والا ہے۔ اس کا نام ہاشم ہے۔۔۔۔۔ وہ اس سارے صحرا کا کریما ہے۔۔۔۔۔ وہ تمہیں آسانی سے تھالا ہنچا دے گا۔۔۔۔۔ سردار عتبہ نے کہا اور پھر واقعی ایک لمبے قد اور پھریرے جسم کا عرب خلستان میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ اس کے سرپر عربوں جیسا مخصوص روپاں بندھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ سردار عتبہ سے بڑے گر مجوسانہ انداز میں سلام دعا کے بعد وہ عمران کی طرف مڑا۔

ان کا نام مائیکل ہے اور انہوں نے صحرائیں سے ہو کر تالا جانا ہے اور تم نے انہیں وہاں تک پہنچانا ہے ..... سردار عتبہ نے کہا۔ آپ سڑک کی بجائے صحرائے راستے کیوں جانا چاہتے ہیں۔ ہاشم نے حیرت بھرے لجھ میں کہا۔

ان کے دشمن ہیں سڑک پر دیے جھمیں اپنے معاوضے سے غرض ہونی چلتے ..... سردار عتبہ نے قدرے سخت لجھ میں کہا۔

ٹھیک ہے - دو معاوضہ اور چلو ..... ہاشم نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور جب عمران نے میں ہزار ڈالر نکال کر ہاشم کو دیے تو اس کے ہاتھ انہیں گنتے ہوئے باقاعدہ کانپ رہے تھے۔

ٹھیک ہے - میں انہیں گھردے کر ابھی واپس آتا ہوں ۔ ہاشم نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

کیا یہ قابلِ اعتماد ہے ..... عمران نے ہاشم کے جانے کے بعد سردار عتبہ سے کہا۔

ہاں - ہر لحاظ سے ..... سردار عتبہ نے بڑے باوثوق لجھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا یہ اسی سخنان میں رہتا ہے ..... عمران نے کہا۔

نہیں - یہ شتران میں رہتا ہے البتہ اس کا خاندان اور پچھے مہاں رہتے ہیں اور یہ ایک ماہ کی چھٹی پر آیا ہوا ہے ..... سردار عتبہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ - پھر تو اسے صحرائیں جدید تبدیلیوں کا تو علم ہی نہ ہو گا۔ ہاشم نے جواب دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران نے تشویش بھرے لجھ میں کہا۔  
اس کی ساری عمر اسی صحرائیں گزری ہے اور اس کے آبا اور اجداد صدیوں سے اسی صحرائیں رہتے چلے آئے ہیں۔ ابھی صرف دو سال پہلے یہ مہاں سے شتران گیا ہے۔ یہ تو اس صحرائی ریست کے ایک ایک ذرے کو پہچانتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں ..... سردار عتبہ نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاشم واپس آگیا۔

”چلیں جتاب ..... ہاشم نے عمران سے کہا تو عمران اسے ساتھ لے کر درختوں کے جھنڈ میں موجود جیپ کے پاس آیا۔ جس پر تمام سامان لوڈ کر دیا گیا تھا۔

”گاڑی کی ڈرائیونگ مجھے دے دیں اور پھر بے فکر ہو جائیں ..... ہاشم نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر ڈرائیونگ سیٹ پر ہاشم اور سائیڈ سیٹ پر عمران جبکہ عقبی سیٹ پر صدیقی اور اس کے ساتھی بیٹھ گئے۔ عقبی حصے میں پڑول کے فال تو کین، پانی کے کین اور خوراک کے بند ڈبوں کے ساتھ ساتھ جدید اسلخ کے چار تھیلے بھی پڑے ہوئے تھے۔

”تم واپس کیسے جاؤ گے ..... عمران نے ہاشم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”میں چند روز تالا میں اپنے ایک پرانے دوست کے پاس رہوں گا۔ پھر بس کے ذریعے واپس چلا جاؤں گا ..... ہاشم نے جواب دیا۔

”تم نے تالا کی ابتدائی حدود میں ہی ہمیں چھوڑ کر چلے جانا ہے۔“ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے حتیٰ قیصلے کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ سر۔ لیکن اگر آپ ناراض نہ ہوں تو مجھے سب کچھ تفصیل سے بتا دیں کیونکہ میں نے آپ سے بھاری معاوضہ لیا ہے اور میں آپ کی مکمل حمایت کرنا چاہتا ہوں۔“..... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم کیا کرو گے معلوم کر کے۔ تمہارا اس معاملے سے جتنا کم سے کم تعلق رہے گا۔ تم اتنا ہی فائدے میں رہو گے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے جتاب۔ جیسے آپ کی مرضی۔ میں اب مزید کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے میں نے شتران میں جی پی فائیو کے ایک گروپ کو دیکھا تھا۔ ان کے پاس گن شپ ہیلی کا پڑھ بھی تھا۔“..... ہاشم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اپنی بات پر عمران کا رد عمل چیک کرنا چاہتا ہو۔

”ہو گا۔ حکومتی ہجنسیاں نقل و حرکت کرتی ہی رہتی ہیں۔“ عمران نے بے نیازانہ انداز میں جواب دیا اور ہاشم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے نظریں سامنے سکریں پر مرتکز کر دیں۔ پھر تقریباً آٹھ گھنٹوں کے طویل، بور اور ابہامی تھکا دینے والے سفر کے بعد وہ تالا کی آبادی میں داخل ہوئی گئے۔ راستے میں انہوں نے

”ہم کتنے عرصے میں تالا پہنچ جائیں گے۔“..... عمران نے پوچھا کیونکہ اس وقت جیپ لق و دق صحراء میں ریست پر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چونکہ اس جیپ کے نائر خصوصی طور پر ریست پر چلنے کے لئے ہی تیار کئے گئے تھے اس لئے جیپ ریست پر اس طرح دوڑ رہی تھی جیسے تار کوں سے بنی ہوئی سڑک پر کاریں دوڑتی ہیں۔

”چھ گھنٹے لگ جائیں گے۔ مگر۔“..... ہاشم نے جواب دیا۔

”مگر کیا۔“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”اگر کوئی شدید طوفان نہ آگیا تو۔“..... ہاشم نے جواب دیا۔

”کیا طوفان آنے کا ہی موسم ہے۔“..... عمران نے پوچھا تو ہاشم چونک کر عمران کی طرف ابہامی حریت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

”آپ صحراؤں میں سفر کرتے رہے ہیں۔ ورنہ عام آدمی کو تو اس بات کا علم ہی نہیں ہوتا کہ صحراؤں میں شدید طوفان خاص موسموں میں ہی آتے ہیں۔“..... ہاشم نے کہا۔

”جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ موسم تو نہیں ہے لیکن صحراء میں جگہ ہوتی ہے جہاں کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔“..... ہاشم نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جیپ میں خاموشی طاری ہو گئی۔

”آپ نے تالا میں کہاں جانا ہے جتاب۔“..... چند لمحوں بعد ہاشم نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لے آو۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے اپنی بیٹ کا تار کر اس سے ہاشم کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے جکڑ دیئے اور پھر دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ عمران اپنی طرح ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ ہاشم کے لئے جگہ بنانے کے لئے خاور اپنی سیٹ سے اٹھ کر فرنٹ سائیڈ سیٹ پر آگیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کر کے جیپ جسیے ہی روکی۔ عمران جو اس کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا کا بازو بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور جیپ کا دروازہ کھونے کے لئے مرتا ہوا ہاشم کنپی پر عمران کی مڑی ہوئی انگلی کی زوردار ضرب کھانے کے بعد پتختا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

”یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔“ ہاشم نے ہوش میں آتے ہی لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”بیٹھے رہو ہاشم۔۔۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ہاشم چونک کر حریت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اسے اس دوران یہ بھی احساس ہو گیا تھا کہ اس کے ہاتھ اس کے عقب میں بندھے ہوئے ہیں۔

”آپ۔۔۔ آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔۔۔“ ہاشم نے رک رک کر اور حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے جی پی فائیو کا ذکر کر کے اپنے آپ کو ہماری نظروں میں مشکوک کر دیا ہے۔۔۔ عام آدمی کو جی پی فائیو اور گن شپ ہیلی کا پڑ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہوتا۔۔۔“ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دو بار جیپ میں فیول بھرا۔۔۔ تالاکی آبادی سے پہلے رسیٹ کو روکنے کے لئے ایک دیوار تعمیر کی گئی تھی لیکن اس دیوار میں کئی جگہوں پر ایسے خلام موجود تھے جہاں سے جیپ کے ذریعے اندر جایا جا سکتا تھا اور ہاشم ایسے ہی ایک خلاسے جیپ اندر لے گیا۔

”جیپ روک دو۔۔۔“ عمران نے کہا تو ہاشم نے ایک سائیڈ پر کر کے جیپ جسیے ہی روکی۔ عمران جو اس کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا کا بازو بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور جیپ کا دروازہ کھونے کے لئے مرتا ہوا ہاشم کنپی پر عمران کی مڑی ہوئی انگلی کی زوردار ضرب کھانے کے بعد پتختا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

”اس سے کوئی خطرہ تھا عمران صاحب۔۔۔“ صدیقی نے حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس نے جی پی فائیو کا حوالہ دے کر اپنے آپ کو مشکوک کر دیا ہے۔۔۔ یہ ایسی بات ہے جس کا کوئی تعلق عام آدمی سے نہیں ہوتا۔۔۔ اس لئے اب اس سے باقاعدہ پوچھ گپھ ہو گی۔۔۔ تم اسے عقبی سیٹ پر کھینچ لو۔۔۔“ عمران نے کہا تو صدیقی اور نعمانی نے ہاشم کو گھسیٹ کر عقبی سیٹ پر ڈال دیا تو عمران کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر اس نے جیپ کو آگے بڑھا کر موڑا اور واپس دیوار کے خلاسے گزار کر اسے واپس صحرائیں لے گیا اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر اس نے ایک جگہ پر دیوار کے ساتھ کر کے جیپ روک دی۔۔۔ اس کے ہاتھ اس کے عقب میں باندھ دو اور پھر اسے ہوش میں

"عمران صاحب۔ ضروری تو نہیں کہ اس کی لاش کو وہاں اوپن پھینکا جائے۔ ریست کو گھر اکھو دکر بھی اس کی لاش کو ڈالا جاسکتا ہے تاکہ طویل عرصے تک یہ ظاہرہ ہو۔" صدیقی نے کہا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔" تم نے عمران کا نام لیا ہے۔ رک جاؤ۔ کون عمران ہے۔ رک جاؤ۔" صدیقی اور نعمانی کے ہاتھوں میں جکڑے ہوئے اور بڑی طرح توتپتے ہوئے ہاشم نے یلخنت مذیمانی انداز میں چھینتے ہوئے کہا تو سب حیران ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"تم کس عمران کو جانتے ہو۔"..... عمران نے ہاشم کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا آپ عمران ہیں۔ پاکیشیائی علی عمران۔"..... ہاشم نے اس بار عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر میں کہوں ہاں۔ تو پھر تمہارا کیا رد عمل ہو گا۔"..... عمران نے جواب دیا تو ہاشم نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"مجھے یہ تو شک تھا کہ آپ کا تعلق کسی ہجنسی سے ہے لیکن اس کا تو میرے ذہن کے کسی گوشے میں تصور تک نہ تھا کہ آپ پاکیشیائی عمران بھی ہو سکتے ہو۔ میں مرتو سکتا ہوں لیکن کسی کو یہ نہیں بتا سکتا کہ میں دراصل کون ہوں لیکن پاکیشیائی عمران اور اس کے ساتھی تو فلسطینیوں کے محسن ہیں۔ اس لئے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ میرا تعلق ریڈ بریگیڈ سے ہے۔"..... اس بار ہاشم نے کہا تو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اور ہاشم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"میں نے یہ ذکر اس لئے کیا تھا کہ میرا خیال تھا کہ آپ کا تعلق بھی کسی ہجنسی سے ہے اور میں جی پی فائیو کا نام لے کر آپ کے پھرے پر اس بات کا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا لیکن مجھے مایوسی ہوئی۔"..... ہاشم نے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق کس ہجنسی سے ہے۔"..... عمران نے کہا تو ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔

"میرا۔ میرا کسی ہجنسی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" میں تو ایک مزدور آدمی ہوں۔"..... ہاشم نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں گولی مار کر تمہاری لاش یہاں ریست میں دفن کر دی جائے۔" ہجنسی کا لفظ بھی مزدور آدمی کو معلوم نہیں ہوتا۔ تم نے تو باقاعدہ نام لیا ہے۔"..... عمران کا بھج یلخنت سہر د ہو گیا تھا۔

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں۔ آپ مجھ پر مہربانی کریں۔"..... ہاشم نے کہا۔

"اوکے۔ اسے جیپ سے باہر نکال کر ریست کے میلے کے پاس لے جا کر گولی مار دو۔"..... عمران نے کسی کا نام لئے بغیر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔"..... صدیقی نے کہا اور پھر چوہاں اور صدیقی نے ہاشم کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھایا۔

عمران چونک پڑا۔

”کون ہے ریڈ بریگیڈ کا سردار“..... عمران نے پوچھا۔

”سردار ابو عبیدہ“..... ہاشم نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تم اس کے ساتھ کام کرتے ہو۔ لیکن کیا یہاں اس کا کوئی اوہ ہے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ سہماں کوئی اوہ نہیں ہے۔ شتران میں ہے اور میں وہاں سے نخلستان لیمور آیا تھا۔ سردار عتبہ بھی ہمارا ہمدرد ہے۔ ویسے اس کا براہ راست ریڈ بریگیڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بھج پر قرضہ چڑھا ہوا ہے اس لئے اس نے میری مدد کی اور بھجے تمہارا گائیڈ بنادیا۔“

ہاشم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہارا سردار ابو عبیدہ سے کوئی رابطہ ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ میرے گلے میں جو تعویذ ہے یہ دراصل ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسپریٹ ہے۔ تم میرے ہاتھوں کھولو۔ میں اس کے ذریعے تمہاری بات کرا دیتا ہوں“..... ہاشم نے کہا تو عمران نے صدیقی سے کہہ دیا کہ ہاشم کے ہاتھ کھولو دیئے جائیں۔

”لیکن کیا واقعی آپ عمران ہیں۔ کیا آپ اس کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں“..... ہاشم نے ہاتھ کھلتے ہی گلے سے تعویذ اتارتے ہوئے کہا۔

”تم سردار ابو عبیدہ سے میری بات کراؤ۔ میں اسے ثبوت دے

دوں گا اور ہاں۔ کیا اس کی کال راستے میں کچ تو نہیں ہو جائے گی“..... عمران نے کہا۔

”نہیں جتاب۔ یہ الیسے ٹرانسپریٹ ہیں جن کی نہ آواز کسی جگہ کچ ہو سکتی ہے اور اگر کچ ہو بھی جائے تو الفاظ کسی صورت سمجھ میں نہیں آ سکتے“..... ہاشم نے جواب دیا۔

”اوکے۔ کراو میری بات“..... عمران نے کہا۔

”سوری سر۔ پہلے آپ مجھے یقین دلائیں کہ آپ واقعی پاکیشیانی عمران ہیں ورنہ چیف مجھے ہلاک بھی کر سکتا ہے“..... ہاشم نے کہا۔

”اوکے۔ مت کراو بات۔ لیکن نیچے اتر جاؤ۔ اب تمہیں ہلاک تو کیا نہیں جاسکتا کیونکہ تم نہ صرف فلسطینی ہو بلکہ ریڈ بریگیڈ سے بھی تمہارا تعلق ہے۔ تم نے ہمیں تماں تک پہنچا دیا اور ہم نے تمہارا معاوضہ تمہیں پیش کیا ادا کر دیا ہے جاؤ۔ اللہ حافظ“..... عمران نے کہا تو ہاشم کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”بس مجھے ثبوت مل گیا ہے۔ ایسا فیصلہ عمران ہی کر سکتا ہے اور پھر اللہ حافظ کے الفاظ۔ بس مجھے ثبوت مل گیا ہے۔ میں بات کرتا ہوں“..... ہاشم نے پھوٹ کی طرح مسٹر کی شدت سے قلقاری مارتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے تعویذ کی عقبی طرف انگوٹھا رکھ کر اسے مخصوص انداز میں بار بار پریس کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک چھوٹا سا ایریل باہر کو نکل آیا اور اس ایریل کے سرے پر ستارہ سا چمکنے لگا اور عمران نے بے اختیار ایک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ٹویل سانس لیا کیونکہ اب وہ پہچان گیا تھا کہ یہ شارٹر انسیٹر تھا۔ رو سیاہ کے ساتھ داؤں کی جدید ترین لہجاد۔ اس کا مطلب تھا کہ فلسطنی اپنی جدو جہد میں صرف ایکریمیا اور یورپ کے جدید ترین آلات ہی استعمال نہ کرتے تھے بلکہ وہ رو سیاہ سے بھی جدید ترین آلات منگوا کر استعمال کرتے تھے۔ چند لمحوں کے بعد شارٹر انسیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

”ہاشم کالنگ۔ ڈبل ایکس تھری والی۔ اور۔۔۔۔۔ ہاشم نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ ڈبل اے اشنڈنگ یو۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران کے بوس پر اطمینان بھری مسکراہٹ رنگنے لگی کیونکہ وہ سردار ابو عبیدہ کی آواز بخوبی پہچانتا تھا۔ ”پاکیشیائی اے اے سے بات کیجئے۔ اور۔۔۔۔۔ ہاشم نے کہا اور شارٹر انسیٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ پاکیشیائی اے اے کہاں ہے۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے یقینت پہنچتے ہوئے اور انتہائی حریت بھرے لجھے میں کہا گیا۔ ”اے اے بول رہا ہوں سردار۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا اور ہاشم کا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔

”اوہ۔ آپ کہاں ہیں اور یہ ہاشم کیسے آپ سے نکرا گیا۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے حریت بھرے لجھے میں کہا گیا تو عمران نے اسے

خنقر طور پر سب کچھ بتا دیا۔  
”ہاشم اس علاقے کا کیا ہے۔ یہ آپ کی مکمل اور بہترین مدد کرے گا۔ آپ اس پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں۔ یہ ریڈ بریگیڈ کا سب سے با اعتماد آدمی ہے۔ آپ اسے شارٹر انسیٹر دیں۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے شارٹر انسیٹر ہاشم کی طرف بڑھا دیا۔  
”یہ چیف۔ اور۔۔۔۔۔ ہاشم نے شارٹر انسیٹر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

”ہاشم۔ تم اے اے کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتے ہو۔ اس لئے مجھے مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ تم نے ہر صورت میں ان کے مشن کی تکمیل میں مدد دینی ہے۔ اٹ از مائی آرڈر۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔  
آپ بے فکر ہیں چیف۔ میں اپنی جان بھی لڑادوں گا۔ اور۔۔۔ ہاشم نے جواب دیا۔

”اوے۔ تھینک یو۔ اور اینڈ آل۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاشم نے شارٹر انسیٹر اف کر دیا۔  
”اب آپ مجھے بتائیں کہ میں کس طرح آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔ ہاشم نے شارٹر انسیٹر کو تعویذ کی شکل دے کر اپنے لگے میں ڈال لئے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارے لگے میں ہے اور اچانک کال آجائے تو پھر۔۔۔ عمران نے کہا تو ہاشم بے اختیار مسکرا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

یہ دن سائیڈ ہے جتاب۔ میں اس کے ذریعے کال کر سکتا ہوں۔ دوسری طرف سے کال نہیں آسکتی۔ ورنہ میں اس طرح اسے اپنے لگے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔..... ہاشم نے جواب دیا اور عمران نے مطمئن انداز میں اثبات میں سرہلا دیا۔

”ہبھاں اسرائیل کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس کے اوپر ٹوائے فیکٹری ہے اور یہ ساؤنچ روڈ پر ہے۔ ہم نے اس لیبارٹری میں داخل ہو کر ایک فارمولہ حاصل کرنا ہے اور پھر اس لیبارٹری کو بھی جباہ کرنا ہے۔ دوسری بات پر کہہ بھاں بتا لیں کہ ایک عمارت میں اسرائیل اور ایکریپیا کی مشترکہ تنظیم سارج کا ایک سیکشن موجود ہے جس کا انچارج کر مل اسکتھے ہے۔..... عمران نے مختصرًا سے تفصیل بتا دی۔

”میں سمجھ گیا۔ آپ پہلے کہاں ریڈ کرنا چاہتے ہیں۔..... ہاشم نے کہا۔

”ہم پہلے اپنا مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے پہلے ہم لیبارٹری پر ریڈ کریں گے۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہم دو گروپوں میں تقسیم ہو کر بیک وقت ہی دونوں مشن مکمل کر سکتے ہیں۔..... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ فارمولہ پہلے حاصل کر لیا جائے۔ باقی رہا سارج کے سیکشن پر حملہ تو اگر حالات درست رہے تو ایسا بھی ہو سکتا ہے ورنہ ہم نے فوری واپس بھی جانا

ہو گا۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ مہیں رہیں۔ فوری طور پر ہبھاں کسی کے آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ میں بتالا جا کر دونوں سپاٹس کے بارے میں مزید خبریں معلوم کر کے واپس آکر آپ کو اطلاع دوں گا۔ پھر جیسے حالات ہوں ویسے آپ کریں۔..... ہاشم نے کہا۔

”نہیں۔ تمہارے جانے اور واپس آنے میں کافی وقت ضائع ہو گا۔ ہمارے پاس ٹی ایس کراس ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ تم ایک پیس لے جاؤ اور اس پر مجھے تفصیل بتاوینا۔ اس کی نشیات کسی صورت بھی کچھ نہیں ہو سکتیں۔..... عمران نے کہا اور ہاشم نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر عمران کے کہنے پر صدیقی نے عقبی طرف پڑے ہوئے تھیلے میں سے ایک ٹرانسمیٹر کال کر ہاشم کو دے دیا اور ہاشم اسے جیب میں ڈال کر جیپ سے نیچے اترा اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس خلاکی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”کیا ایسا کرنے میں وقت ضائع نہیں ہو رہا عمران صاحب۔۔۔ خاور نے کہا۔

”نہیں۔ ہبھاں سارج کے آدمی موجود ہوں گے۔ پورے بتالا میں وہ چینکنگ کر رہے ہوں گے اور خفیہ طور پر اس لیبارٹری کی بھی چینکنگ ہو رہی ہو گی لیکن انہیں ہاشم پر شک نہیں پڑے گا کیونکہ ہاشم مقامی آدمی ہے اور ریڈ بریگیڈ فلسطین کی سب سے اہم تنظیم ہے اس میں کسی اوسط درجے کی فہامت کے آدمی کو سرے سے جگھے ہی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نہیں دی جاتی اور ہاشم کے بارے میں ابو عبیدہ نے جو کچھ بتایا ہے اس سے لگتا ہے کہ ہاشم کو ریڈ بریگیڈ میں خاصی اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے وہ یقیناً ایسی معلومات حاصل کر لے گا جن کی ہمیں مشن کی کامیابی کے لئے ضرورت ہے ..... عمران نے کہا اور خاور سمیت سب ساتھیوں نے اثبات میں سر بلادیئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

لارڈ ذکسن ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا بیٹھا تھا جبکہ ایک دوسری کرسی پر ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی بھی رسیوں سے بندھی ہوئی موجود تھی۔ یہ لڑکی اس کمرے میں نجانے کدھر سے آئی تھی جس کمرے کو پہلے تنور خالی دیکھ کر گیا تھا۔ لڑکی اپنے انداز سے سیکر ٹری دکھائی دیتی تھی۔ صدر جو یا اور تنور جب لارڈ ذکسن کو بے ہوش کر کے اس سے پوچھ پوچھ کرنے کے لئے اس کمرے تک چکنچھ تھے تو انہیں اندر سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تھی جبکہ تنور کے مطابق لارڈ ذکسن کے سوا اس پورے حصے میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا اور پھر تنور نے ہی اچانک کمرے میں داخل ہو کر ایکشن کیا تھا۔ وہ لڑکی سائیڈ دیوار کے قریب موجود تھی اور ایک الماری کھول کر اس کے خانے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جب تنور

لمحون بعد لارڈ ڈکسن کی آنکھیں کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے  
لاشوری طور پر انٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسمی سے بندھا  
ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کری رہ گیا تھا۔

”یہ سیہ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم تو گرین وڈ سپیشل پوائنٹ پر  
تھے۔ ..... لارڈ کسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے  
وہ صدر اور جو لیا کو پہچان چکا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ موگی بھی تمہارے قبضے میں آگئی۔ یہ کسی ممکن ہو گیا۔ یہ تو سیکورٹی آفس میں تھی۔ وہاں سے یہ باہر آہی نہیں سکتی تھی اور سیکورٹی آفس میں باہر سے کوئی آدمی داخل ہی نہیں ہو سکتا اور یہ یہاں تمہاری موجودگی نہ صرف چیک کر لیتی بلکہ تمہیں مخصوص آلات کے تحت ہلاک بھی کر سکتی تھی۔ پھر یہ اس حالت میں یہاں کسی پہنچ گئی۔ کیا مطلب۔ کیا تم جنات یا بدرو حصیں ہو۔“ لارڈ ڈکسن نے ہذیانی انداز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ اس کمرے کی الماری سے کوئی شراب اٹھانے آفی تھی۔“  
صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔ دیری بیٹا۔ اس کی یہ لاپرواہی ناقابل معاافی ہے۔ اسے  
لیکن موت کی سزادی جائے گی۔..... لارڈ ڈکسن نے احتہانی غصیلے  
لہجے میں کہا۔

”کون دے گا یہ سزا۔۔۔۔۔ صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں دوس گا اور کون دے گا۔ یہ لاپرواہی ہے اور یہ لاپرواہی

نے عقب سے اس پر حملہ کیا تھا اور دوسری ضرب پر ہی بغیر کوئی آواز نکالے وہ لڑکی ڈھیر ہو گئی تھی۔ الماری میں شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں اور شاید یہ لڑکی مخصوص شراب اس الماری سے نکلنے کے لئے آئی تھی۔ بہر حال رسی تلاش کر کے اس کی مدد سے لارڈ ڈکسن اور اس لڑکی کو علیحدہ علیحدہ کر سیوں پر باندھ دیا گیا جبکہ تنور کمرے سے باہر چلا گیا تاکہ کسی کی اچانک کسی بھی طرف سے آمد کو روکا جاسکے۔ جو لیسا ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

”پہلے اس لڑکی کو ہوش میں لا بایا جائے۔۔۔۔۔ صفر نے کہا۔

”نہیں۔ ہم اس وقت آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں۔ اس لئے وقت ضائع مت کرو۔ جو کچھ ہم نے معلوم کرنا ہے وہ لا رڈ ڈکسن ہی بتاسکے گا۔۔۔ جو لانے کما۔

”مس جو لیا۔ جو لڑکی اس حصے میں لارڈ کے ساتھ موجود ہو۔ وہ  
لامحالہ بہت کچھ جانتی ہو گی اور لارڈ کس شاید وہ کچھ نہ بتاسکے جو یہ  
لڑکی بتاسکتی ہے۔ ..... صفر نے کہا۔

”نہیں صفر رہ جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ وقت فائع مت  
کرو۔۔۔ جو لیا نے اس بار قدرے سرد لجئے میں کھا۔

”عمران۔ تم نے واقعی عمران کا نام لیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا تم پاکیشیائی ہو۔ کیا واقعی۔۔۔۔۔ لارڈ ڈکسن نے کہا۔

”حریت ہے۔ عمران کا نام تو شیطان سے بھی زیادہ مشہور ہے۔ جو لیا نے کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم کس عمران کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”پاکیشیائی ایجنت۔ جبے پوری دنیا میں سب سے خطرناک ایجنت سمجھا جاتا ہے۔۔۔۔۔ لارڈ ڈکسن نے جواب دیا۔

”ہاں۔ ہم اسی عمران کے ساتھی ہیں لیکن وہ ہمارے ساتھ نہیں آیا۔ وہ کسی اور مقام پر کسی اور کام میں مصروف ہے۔۔۔۔۔ صدر نے جواب دیا۔

”تم کیا چاہتے ہو۔ سنو کسی بھی لمحے تم پر خوفناک قیامت ٹوٹ سکتی ہے۔ میرا وعدہ کہ میں تمہیں زندہ یہاں سے واپس جانے دوں گا۔ مجھے چھوڑ دو۔۔۔۔۔ لارڈ ڈکسن نے کہا۔

”اوکے۔ اب واقعی عمران صاحب والا کام ہی کرنا پڑے گا۔“ صدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اندر ورنی جیب سے ایک تیز دھار خبر نکال لیا اور چند لمحوں بعد کمرہ لارڈ ڈکسن کے حلق سے نکلنے والی چینوں سے گونج اٹھا۔ لارڈ ڈکسن کے دونوں ننھنے کٹ چکے تھے اور وہ تکلیف کی شدت سے دائیں بائیں سرمار رہا تھا اور پھر جب صدر نے اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر ضرب لگائی تو اس کا پھرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا اور اس کا پورا جسم کا نہیں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ناقابل معافی ہے۔۔۔۔۔ لارڈ ڈکسن نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ ہم خود اسے سزا دے لیں گے۔ تم ہمیں یہ بتاؤ کہ سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا تو لارڈ ڈکسن بے اختیار چونک پڑا۔

”سارج۔ کون سارج۔ کس سارج کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔۔ لارڈ ڈکسن نے کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اگر ہم ریموت کنٹرول کڑوں میں جکڑے ہونے کے باوجود جیگر اور اس کے تین مسلح ساتھیوں کو کور کر کے یہاں پہنچ سکتے ہیں تو ہم تمہاری روح سے بھی تمام معلومات حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کے نیچے میں تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں گی۔۔۔۔۔ صدر کا لہجہ یلکھت سردا ہو گیا تھا۔

”تمہیں یہاں کے بارے میں کس نے بتایا ہے۔۔۔۔۔ لارڈ ڈکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جیگر نے۔ کیونکہ وہ تمہارا بادی گارڈرہ چکا تھا اور اسے اس خفیہ راستے کا علم تھا۔۔۔۔۔ صدر نے جواب دیا۔

”ہونہ۔ غلطی مجھ سے ہوتی۔ لیکن میرا کوئی تعلق سارج ہ جنسی سے نہیں ہے۔ میں نے وہاں پواتھ پر تم سے غلط بیانی کی تھی۔۔۔۔۔ لارڈ ڈکسن نے کہا۔

”صدر اس طرح وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس لئے عمران والا آپشن استعمال کرو۔۔۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

خوفناک تھیں کہ صفر اور جولیا دونوں کے محاورئاً نہیں بلکہ حقیقت  
رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔

”اسے ختم کر دو اور ہمارا سے نکلو۔ ہمیں جلد از جلد چیف سے  
رابطہ کر کے مزید احکامات لینے ہوں گے۔ یہ تو اہمی خطرناک  
منصوبہ سامنے آیا ہے۔ ..... جولیا نے کہا اور صفر نے اثبات میں سر  
ہلا دیا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسل بکال کر لارڈ ڈکسن کے  
سینے میں پے در پے کھنی گولیاں اتار دیں۔

”اب اس لڑکی کا کیا کرنا ہے۔ ..... صفر نے جولیا کی طرف  
دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس کو کھول دو۔ یہ جب ہوش میں آئے گی تو خود ہی اپنی جان  
بچالے گی۔ ..... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس طرح لارڈ ڈکسن کی موت کی خبر سارج کے اصل  
ہیڈ کو رٹنک پہنچ جائے گی۔ ..... صفر نے کہا۔

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آج نہیں تو کل پہنچ جائے گی۔ یہ  
لڑکی بے گناہ ہے اس لئے اسے اس حالت میں ہلاک کرنا زیادتی  
ہے۔ ..... جولیا نے کہا اور مذکر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی تو  
صفر نے آگے بڑھ کر بے ہوش لڑکی موگی کی رسیاں کھولیں اور پھر  
مذکر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ  
تینوں لارڈ ڈکسن ہاؤس کے اس خفیہ راستے سے باہر آچکے تھے۔

”ہمیں جلد از جلد اس شہر بلکہ اس ریاست سے بھی باہر جانا ہو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لگا۔ ”کہاں ہے سارج کا ہیڈ کوارٹر۔ بولو۔ ..... صفر نے سرد لمحے  
میں کہا اور پھر جس طرح ٹیپ ریکارڈر بولتا ہے اسی طرح لارڈ ڈکسن  
نے بھی لا شوری طور پر سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔ اس نے جو کچھ  
بتایا اس سے صفر اور جولیا دونوں حیران رہ گئے۔ لارڈ ڈکسن نے  
بتایا تھا کہ کار سانا میں واقعی نقلی ہیڈ کوارٹر ہے لیکن اس کی چینگ  
سیٹلائز پوائنٹس سے کی جاتی ہے اور جب کسی بھی چیف کو کوئی  
برداشت بھجوانا ہو تو وہ عارضی طور پر وہاں پہنچ کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ  
یہی سارج کا ہیڈ کوارٹر ہے جبکہ سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر اطالیہ کے  
شمالی پہاڑی علاقے میرانا میں ہے۔ جبے اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے  
کہ سوانئے چیفس کے اور کوئی اسے نہیں جانتا اور اس کے ساتھ  
ساتھ لارڈ ڈکسن نے انہیں یہ بھی بتایا کہ وہ فل چیف نہیں ہے بلکہ  
وہ بھی نمبر ثو ہے۔ اصل چیفس میرانا کے ہیڈ کوارٹر میں ہی ہیں اور  
وہ وہیں رہتے ہیں اور پوری دنیا میں سارج کو کنٹرول کرتے ہیں۔  
باتی جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے وہ ڈمی ہے لارڈ انھونی سیست۔ اور ابھی  
سارج پوری دنیا میں یہودیوں کے ناقابل شکست قبضے کی منصوبہ  
بندی کر رہی ہے۔ جلد ہی اس کے اقدامات سے پوری دنیا پر سارج  
کے تحت یہودیوں کا قبضہ ہو جائے گا اور پھر تمام دنیا کے مسلمانوں  
کو مکمل طور پر تباہ و بر باد کرنے کے اس منصوبے کا آغاز کیا جائے  
گا۔ اس منصوبے کی جو تفصیلات لارڈ ڈکسن نے بتائیں وہ اس قدر

عمران اپنے ساتھیوں سمیت تالا شہر کی بیرونی دیوار کے پاس جیپ کے اندر موجود تھا جبکہ ہاشم اس سے مخصوص ٹرانسپریٹ لے کر تالا گیا ہوا تھا تاکہ لیبارٹری کے بارے میں اور اس عمارت کے بارے میں جس میں سارچ کا سیکشن موجود تھا تازہ ترین معلومات مہیا کر سکے۔ اسے گئے ہوئے اڑھائی گھنٹے گزر چکے تھے اور اب صح ہونے کے قریب تھی کیونکہ وہ پچھلی رات تالا کی حدود میں پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

"عمران صاحب۔ ہمیں یہاں یوں اکٹھے نہیں رہنا چاہئے۔"  
صدیقی نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہاشم کی وجہ سے ہم پر حملہ بھی ہو سکتا ہے۔" عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"..... صدیقی نے جواب دیا۔  
"گھبراو نہیں۔ تم اب چیف ہو اور چیف کی سب سے اہم

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

گا۔"..... صدر نے کہا۔

"ہمارے پاس کاغذات موجود ہیں۔ کیوں نہ ہم یہاں سے کسی فلاںٹ کے ذریعے اس ریاست سے باہر چلے جائیں تاکہ وہاں اطمینان سے چیف سے مزید ہدایات لے کر ان کے مطابق کام سرانجام دے سکیں۔"..... تنور نے کہا اور پھر جو لیا نے بھی تنور کی بات کی تائید کر دی اور صدر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ انہیں بہر حال اطمینان تھا کہ وہ سارچ کا اصل ہیڈ کو ارٹریس کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

خصوصیت انسان شناسی ہوتی ہے۔ تمہیں انسانوں کو پہچانتے کافن آنا چاہئے بہاشم غلط آدمی نہیں ہے اور پھر وہ جس تنظیم سے وابستہ ہے اس تنظیم سے وابستہ افراد پکڑے جانے کی صورت میں خود کشی تو کر سکتے ہیں لیکن معلومات مہیا نہیں کر سکتے۔ سہاں جیپ میں اگر تم میرا نام نہ لیتے تو تمہیں اس کا تجربہ بھی ہو جاتا کہ ہاشم اپنی جان تو دے دیتا لیکن وہ ریڈ بریگیڈ کا نام اپنے منہ سے کبھی نہ نکالتا۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے اشبات میں سرہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ عمران کی جیب سے فی ایس ٹرانسپیر کی مخصوص سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران سہیت سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے تیزی سے جیب سے ٹرانسپیر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

”اتچ کالنگ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے ہاشم کی آواز سنائی دی۔

”کھل کر بات کرو۔ یہ اہتمامی محفوظ ٹرانسپیر ہے۔ علی عمران اسندنگ یو۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ٹوائے فیکٹری کے گرد اور فرنٹ کی طرف سامنے موجود دو عمارتوں میں باقاعدہ بھاری مشین گنوں سہیت گارڈز موجود ہیں۔ ٹوائے فیکٹری تا اطلاع ثانی بند کر دی گئی ہے اور اس کے بند پھانک کے باہر باقاعدہ بورڈ لگا دیا گیا ہے۔ البتہ میں نے اس کی عقبی طرف سے ایک خفیہ راستہ معلوم کر لیا ہے۔ اس راستے

ہم خاموشی سے ٹوائے فیکٹری کے اندر تک پہنچ سکتے ہیں۔ پھر اس سے آگے کارروائی خود کرنا پڑے گی۔ اور۔۔۔ ہاشم نے کہا۔

”لکیے معلوم ہوا ہے۔ اور۔۔۔ عمران کے لمحے میں حقیقتی حریت تھی۔

”میرا ایک دوست اس فیکٹری کے استور روم میں کام کرتا ہے۔ مجھے پہلے سے معلوم تھا۔ میں نے اسے ٹریس کیا تو وہ اپنے گھر میں موجود تھا۔ اس کی بیوی خاصی بیمار ہے اور اس کے پاس علاج کے لئے اتنا سرمایہ نہیں ہے جتنا اس کے علاج کے لئے چاہئے کیونکہ اس کی بیوی کا علاج ایکریمیا کے ایک بڑے ہسپتال سے ہی ہو سکتا ہے۔ بہر حال ایک لاکھ ڈالر کے عوض اس نے یہ راستہ نہ صرف بتا دیا بلکہ ہمیں ساتھ لے جانے کا وعدہ بھی کر لیا ہے۔ عقبی طرف چونکہ بلند سی ٹھوس دیوار ہے اور سڑک ہے۔ اس لئے اس طرف کوئی نگرانی نہیں ہے۔ ہم آسانی سے اس خفیہ راستے سے اندر جا سکتے ہیں۔ اور۔۔۔ ہاشم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ایک لاکھ ڈالر کا گارینٹی چکیں تو مل سکتا ہے لیکن نقد نہیں مل سکتے۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں ابھی اپنے دوست مارٹن سے معلوم کر کے بتاتا ہوں۔ اور اینڈ آئ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹرانسپیر آف کر دیا۔

”یہ آدمی ہاشم تو بے حد ہو شیار ثابت ہو رہا ہے عمران صاحب۔۔۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

صدیقی نے کہا۔

"ہاں"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر کال آنا شروع ہو گئی۔

"ہاشم کالنگ۔ اور"..... ٹرانسیسٹر آن ہوتے ہی ہاشم کی آواز سنائی دی۔

"یہ علی عمران کالنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"مارٹن مان گیا ہے۔ اسے واقعی رقم کی بے حد اور اشد ضرورت ہے۔ اور"..... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اس سارج کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"اس بارے میں بھی میں نے کھوج لگایا ہے میہاں تالا میں ریڈ بریگیڈ کا ایک آدمی موجود ہے۔ جو ویسے تو ایک کلب میں سپروائزر ہے لیکن وہ تالا اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کے بارے میں ریڈ بریگیڈ کو ضروری معلومات مہیا کرتا ہے۔ اس کا نام افضل ہے۔ وہ بے حد ہوشیار اور تیز آدمی ہے۔ میں آپ سے جدا ہو کر سب سے پہلے کلب جا کر اس سے ملا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ میہاں آرکن روڈ پر ایک کافی بڑی عمارت ہے۔ اس عمارت میں گذشتہ ڈیڑھ دو ماہ سے اجنبی افراد آکر رہے ہیں۔ ان کے پاس ایک ہیلی کا پڑبھی ہے۔ یہ اجنبی لوگ پورے تالا میں گھومتے رہتے ہیں۔ ان کا انداز ایسا ہوتا

ہے جیسے وہ کسی خاص آدمی یا گروپ کو تلاش کر رہے ہوں۔ افضل نے اپنے طور پر جو معلومات جاصل کی ہیں ان کے مطابق ان لوگوں کا تعلق کسی بین الاقوامی تنظیم سے ہے اور ان کے انچارج کا نام کرنل اسمٹھ ہے۔ ان کی کل تعداد بیس ہے۔ ان میں سے بارہ افراد شہر میں گھومتے رہتے ہیں جبکہ کرنل اسمٹھ کے ساتھ آٹھ افراد مستقل طور پر عمارت میں ہی رہتے ہیں۔ لیکن بقول افضل اس عمارت کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ایک پھانک ہے جہاں پر مسلح پہریدار چوبیں گھنٹے پہرہ دیتے رہتے ہیں۔ اور"..... ہاشم نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم مارٹن کو لے کر میرے پاس پہنچو۔ پھر آگے کی پلانگ کریں گے۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ اور اینڈ آل"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسیسٹر آف کر دیا۔

"آپ لیبارٹری پر کام کریں۔ ہم سارج کے خلاف کام کریں گے"..... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ کام مل کر ہی ہو گا لیکن پہلے اس لیبارٹری پر کام ہو گا کیونکہ ہمارا اصل مشن یہی ہے۔ سارج کے خلاف جو یا اور اس کے ساتھی کام کر رہے ہیں البتہ لیبارٹری پر کام مکمل ہونے کے بعد ہم اس عمارت پر ریڈ کریں گے تاکہ وہاں سے ہیلی کا پڑھاصل کر کے والپس قاصر اور قاصر سے عاکیہ پہنچ کر اسرائیل سے باہر نکل جائیں۔"

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کیا..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

تو ائے فیکٹری کے سامنے جس عمارت میں مسلح افراد نگرانی پر موجود ہیں۔ اس عمارت پر قبضہ کر لیا جائے۔ پھر لیبارٹری پر ریڈ کیا جائے تاکہ اگر سارج کے افراد وہاں آئیں تو انہیں آسانی سے کور کیا جاسکے۔ پھر لیبارٹری کے بعد اس عمارت پر میراں فائر کرنے جائیں اور سے کمل طور پر تباہ کر دیا جائے۔..... خاور نے کہا۔

”نہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ نحیک ہے ہمیں پہلے سارج پر حملہ کرنا ہے تاکہ ہمارا عقب محفوظ رہے۔ لیکن کھلا حملہ لا محالہ اس کی اطلاع کرنے والیوں تک پہنچ جائے گی اور وہ آکر تھالا میں اودھم برپا کر دے گا۔ پھر ہمارے لئے لیبارٹری پر ریڈ کرنا ناممکن ہو جائے گا۔..... عمران نے کہا۔

”اسی لئے تو میں نے دو گروپوں کی بات کی ہے۔..... صدیقی نے کہا۔ ”نهیں۔ ایسے موقعوں پر طاقت کو تقسیم نہیں ہونا چاہئے۔ ویسے بھی ان حالات میں ہمارا ایک دوسرے سے ملنا ناممکن ہو جائے گا اور ہم یہیں پھنس کر رہ جائیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”تو پھر ایسا ہے کہ دو گروپ بنالئے جائیں۔ ایک گروپ

لیبارٹری کے اندر کارروائی کرے اور دوسرا باہر کی نگرانی کرے تاکہ ہمیں محدود کیا جاسکے۔..... صدیقی نے کہا۔

”میری ایک تجویز ہے عمران صاحب۔..... خاموش بیٹھے ہوئے خاور نے اچانک کہا۔

عمران نے کہا۔

”لیکن لیبارٹری میں یقیناً انہوں نے ایسے آلات لگارکھے ہوں گے کہ وہاں ریڈ ہوتے ہیں سارج کو اطلاع مل جائے گی اور پھر وہ ہمیں باہر سے چاروں طرف سے گھیر لیں گے۔ پھر ہمارے پاس واپس چانے کا راستہ بھی نہیں رہے گا۔..... اس بار نعمانی نے کہا۔

”اوہ۔ واقعی تمہاری بات درست ہے نعمانی۔ اس پہلو پر تو میرا خیال ہی نہیں گیا تھا لیکن اگر ہم نے پہلے سارج پر حملہ کر دیا تو لا محالہ اس کی اطلاع کرنے والیوں تک پہنچ جائے گی اور وہ آکر تھالا میں اودھم برپا کر دے گا۔ پھر ہمارے لئے لیبارٹری پر ریڈ کرنا ناممکن ہو جائے گا۔..... عمران نے کہا۔

”اسی لئے تو میں نے دو گروپوں کی بات کی ہے۔..... صدیقی

”نهیں۔ ایسے موقعوں پر طاقت کو تقسیم نہیں ہونا چاہئے۔ ویسے بھی ان حالات میں ہمارا ایک دوسرے سے ملنا ناممکن ہو جائے گا اور ہم یہیں پھنس کر رہ جائیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”تو پھر ایسا ہے کہ دو گروپ بنالئے جائیں۔ ایک گروپ لیبارٹری کے اندر کارروائی کرے اور دوسرا باہر کی نگرانی کرے تاکہ ہمیں محدود کیا جاسکے۔..... صدیقی نے کہا۔

”میری ایک تجویز ہے عمران صاحب۔..... خاموش بیٹھے ہوئے خاور نے اچانک کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جائے گا۔۔۔ عمران نے کہا۔

اوہ۔۔۔ نہیں جتاب۔۔۔ میں مارٹن کو بڑے طویل عرصہ سے جانتا ہوں۔۔۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ ہاشم نے کہا۔ مجھے واقعی اپنی بیوی کے علاج کے لئے بھاری رقم کی ضرورت تھی اور میں نے آپ کی رہنمائی لیبارٹری کی طرف نہیں کرنی بلکہ صرف ٹوائے فیکٹری کے سٹور روم تک کرنی ہے اور بس۔۔۔ مارٹن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہاشم۔۔۔ تم اسے چھوڑ کر واپس آؤ۔۔۔ پھر آگے بات ہو گی۔۔۔ عمران نے کہا۔

اوکے۔۔۔ آدمارٹن۔۔۔ ہاشم نے کہا اور پھر مارٹن کو ساتھ لے کر وہ واپس دیوار میں بننے ہوئے اس خلا کی طرف بڑھ گیا۔ جو صورت حال سامنے آئی ہے اس کے مطابق لیبارٹری کے اندر کارروائی کرنا انتہائی آسان ہو گیا ہے۔۔۔ اس لئے ہم پہلے لیبارٹری میں کارروائی کریں گے۔۔۔ میرے ساتھ خاور اور چوبہان جائیں گے جبکہ صدیقی اور نعمانی دونوں جیپ سیست قربی کسی پارکنگ میں رہیں گے اور خطرے کی صورت میں نہ صرف اس خطرے کا مقابلہ کریں گے بلکہ ایس ٹرانسیسٹر کے ذریعے ہمیں بھی اطلاع دیں گے اور ہاشم بھی تمہارے ساتھ رہے گا۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن لمحے میں کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لارڈ انتحونی ناراک میں اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی نجاحی اور لارڈ انتحونی نے رسیور اٹھایا۔۔۔  
”میں۔۔۔ لارڈ انتحونی نے رسیور اٹھاتے ہی سرد لمحے میں کہا۔۔۔“  
”جباب۔۔۔ البا میں سے راڈر کی کال ہے۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔۔۔ لمحہ بے حد مود باش تھی۔۔۔  
”البا میں سے راڈر کی کال۔۔۔ کراو بات۔۔۔“۔۔۔ لارڈ انتحونی نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ البا میں تو لارڈ کسن کی رہائش تھی اور اس سے بات چیت بھی لارڈ کسن ہی کرتا تھا جبکہ راڈر ک اس کا اسٹینٹ تھا۔۔۔ اس لئے لارڈ کسن کی بجائے راڈر ک کی کال کا سن کر لارڈ انتحونی حیران ہو رہا تھا۔۔۔

چھیف باس۔ میں الباما سے راڈرک بول رہا ہوں۔..... چند  
نحوں بعد ایک مودبانہ نیکن منمناتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

لارڈ ڈکسن کہاں ہے۔ اس کی بجائے تم نے کیوں کال کی  
ہے۔..... لارڈ انٹھونی نے عزاتے ہوئے لجھے میں کہا۔

لارڈ ڈکسن کو ان کے ہاؤس کے سپیشل ایریا میں ہلاک کر دیا  
گیا ہے جتاب۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ انٹھونی کو یوں  
محسوس ہوا جیسے راڈرک نے بات کرنے کی بجائے اس کے سر پر لٹھ  
مار دیا ہو۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا تم نشے میں ہو  
نا نسنس۔..... یہ خبر ایسی تھی کہ لارڈ انٹھونی اپنی حیثیت کو بھول کر  
عقل کے بل چھنپڑا تھا۔

میں درست کہہ رہا ہوں جتاب۔ اسی لئے تو میں نے فون کیا  
ہے۔..... دوسری طرف سے راڈرک نے قدرے ہے ہوئے لجھے  
میں کہا۔

ویری بیڈ۔ یہ سب کیسے ہوا اور کس نے کیا ہے۔..... لارڈ  
انٹھونی نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا کیونکہ  
لارڈ ڈکسن پارٹ فور کا چھیف تھا اور اس کی موت کی خبر واقعی اس  
کے لئے اہتمامی شاکنگ تھی۔

سر۔ کارسانا میں ہیڈ کوارٹر کی طرف جاتے ہوئے ایک جیپ کو  
سینٹلائز پواتسٹ کے ذریعے چھیک کیا گیا۔ اس کی اطلاع مجھے دی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

گئی تو میں نے یہ اطلاع لارڈ صاحب کو دے دی۔ لارڈ صاحب نے  
خود براہ راست سینٹلائز پواتسٹ ہولڈر سے بات کی اور پھر جیپ  
میں موجود افراد کو بے ہوش کر کے کارسانا میں خصوصی پواتسٹ پر  
پہنچانے کے احکامات دیئے۔ ان کے مطابق یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ  
سروس سے متعلق تھے۔ یہ ایک عورت اور دو مرد تھے۔ عورت  
قدرتے زخمی محسوس ہوتی تھی۔ بہر حال لارڈ صاحب کے حکم کی تعمیل  
کر دی گئی تو لارڈ صاحب نے مجھے حکم دیا کہ میں خصوصی ہیلی کا پڑ  
کارسانا بھجوا کر ان تینوں کو الباما لے آؤں اور گرین وڈ میں ان کے  
سپیشل پواتسٹ پر پہنچا کر انہیں اطلاع دوں۔ چنانچہ ان کے حکم کی  
فوری تعمیل کی گئی اور ان تینوں کو بے ہوشی کے عالم میں کارسانا  
سے الباما لے آیا گیا اور گرین وڈ سٹی میں اس پواتسٹ پر پہنچا دیا گیا  
جس کا حکم لارڈ صاحب نے دیا تھا۔ اس پواتسٹ کا انچارج جیگر تھا جو  
بے حد با اعتماد اور تیز آدمی تھا۔ اس کے ساتھ تین اور آدمی بھی اس  
پواتسٹ پر رہتے تھے۔ لارڈ صاحب کو اطلاع دی گئی تو وہ خود کار میں  
بیٹھ کر گرین وڈ سٹی اس پواتسٹ پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد کی کارروائی  
کی لارڈ صاحب کی پرنسنل سیکرٹری موگی نے مجھے رپورٹ دی کہ لارڈ  
صاحب جیگر کو انہیں ہلاک کرنے اور ان کی لاشیں بر قی بھٹی میں  
ال کر راکھ کر دینے کا حکم دے کر واپس آگئے۔ یہ تینوں ریکوٹ  
لنٹرول کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے اور کسی صورت بھی وہ کڑے  
نہ کھوں سکتے تھے۔ پھر سیکرٹری موگی نے ابھی ابھی مجھے اطلاع دی

ہے کہ وہ لارڈ صاحب کے ساتھ ان کے ہاؤس کے سپیشل ایریا میں موجود تھی کہ اچانک اس کے سر پر ضرب لگی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ مینگ ہال کی ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ساتھ والی کرسی پر لارڈ صاحب کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ لارڈ صاحب کو رسی کی مدد سے کرسی کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ ان کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے تھے جبکہ موگی کو بھی شاید پہلے رسی سے باندھا گیا تھا لیکن پھر رسی کھول دی گئی تھی کیونکہ رسی اس کی کرسی کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ موگی نے اٹھ کر سپیشل ایریا کو چھیک کیا تو اسے مخصوص آلات کی وجہ سے علم ہو گیا کہ خفیہ راستے سے تین افراد جن میں ایک عورت اور دو مرد تھے اندر داخل ہوئے اور یہ واردات کر کے واپس چلے گئے۔ موگی نے فوراً مجھے کال کیا۔ میں نے فوری طور پر گرین وڈ سپیشل پولیس اسٹاف کیا تو وہاں جیگر اور اس کے تینوں ساتھیوں کی لاشیں موجود تھیں اور جیگر کے بھی بالکل اسی انداز میں دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے تھے جس طرح لارڈ صاحب کے کٹے گئے تھے۔ ولیے پولیس پر اور لارڈ ڈکن کے سپیشل ایریا میں کسی چیز کو نہیں چھیڑا گیا۔ میں نے موگی سے ان افراد کی تصویریں حاصل کیں اور پھر چینگ کی توپتہ چلا کہ یہ تینوں افراد چارٹرڈ طیارے کے ذریعے رامسوگئے ہیں اور پھر رامسوگے ایک اور چارٹرڈ طیارے سے دنگن چلے گئے ہیں۔ رادرک نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

” یہ نتھنے کاٹنے والی واردات تو بتاتی ہے کہ یہ کارروائی ان لوگوں کی ہے جنہیں کارسانا سے اٹھایا گیا تھا۔ ..... لارڈ انthoni نے کہا۔

” یہ سر دیسے یہ پاکیشیانی ایجنت عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ نتھنے کاٹ کر لاشوری طور پر معلومات حاصل کر لیتا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ تمام کارروائی پاکیشیانی سمجھنوں کی ہے۔ ..... رادرک نے جواب دیا۔

” لارڈ ڈکن کو کیا ضرورت تھی انہیں کارسانا سے البا مالے جانے کی۔ انہیں وہیں کارسانا میں ہی گولی مار دینی چاہئے تھی۔ ..... لارڈ انthoni نے کہا۔

” یہ سر۔ ..... رادرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” تمام معاملات کو تم خود کنٹرول کرو۔ جب تک ہیڈ کوارٹر سے تمہیں مزید احکامات نہ مل جائیں۔ ..... لارڈ انthoni نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر چل دیا۔ لیکن دوسرے لمبے ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔

” پاکیشیانی ایجنت تو اسرا عیل میں کام کر رہے تھے۔ وہ کارسانا اور البا مالے سے پہنچ گئے۔ ..... لارڈ انthoni نے چونک کر کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پر لیں کر دیا۔

” یہ سر۔ ..... دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔

” کرنل اسمتحہ سے بات کراؤ۔ فوراً۔ ..... لارڈ انthoni نے کہا اور

ایک بار پھر رسیور کہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بھی تو لارڈ انھونی نے رسیور اٹھایا۔

"لیں"..... لارڈ انھونی نے کہا۔  
کرنل اسمتحہ فون پر ہیں جتاب۔..... دوسری طرف موڈبائے لججے میں کہا گیا۔

"کراوہ بات"..... لارڈ انھونی نے انتہائی فاخرانہ لججے میں کہا۔  
چھیف باس۔ میں کرنل اسمتحہ بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد

ایک اور موڈبائے آواز سنائی دی۔

کرنل اسمتحہ تمہاری طرف سے رپورٹ ملی تھی کہ پاکیشیانی ایجنت اسرائیل میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر کیا ہوا۔ تم نے مزید کوئی رپورٹ ہی نہیں دی۔..... لارڈ انھونی نے تیز اور تحکماں لججے میں کہا۔

"یہ سری یہ لوگ جن کی تعداد پانچ تھی۔ صحرائے سینا کے شہر عاکیہ سے اسرائیل کے سرحدی شہر قاصر میں داخل ہوئے۔ پھر یہ قاصر سے شتران اور شتران سے باہن آنے کے لئے ایک قدیم اور متذکر سڑک پر روانہ ہو گئے۔ میں نے ان کے خاتمہ کے لئے باہن میں پلٹنگ کر لی لیکن یہ لوگ باہن نہ پہنچ تو میں نے چینگ کرائی تو مجھے اطلاع ملی کہ یہ لوگ شتران سے پہلے آنے والے نخلستان یمور تک پہنچے تھے لیکن اس کے بعد ان کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ میں نے یمور کے سردار سے معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ یہ لوگ اس

سے فانتو پیٹرول لے کر خوفناک صحرائیں سے گزر کر تماں کے لئے روانہ ہوئے ہیں اور یہ صحرائیسا ہے کہ اسے کسی صورت بھی کراس نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس اطلاع پر میں نے ہیلی کاپڑ کی مدد سے صحراء کو چھیک کرایا۔ لیکن صحرائیں نہ ان کا کہیں وجود ہے اور نہ ہی ان کی جیپ کا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ صحرائیں کہیں بھٹک کر ہلاک ہو گئے ہیں اور طوفانی ہوا کی وجہ سے ان کی لاشیں جیپ سمیت ریست میں دفن ہو چکی ہیں۔..... کرنل اسمتحہ نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کب یہ چینگ کرائی ہے"..... لارڈ انھونی نے پوچھا۔  
"ابھی تھوڑی دیر پہلے ہیلی کاپڑ چھیک کر کے واپس آیا ہے جتاب"..... کرنل اسمتحہ نے جواب دیا۔

"لیکن یہ اتنی آسانی سے مرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ اس لئے تم ان کی مزید چینگ کراؤ"..... لارڈ انھونی نے کہا۔

"یہ سر"..... کرنل اسمتحہ نے جواب دیا۔

"لیبارٹری کی طرف سے تو کوئی رپورٹ نہیں ملی تھیں"۔ لارڈ انھونی نے پوچھا۔

"لیبارٹری کے سامنے عمارت میں میرے آدمی موجود ہیں جتاب اور لیبارٹری سے بھی کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ وہاں سب اوکے ہے"..... کرنل اسمتحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی ہوشیار رہنا۔ اوکے"..... لارڈ انھونی نے کہا اور رسیور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

رکھ دیا۔ اب اس کے پھرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ البتہ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کال کر کے انہیں لارڈ ڈکسن کی خبر دے دے تاکہ اس سلسلے میں میٹنگ کال کر کے لارڈ ڈکسن کی جگہ کسی کو تعینات کیا جاسکے۔ ویسے اس کے ساتھ ساتھ اب وہ سوچ رہا تھا کہ میٹنگ میں وہ پاکیشیا سیکریٹ سروس کے خاتمے کے لئے بھرپور وار کرنے کی تجویز بھی رکھے گا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کرنل ڈیوڈ اہتمائی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹھیل رہا تھا۔ میجر گراز جب سے شتران گیا تھا اس کے بعد اس کی کال نہ آئی تھی حالانکہ میجر گراز کو شتران پہنچے ہوئے بھی کمی گھنٹے گزر چکے تھے۔ کمی بار اس کا دل چاہا کہ وہ میجر گراز کو کال کرے لیکن پھر وہ یہ سوچ کر خاموش ہو جاتا کہ اس کا اپنے اسٹینٹ کو خود فون کرنا اس کے سٹیٹس کے خلاف ہے۔ کرنل ڈیوڈ ایسی باتوں کا خاص خیال رکھا کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود بار بار دل چاہنے کے اس نے میجر گراز کو خود فون نہیں کیا تھا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی بے چینی بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ جس وقت میجر گراز شتران گیا تھا تو اس وقت شام تھی اور اب ساری رات تقریباً گزر چکی تھی جبکہ قاصر سے شتران تک کافاصلہ اس کے خیال کے مطابق صرف چند گھنٹوں کا ہی تھا۔ لیکن پھر وہ یہ سوچ کر بھی خاموش ہو جاتا کہ شاید

چند لمحوں تک تو کرنل ڈیوڈ کو سمجھ ہی نہ آئی کہ میجر گراز کیا کہہ رہا  
ہے۔

”غائب ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا وہ جن تھے، بہوت تھے۔ کیا  
مطلب ہے تمہارا۔ غائب ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے ایک بار  
پھر تیز اور غصیلے لمحے میں کہا۔

”چیف۔ ہم نے ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ سڑک سے گزرنے  
والی کوئی بھی جیپ کسی بھی صورت ہماری نگاہوں سے نہیں چھپ  
سکتی تھی لیکن مسلسل چینگ اور انتظار کے باوجود ہماری مطلوبہ  
جیپ تو ایک طرف سرے سے کوئی جیپ ہی نہیں گزرا تو ہم بے  
حد پر لیشان ہو گئے۔ ہم نے یہی سمجھا کہ ان لوگوں نے اس متروک  
رستے پر رات کے وقت سفر کرنے کی بجائے راستے میں کہیں پڑا اور کر  
لیا ہے۔ لیکن پھر اچانک صح کے وقت تالاکی طرف سے ایک ہیلی  
پرونوکوں کا تقاضہ ہے جتاب کہ اعلیٰ افسروں کو روپورٹ حتیٰ دی  
گیا۔ ہم نے زیادہ خیال نہیں کیا۔ پھر صح کے قریب واپس وہ ہیلی  
کا پڑا تالاکی طرف جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک  
ڈرائیور کا ہمارے آلات نے کچ کر لی اور اس کاں کے ذریعے ہمیں  
معلوم ہوا کہ اس ہیلی کا پڑا کا تعلق سارچ ہجنسی سے ہے۔ پانک  
کیپشن جیکب کسی کرنل اسمنٹھ سے بات کر رہا تھا اور اس ہیلی کا پڑا  
کو بھی پاکیشائی ہجنسوں کی تلاش تھی۔ کاں کے ذریعے کرنل اسمنٹھ  
کو بتایا گیا کہ انہوں نے سڑک کے ذریعے قاصر تک چینگ کی لیکن

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران اور اس کے ساتھیوں نے رات کو سفر کرنے کی بجائے راستے  
میں کہیں پڑا اور کر لیا ہو گا۔ اسی بے چینی اور کاں کے انتظار میں وہ سو  
بھی نہ سکا تھا اور اب اسے بے چینی کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آنے لگ  
گیا تھا اور پھر اچانک فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر  
رسیور انٹھا لیا۔

”..... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لمحے میں کہا۔  
”میجر گراز بول رہا ہوں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے میجر گراز  
کی مودہ بانہ آواز سنائی دی۔

”تم اب بول رہے ہو۔ ساری رات گورگئی اور تم نہیں بول سکتے۔  
کیوں۔۔۔ بولو جواب دو۔ کیوں نہیں بولے۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ  
کھانے والے لمحے میں کہا۔

”سر۔۔۔ مشن کا کچھ نیجہ نکلتا تو میں آپ کو کاں کرتا۔ کیونکہ یہ بھی  
پرونوکوں کا تقاضہ ہے جتاب کہ اعلیٰ افسروں کو روپورٹ حتیٰ دی  
جائے سر۔۔۔ دوسری طرف سے میجر گراز نے خوشامدانہ لمحے میں کہا  
تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر چھائی ہوئی تھتی اور اس کے چہرے کے  
اعصاب کی کشیدگی میجر گراز کے اس جواب سے نرمی میں تبدیل  
ہونے لگ گئی۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ بولو کیا ہوا ہے۔۔۔ مارے گئے یہ شیطان۔۔۔ کرنل  
ڈیوڈ نے اس بار نرم سے لمحے میں کہا۔

”وہ غائب ہو گئے ہیں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو

ویری بیڈ۔..... کرنل ڈیوڈ نے خود کلامی کے انداز میں چیخ کر کہا۔  
”لیکن وہ تالا نہیں پہنچے چیف۔..... میجر گراز نے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم نے پورے تالا شہر کو چھک کیا  
ہے نانسنس۔..... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

”نہیں بس۔ اگر وہ تالا پہنچتے تو لامحالہ کرنل اسمٹھ کے آدمی  
اسے اطلاع دے چکے ہوتے۔ ہمیں تو آپ نے خود منع کیا تھا کہ ہم  
نے تالا میں داخل نہیں ہونا۔..... میجر گراز نے موڈبائی لجے میں  
کہا۔

”ہاں۔ تالا میں ناسک سارج ہجنٹی کو دیا گیا ہے جبکہ ہم نے  
ان شیطانوں کو تالا پہنچنے سے پہلے ہلاک کرنا ہے لیکن اب کیا کیا  
جائے۔..... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسے سمجھ  
نہیں آرہی تھی کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔

”اب جیسے آپ کا حکم ہو چیف۔..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد  
میجر گراز نے کہا۔

”اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم نے تالا میں کارروائی کی تو  
حکومت ہمارے لگے پڑ جائے گی اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ  
شیطان اس سارج یا کرنل اسمٹھ کے بس کاروگ نہیں ہیں۔ سے کرنل  
ڈیوڈ نے تیر لجے میں کہا۔

”چیف۔ اگر آپ خود تالا میں کوئی کارروائی کریں تب ہی یہ  
پاکیشیائی ایجنت ختم ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ کیونکہ آپ جیسی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پاکیشیائی ایجنتوں کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ جب کوئی جیپ سفر کرتی  
ہوئی نظر نہ آئی تو انہوں نے واپسی پر شتران سے پہلے آنے والے ایک  
نخلستان لیمور میں ہیلی کا پڑا تارا اور وہاں پوچھ گچھ کی تو نخلستان کے  
سردار عتبہ نے انہیں بتایا کہ رات کے پہلے پھر ایک بڑی جیپ قاصر  
کی طرف سے لیمور نخلستان آئی تھی اس میں پانچ افراد سوار تھے۔  
انہوں نے سردار عتبہ کو بھاری رقم دے کر اس سے پڑوں کے فالتو  
کین اور پانی کے کین خریدے اور پھر یہ جیپ واپس سڑک پر جانے  
کی بجائے اس خوفناک صحراء میں چلی گئی جو قاصر سے تالا کے درمیان  
ہے اور ناقابل عبور ہے۔ کیونکہ نہ ہی اس صحراء میں کہیں کوئی  
نخلستان ہے نہ پانی۔ سردار عتبہ کے بقول اس کے پوچھنے پر جیپ  
والوں نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس صحراء میں ایک سائنسی تجربہ کرنے  
جاری ہے ہیں اور ابھی ایک دو گھنٹے بعد واپس آجائیں گے لیکن پھر ان  
کی واپسی نہیں ہوئی۔ پھر ہیلی کا پڑنے لیمور نخلستان سے تالا تک  
پھیلے ہوئے اس پورے صحراء کو چھان مارا لیکن نہ ہی انہیں کوئی  
جیپ نظر آئی اور نہ ہی کوئی انسان۔ ہیلی کا پڑ پائک کے مطابق یقیناً  
جیپ اور افراد صحرائی طوفان کی نذر ہو گئے ہیں اور ان کی لاشیں  
جیپ سمیت ریت میں دفن ہو چکی ہیں۔..... میجر گراز نے تفصیل  
 بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ یہ شیطان اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں ہیں۔ اوہ۔  
ویری بیڈ۔ تو انہوں نے یہی راستہ اختیار کیا تالا پہنچنے کے لئے۔

فہانت کرنل اسکتھ تو کیا کسی کے پاس نہیں ہے۔ میجر گراز نے کہا۔

”ہاں۔ تھیک ہے۔ میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں۔ پھر دیکھتے ہیں۔ تم وہیں رہو۔ میں تمہیں دوبارہ احکامات دوں گا۔“  
کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کال کے دوران ہی وہ اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”اب صدر صاحب سے کسیے بات کی جائے۔ اس وقت تو ویسے بھی وہ نہیں ملیں گے۔“..... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔  
”اوہ۔ اوہ مجھے کم از کم اس لیبارٹری کا خیال رکھنا ہو گا۔ یہ میرا قومی فریضہ ہے۔“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔  
”میجر گراز بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے میجر گراز کی آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو۔“..... کرنل ڈیوڈ نے اپنے ماتحت کو فون کرتے ہوئے بھی اپنے نام کے ساتھ پورا عہدہ دوہرایا۔

”لیں چیف۔ حکم۔“..... میجر گراز کی آواز لکھتے ہے حد مود باشہ ہو گئی۔

”تمہیں معلوم ہے کہ تمالا میں سانسی لیبارٹری کہاں ہے۔“  
کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”لیں سر۔ ساؤ تھر روڈ پر ٹوانے فیکٹری کے نیچے ہے چیف۔“ میجر گراز نے جواب دیا۔

”تم اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر وہاں چکنچو۔ لیکن تم نے وہاں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ صرف نگرانی کرنی ہے۔ البتہ اگر لیبارٹری کو کوئی خطرہ ہو تو تم نے پاکیشیانی ہمجنٹوں کے خلاف ایکشن لینا ہے۔“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”لیں سر۔ لیکن وہاں سارچ والے بھی ہوں گے اور وہ نگرانی کر رہے ہوں گے چیف۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔“..... میجر گراز نے کہا۔

”تم نے ان کے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کرنی اور وہ ہی ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنی ہے۔ تمہارا کام صرف لیبارٹری کی نگرانی ہے۔ وہاں اگر پاکیشیانی ایجنسٹ وہاں حملہ کریں تو پھر تم نے ایکشن میں آنا ہے۔“..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر۔“..... میجر گراز نے جواب دیا۔  
”پس اب واپس تل ایسیب جا رہا ہوں۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے ٹرائسیٹر پر فوری رپورٹ دینا۔“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”لیں سر۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے نقطہ نظر سے وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تھے۔ چونکہ یہ راستہ ٹوائے فیکٹری کی عقبی طرف تھا۔ جبکہ سارج کے آدمی صرف فرنٹ کی طرف سامنے عمارتوں میں بیٹھے نگرانی کر رہے تھے۔ اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی نے چیک نہیں کیا اور وہ لیپارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر عمران نے آسانی سے مطلوبہ فارمولہ بھی حاصل کر لیا اور پھر تمام سانسدانوں کو ہلاک کر کے اور مشینزی تباہ کرنے کے بعد وہاں انتہائی طاقتور واٹر لیس بم نصب کر دیا اور اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھی خاموشی کے ساتھ اسی راستے کے ذریعے لیپارٹری سے باہر آ کر پارکنگ میں پہنچ گئے لیکن وہاں ہاشم موجود نہ تھا۔ عمران کے پوچھنے پر صدیقی نے بتایا کہ ہاشم ابھی آنے کا کہہ کر چلا گیا تھا اور چونکہ عمران نے اس پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا تھا اس لئے صدیقی نے اسے جانے دیا اور پھر ہاشم واپس بھی آگیا اور اس نے بتایا کہ اسے دور سے ایک ہیلی کا پڑھاتا ہوا دکھائی دیا تھا۔ اس لئے وہ اسے چیک کرنے کے لئے صحرائی طرف گیا تھا اور پھر اس نے وہاں صحراء پر ہیلی کا پڑھ کر اتے ہوئے دیکھا اور پھر اس نے اس ہیلی کا پڑھ کو واپس ساڑھے روڈ کی طرف جاتے دیکھا ہے تو عمران سمجھ گیا کہ کرنل اسمتحہ کو کسی طرح اطلاع مل چکی ہے کہ وہ جیپ کے ذریعے تالا میں داخل ہو گئے ہیں اور اب وہ اس جیپ کو ٹریں کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے عمران نے جیپ کو وہیں چھوڑ کر ایک اور پارکنگ سے یہ سیاہ رنگ کی کار اڑائی اور اس میں سوار ہو کر وہ اب آرکن روڈ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سیاہ رنگ کی کار تیزی سے آرکن روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدیقی اور عقبی سیٹ پر نعمانی، خاور اور چوہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ کار ایک پارکنگ سے اڑائی گئی تھی جبکہ جیپ جس میں انہوں نے صحرائے کریس کیا تھا وہ لیپارٹری کے قریب ایک پارکنگ میں ہی موجود تھی۔ عمران اپنے ساتھ خاور اور چوہاں کو لے کر مارٹن کے بتائے ہوئے سٹور روم کے خفیہ راستے سے سٹور روم میں پہنچ گیا تھا۔ چونکہ ٹوائے فیکٹری بند تھی۔ اس لئے وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران اپنے ساتھ زیر و فکر نامی آله بھی لے گیا تھا تاکہ اگر سٹور روم یا لیپارٹری کے راستے میں کوئی سائنسی آله نصب ہو تو اسے زیر و کیا جا سکے۔ ہاشم کو وہ صدیقی اور نعمانی کے ساتھ پارکنگ میں ہی چھوڑ گئے۔

طرح اطمینان سے چلتا ہوا ایک سمت کی طرف بڑھنے لگا جسے صرف گھومنے پھرنے کے لئے ہی گھر سے نکلا ہو۔ کافی لمبا فاصلہ کاٹ کر عمران اس عمارت کی عقبی طرف پہنچ گیا۔ عمارت کی عقبی طرف ایک سڑک تھی اور سڑک کی دوسری طرف بھی خاصی بڑی عمارتیں موجود تھیں۔ البتہ ان کی مطلوبہ عمارت کے عقبی کونے میں باقاعدہ ایک برآمدہ سا بنا ہوا تھا جس کا شیڈ باہر کو نکلا ہوا تھا۔ اس شیڈ کے اندر کوڑے کے دو بڑے بڑے ڈرم موجود تھے۔ عمران اس شیڈ کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق ان ڈرمز کے عقب میں گٹھائیں کا ڈھکن موجود تھا۔ یہ ہر لحاظ سے آئیڈیل جگہ تھی کیونکہ اوٹ میں ہونے کی وجہ سے سڑک سے گزرنے والا کوئی بھی آدمی انہیں چیک نہ کر سکتا تھا۔ عمران نے شیڈ سے باہر آ کر ہر اک رخ مخصوص اشارہ کیا اور پھر ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی وہاں پہنچ گئے۔ نعمانی اور چوہان نے مل کر پورا زور لگا کر ڈھکن اٹھا کر ایک طرف رکھا۔ نیچے لو ہے کی سری ہی جاتی دکھاتی دے رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ڈھکن ہٹانے کے بعد ایک طرف ڈرموں کی اوٹ میں رکے رہے تاکہ گٹھ کے اندر موجود زہریلی ہوا باہر نکل جائے۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد عمران، صدیقی کے بیگ میں موجود طاقتور ٹارچ اور زیر و فکر لے کر سری ہی اتر کر نیچے گٹھ میں پہنچ گیا۔ گٹھ کافی بڑا تھا۔ پانی کی معمولی سی مقدار گٹھ کے درمیان میں بہتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ عمران نے ٹارچ کی مدد سے پورے گٹھ کو چیک کیا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ آرکن روڈ اور اس عمارت کے بارے میں تفصیل معلوم کر کے عمران نے ہاشم کو مزید کچھ رقم دے کر رخصت کر دیا اور اب وہ اس سیاہ رنگ کی کار میں سوار آرکن روڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہیں آرکن روڈ پہنچنے میں تقریباً پینتالیس منٹ لگ گئے۔ عمران نے کار ایک پارکنگ میں روک دی اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آئے۔ کار کی ڈگی میں ان کے بیگ موجود تھے جو سیاحوں کے مخصوص بیگوں کی شفل کے تھے۔ سوائے عمران کے باقی ساتھیوں نے بیگز کو اپنی پشت پر مخصوص انداز میں باندھ کچھ فاصلے پر موجود تھی۔ یہ ایک خاصی وسیع عمارت تھی جس کی دیواریں عام دیواروں سے کچھ زیادہ ہی بلند تھیں۔ عمارت کا جہازی سائز کا پھائٹک بند تھا اور پھائٹک کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو باور دی افراد موجود تھے۔

”ہمیں گٹھوں کی چینکنگ کرنا ہو گا۔“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس طرح اکٹھے ہم نظر وہ میں آسکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں بکھر کر رہنا چاہئے۔“..... صدیقی نے کہا۔

”میرے خیال میں گٹھ لائن عمارت کی عقبی طرف ہے۔ آپ لوگ ادھر ادھر ہو جائیں۔ میں چیک کرتا ہوں۔“..... خاور نے کہا۔

”ہم سب علیحدہ ہی کر ٹھہر لتے ہوئے فاصلہ دے کر عقبی طرف جائیں گے۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس

لیکن اسے وہاں کوئی ایسا آله نظر نہ آیا تھے وہ حفاظتی آله سمجھے سکتا۔ عمران نے مارچ کے مخصوص اشارے سے اپنے ساتھیوں کو نیچے آنے کا اشارہ کیا اور پھر ایک ایک کر کے وہ چاروں نیچے پہنچ گئے۔

عمران نے ہاتھ میں موجود زیر و فلسر کو آن کر دیا تو اس پر سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا جس کا مطلب تھا کہ اس فلسر کے سو گز کی ریخ

میں کوئی سائنسی آله موجود نہیں ہے اور اگر موجود ہے تو وہ آف ہو

چکا ہے ورنہ دوسری صورت میں سرخ رنگ کا بلب جل اٹھتا۔ عمران

بڑے احتیاط بھرے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اسے دراصل خطرہ یہ تھا کہ سارچ جو اہتمامی جدید آلات استعمال کرتی ہے، نے کہیں اس گلو

میں بھی حفاظتی اور چینگ آلات نصب نہ کر رکھے ہوں۔ لیکن ایسا کوئی کاشن انہیں نہ مل رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ چونکہ سارچ نے

اس عمارت کو عارضی طور پر حاصل کیا ہے اس لئے انہوں نے اس پر پوری توجہ نہ دی ہو گی اور صرف بیرونی طرف یا چار دیواری کے متعلق حفاظتی انتظامات کر کے وہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دور

جانے کے بعد انہیں ایک اور میں ہول نظر آیا اور فاصلے کی وجہ سے

ہی عمران کو انداز ہو گیا تھا کہ یہ میں ہول عمارت کے اندر ہے۔ چنانچہ اس نے مارچ بھادی اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا۔ زیر و

فلسر اور مارچ اس نے صدیقی کے ہاتھ میں دے دی تھی۔ اس نے ڈھکن کے نیچے دونوں ہاتھ جمائے اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے ڈھکن اٹھتا چلا گیا اور روشنی اور تازہ ہوا کا جسیے سیلانی ریلا اندرا داخل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہوا۔ عمران نے آہستہ سے ڈھکن ایک طرف کر کے رکھا اور پھر سیڑھی چڑھ کر اس نے سر اور گردن باہر نکالی۔ یہ عمارت کا عقیصہ تھا۔ سائیڈ پر ایک چوڑی راہداری فرنٹ کی طرف جا رہی تھی۔ عمران نے دونوں ہاتھ سائیڈوں پر رکھے اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر باہر آچکا تھا۔

”آ جاؤ“..... عمران نے جھک کر رکھا اور پھر بیچھے ہٹا ہی تھا کہ اچانک اسے قدموں کی تیز آوازیں اس چوڑی راہداری کی طرف سے آتی سنائی دیں۔ شاید ڈھکن اٹھنے یا رکھنے کی ہمکی سی آواز بھی فرنٹ تک پہنچ گئی تھی۔ اب اسے اپنے ساتھیوں کو روکنے کا وقت نہ تھا۔ اس لئے عمران بھلی کی سی تیزی سے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا راہداری کی سائیڈ میں عمارت کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ آنے والے قدموں کی آوازوں سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ آنے والے دو افراد ہیں۔ عمران نے جیب سے مشین پسل نکال لیا۔ دوسرے لمحے جیسے ہی ایک سلیخ آدمی راہداری سے آگے بڑھا۔ عمران نے نانگ آگے کر دی اور تیزی سے آگے بڑھتا ہوا آدمی چھینتا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بھلی کی سی تیزی سے پلٹا اور پہلے آدمی کے بیچھے آنے والا دوسرا آدمی بھی چھینتا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمارت کی چھت سے ہلکے سائرن بھنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس دوران عمران کے دو ساتھی اور آچکے تھے اور انہوں نے منہ کے بل نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے

ہوئے آدمی کو چھاپ لیا جبکہ عمران نے بھلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر پشت کے بل نیچے گر کر کروٹ بدل کر تیزی سے انہنے کی کوشش کرتے ہوئے آدمی کی کنڈی پر بوت کی ٹوپوری قوت سے ماری۔ اسی لمحے راہداری سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”خاور اور چوہان پاسپ کے ذریعے چھت پر چڑھ کر فرنٹ کو کور کرو۔“..... عمران نے سانپ کے سرسرانے جیسی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر نیچے گرنے والے آدمی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین گن جھپٹی اور دوسرے لمحے وہ بھلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر راہداری کے ساتھ عمارت کی دیوار سے پشت لگا کر کھرا ہو گیا۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران یلخنت تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے راہداری میں دوڑتے ہوئے دوستخ افراد فائزگ کی زد میں آکر چھینتے ہوئے نیچے گرے تو عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ صدیقی اس کے عقب میں آ رہا تھا۔ اچانک عمران کے کانوں میں دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”صدیقی واپس جاؤ۔ میرے خیال میں راہداری کی دوسری طرف بھی راہداری ہے اور کچھ لوگ ادھر سے عقبی طرف پہنچ رہے ہیں۔“ عمران نے تیز لمحے میں کہا تو صدیقی تیزی سے مزا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا واپس چلا گیا جبکہ عمران آگے بڑھ کر چند لمحے راہداری کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

آخری حصے میں رکا رہا۔ پھر تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وہ بے حد چوکنا نظر آ رہا تھا۔ سامنے وسیع صحن تھا جس کے ایک کونے میں ایک بڑا ہیلی کا پڑ بھی موجود تھا۔ عمران کی آنکھیں سرچ لائس کی طرح چاروں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں کہ یلخنت عمران کو عقبی طرف سے تیز فائزگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عقب میں کوئی خوفناک جنگ شروع ہو گئی ہو۔ عمران بے چین ہو کر واپس مڑا ہی تھا کہ فائزگ بند ہو گئی۔ اسی لمحے اسے برآمدے کی سری ہیاں اترتے خاور اور چوہان نظر آگئے۔

”اندر کی چینگ کرو۔ میں صدیقی کو چیک کر لوں۔“..... عمران نے جو ستون کی اوٹ میں کھرا تھا۔ سامنے آتے ہوئے اوپھی آواز میں کہا۔

”میں آگیا ہوں عمران صاحب۔ وہ تین افراد تھے۔ تینوں ختم ہو گئے ہیں۔“..... صدیقی کی آواز عمران کے عقب سے سنائی دی۔

”نعمانی کہاں ہے۔“..... عمران نے یلخنت چونک کر پوچھا۔

”وہ عقبی طرف موجود ہے۔ میں نے اسے وہیں ٹھہرنا کے لئے کہا ہے۔“..... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

”خاور اور چوہان تم دونوں فرنٹ میں رکو گے۔ میں اور صدیقی عمارت کی تلاشی لیں گے۔“..... عمران نے کہا تو خاور اور چوہان تیزی سے صحن کی طرف آنے لگے جبکہ عمران اور صدیقی وسیع و عریض عمارت میں داخل ہو گئے۔

کھلنے اور عمران اور اس کے یچھے صدیقی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس آدمی کے ہاتھ سے بے اختیار فون کا رسیور گر گیا اور اس کی آنکھیں حریت کی شدت سے پھیلیتی چلی گئیں۔ عمران جس تیزی سے اندر داخل ہوا تھا اس سے زیادہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمبے کمرہ اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے ہاتھ میں موجود مشین گن کو پلک جھپکنے میں نال سے پکڑ کر اس کا دستہ پوری قوت بے اس آدمی کی کشمپی پر مار دیا تھا اور ریوالنگ کرسی سمیت اس آدمی نے ایک زوردار جھٹکا یچھے کی طرف کھایا اور پھر جیسے ہی رو عمل کے طور پر اس کا جسم آگے کی طرف آیا۔ عمران نے دوسرا وار کیا۔ اس بار اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کا جسم وہیں کرسی پر ہی ڈھیلنا پڑ گیا۔

”میرے خیال میں یہی کرنل استھن ہے۔“..... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ اسے اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ میں یہاں کی تلاشی لیتا ہوں۔ شاید کوئی مطلب کی چیز مل جائے۔“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ فائرنگ کی آوازیں دور دور تک سنی گئی ہوں گی۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکنا ہے۔ کسی بھی وقت یہاں پولیس یا سارچ کا ریڈ ہو سکتا ہے۔“..... صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اسے اٹھا کر ہیلی کا پٹر میں لے چلو اور اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لو۔ میں آرہا ہوں۔“..... عمران نے کہا۔

”اسے ہلاک نہ کرو یا جائے۔“..... صدیقی نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”عمران صاحب۔ یہ تو عام سے لوگ تھے۔ ان کا چیف کرنل استھن کہا گا۔“..... صدیقی نے کہا۔  
”یہی بات مجھے پریشان کر رہی ہے۔ پورچ میں کار بھی موجود ہے اور ہیلی کا پٹر بھی صحن میں کھڑا ہے۔ اس لحاظ سے تو اسے عمارت کے اندر ہی ہونا چاہئے تھا لیکن اتنی فائرنگ کے باوجود وہ کہیں نظر نہیں آیا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”نظر نہیں آیا۔ کیا آپ اسے پہچانتے ہیں۔“..... صدیقی نے چونک کراور حریت بھرے لجھے میں کہا۔

”نہیں۔ لیکن عام کارندوں کی نسبت ان کے چیف کا انداز یکسر مختلف ہوتا ہے جیسے تمہارا انداز۔“..... عمران نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوہ۔ تو یہاں ساؤنڈ پروف کمرے بھی موجود ہیں۔“..... عمران نے اچانک ایک بند دروازے کے ساتھ رکتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اسے ابھی حال ہی میں باقاعدہ ساؤنڈ پروف بنوایا گیا ہے۔“..... صدیقی نے دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر زور سے دروازے پر لات ماری اور بھاری دروازہ جیسے ہی کھلا عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے یچھے صدیقی تھا۔ کرہ آفس کے انداز میں سجا یا گیا تھا اور بڑی سی میز کے یچھے ایک لمبے قد اور درذشی جسم کا آدمی بیٹھا فون سننے میں مصروف تھا۔ اچانک دروازہ

”نہیں۔ ابھی نہیں۔ اس سے دو چار باتیں کر کے پھر سوچیں گے۔..... عمران نے کہا تو صدیقی نے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور کرنل اسمٹھ کا جسم کاندھے پر ڈال کر ایک لحاظ سے وہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ عمران نے پہلے تو میز کی درازیں کھول کر دیکھیں اور پھر اس نے دیوار میں نصب ایک الماری کو کھولا اور تھوڑی دیر بعد صرف لپٹنے تجربے کی بنیاد پر وہ اس الماری کا ایک خفیہ خانہ برآمد کر چکا تھا۔ اس خانے میں ایک فائل موجود تھی۔ عمران نے اسے اٹھا کر ایک نظر دیکھا تو اس کے چہرے پر چمک سی ہرا گئی۔ اس نے فائل موز کر کوت کی اندر ورنی جیب میں ڈال لی اور پھر دوڑتا ہوا اس ساونڈ پروف کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کا پڑھنگ تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے ساتھی پہلے ہی ہیلی کا پڑھ میں موجود تھے۔ کرنل اسمٹھ ابھی تک بے ہوش تھا اور اسے ایک سیٹ پر بٹھایا گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے بیلک سے باندھ دینے گئے تھے۔ پائکٹ سیٹ پر صدیقی تھا۔

”تم پہچھے آ جاؤ البتہ اس کرنل اسمٹھ کو آگے لے آؤ تاکہ یہ نیچے اور اوہر اوہر آسانی سے دیکھ سکے۔..... عمران نے کہا تو اس کی ہدایت پر فوری عمل کر دیا گیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کا پڑھ فضا میں اٹھتا چلا گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کار خاصی تیز رفتاری سے ناراک کی ٹریفک سے پر ہجوم سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو سڑکوں پر گاڑیوں کی بھرمار تھی لیکن یہاں چونکہ ٹریفک کا نظام احتہانی سخت تھا۔ اس لئے یہاں شاذ و نادر ہی ٹریفک جام ہوتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں کسی آدمی کو قتل کر دینے سے زیادہ بھیانک جرم ٹریفک کے قانون کی خلاف ورزی کرنا سمجھا جاتا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر، سائیڈ سیٹ پر جو لیا اور عقبی سیٹ پر صدر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تینوں چونکہ ایکری میں میک اپ میں تھے اس لئے ظاہر ہے وہ ناراک کے مقامی افراد میں شامل تھے۔ جو لیا، صدر اور تنویر تینوں البا میں لارڈ ڈکسن کا خاتمه کرنے کے بعد چار ٹرڈ طیارے سے سفر کرتے ہوئے سیدھے ناراک پہنچے تھے اور پھر ایک پبلک فون کے ذریعے جو لیا نے ناراک میں

اداروں کا چیزیں اور سرپرست تھا اور ویسے بھی کسی بھی ایر جنسی کی صورت میں وہ دل کھول کر لوگوں اور اداروں کی امداد کرتا تھا اس لئے پورے ایکریمیا میں اس کی بے حد عزت کی جاتی تھی۔ اس کی انہی خدمات کے عوض اسے ایکریمیں کانگرس کا اعزازی سمبر بھی بنایا گیا تھا اور گریٹ لینڈ نے اس کی انہی خدمات کے عوض اسے لارڈ کا خطاب دیا ہوا تھا جبکہ وہ موروثی طور پر لارڈ نہ تھا لیکن اس کی یہ عادت بے حد مشہور تھی کہ وہ کسی چھوٹے یا بڑے فنکشن میں شرکیں نہ ہوتا تھا اور نہ ہی کسی چھوٹے یا بڑے سے ملاقات کرتا تھا البتہ چند غیر معمولی موقع پر وہ پبلک میڈیا کے سامنے آتا تھا۔ گواں کا نام خاصا مشہور تھا لیکن اس کی ذات کے بارے میں بہت کم لوگ واقف تھے۔ کلاسکا ویو کالونی میں اس کی محل بنا شاندار کوٹھی کا نام لارڈ انٹھونی چیلیس تھا اور وہ کوٹھی خاصے و سیع رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔

”مس جو لیا۔ کیا لارڈ انٹھونی ہم سے ملنے پر تیار ہو جائے گا۔“  
اچانک صدر نے جو لیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس کے متعلق بتایا تو یہی گیا ہے کہ وہ کسی سے نہیں ملتا۔“  
جو لیا نے جواب دیا۔

”تو پھر ہم وہاں کسی لئے جا رہے ہیں۔“..... صدر نے کہا۔  
”میرا خیال ہے کہ ہم اس کی رہائش گاہ کا اچھی طرح جائزہ لے لیں اور پھر اس جائزے کو مد نظر رکھ کر اس کے اندر داخل ہونے اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنت کلارک سے رابطہ کیا اور کلارک کی مدد سے وہ ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچ گئے جس میں کار کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے لباس اور میک اپ کا سامان اور ضرور اسلحہ بھی موجود تھا۔ جو لیا نے کوٹھی میں پہنچ کر چیف سے رابطہ کیا اور اسے لارڈ ڈکسن کی ہلاکت اور اس سے ملنے والی معلومات کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ وہ اس وقت ناراک میں موجود ہیں تو چیف نے انہیں بتایا کہ چونکہ ابھی عمران اپنے ساتھیوں سمیت اسرائیل میں مصروف ہے اس نے اس کی واپسی تک وہ مزید کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ چیف نے انہیں ہدایت کی کہ وہ مہماں لارڈ انٹھونی کو ٹریس کریں تاکہ اس سے لارڈ ڈکسن سے ملنے والی معلومات کو بھی کنفرم کیا جاسکے اور بورڈاف گورنر کے اس چیزیں کا خاتمه کر کے سارچ کو ایسا جھٹکا دیا جاسکے جس سے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہو سکے اور پھر کلارک کی مدد سے ہی انہوں نے لارڈ انٹھونی کو آسانی سے ٹریس کر لیا۔ لارڈ انٹھونی کی رہائش گاہ ناراک کے شمالی مضائقات میں واقع ایک جدید رہائشی کالونی کلاسکا ویو میں تھی۔ لارڈ انٹھونی کا وڈا فرینچر کا بزنس تھا اور وہ اس بزنس کو اپنی اعلیٰ سطح پر لے گیا تھا۔ اس کے فرینچر کے باقاعدہ کارخانے اور ایکریمیا کے بڑے بڑے شہروں میں شوروم تھے۔ لیکن لارڈ انٹھونی خود اس بزنس سے براہ راست متعلق نہ تھا۔ سارا کام اس کے مینجز سرانجام دیتے تھے۔ البتہ لارڈ انٹھونی بے شمار فلاجی

اس تک پہنچنے کا کوئی پلان مرتب کریں۔..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پلان بنانے کا ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ لارڈ اسکن کی موت کے بعد پوری ساری تنظیم ہمیں ٹریس کرنے میں لگی ہوئی ہو گی اور یہ بات وہ آسانی سے معلوم کر لیں گے کہ ہم الباہم سے ناراک پہنچ چکے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے یہاں آکر میک اپ تبدیل کر لئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں ٹریس کیا جا سکتا ہے اس لئے اگر کام کرنا ہے تو پھر کام کرنا ہے۔ پلاتنگ بنانے کا وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔..... تنور نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تنور درست کہہ رہا ہے مس جولیا۔ ہمارے پاس واقعی وقت نہیں ہے اور ساری انتہائی منظم اور باوسائل تنظیم ہے۔..... صدر نے فوراً ہی تنور کی حمایت کر دی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہم میزائل فائر کرتے ہوئے عمارت میں گھس جائیں۔ اس صورت میں تو یہاں کی پولیس ہمیں پہنچنے کے ذریعے اندر جانے کے اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔..... تنور نے تم۔ پلاتنگ تو بہر حال بنانا ہی پڑے گی ورنہ یہ تو صرسخاً خود کشی ہو گی۔..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا یہ مقصد نہیں ہے جو تم نے سمجھا ہے۔ ہمیں بہر حال جلد از جلد اپنا کام مکمل کرنا ہے اور بس۔..... تنور نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کلاس کا دیو کالونی کی حدود میں داخل ہو گئے۔ یہ امرا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کی کالونی تھی۔ یہاں ہر کوٹھی کا رقبہ ایکڑوں پر مشتمل تھا اور ہر کوٹھی کی جدید طرز تعمیر اور اس کی شان و شوکت دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لارڈ انٹھونی پیلس کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور لارڈ انٹھونی پیلس واقعی انتہائی شاندار محل تھا اور اس کے چاروں طرف چوڑی سڑکیں تھیں۔ محل کی چار دیواری کسی قلعے کی فصیل کی طرح بہت اوپنجی تھی اور چار دیواری پر ایسی حفاظتی تار نظر آ رہی تھی جس میں سے بھلی کی طاقتور رو گزر رہی تھی۔ تنور نے لارڈ انٹھونی پیلس سے کچھ فاصلے پر بنی ہوئی ایک پارکنگ میں کار روک دی اور پھر وہ تینوں ہی کار سے نیچے اتر آئے۔ ان کی نظریں مسلسل کوٹھی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"یہ تو پورا قلعہ ہے۔..... جولیا نے کہا۔

"اور یقیناً اس کی گڑ لاں میں بھی حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں گے۔..... صدر نے کہا۔

"اندر مسلح افراد کی پوری فوج ہو گی لیکن سوائے پھائک کے نہ اٹھانے دے گی۔ ناراک کی پولیس کے بارے میں تو جانتے ہی ہو تم۔ پلاتنگ تو بہر حال بنانا ہی پڑے گی ورنہ یہ تو صرسخاً خود کشی ہو گی۔..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور محافظوں کی فوج کسی صورت بھی ہمیں لارڈ انٹھونی تک نہیں پہنچنے دے گی۔..... صدر نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہو بہر حال ہم نے اندر جانا تو ہے۔ میں جا رہا ہوں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔..... تنور نے کہا۔

کال بیل کے بٹن کے نیچے موجود گیٹ فون کے سپیکر سے ایک تیز اور سخت آواز سنائی دی۔

”یہ کیا بد تمیزی ہے۔ کون ہو تم جو معزز مہمانوں سے اس انداز میں پوچھ رہے ہو ناسنٹس۔ میرا نام پیئر ہے اور میں اٹالین پرنز سوسن کا سیکرٹری ہوں۔ پرنز سوسن جو لارڈ صاحب کی معزز مہمان ہیں۔..... صفر نے دوسری طرف سے بولنے والے آدمی سے بھی زیادہ سخت لمحے میں کہا۔

”میں سیکرٹری ٹولارڈ کو اطلاع دیتا ہوں۔“..... اس بار دوسری طرف سے قدرے گھرا نے ہونے لجھے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں مرغی سیکرٹری ٹو لارڈ بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں"..... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کیا مجھے دوبارہ تعارف کرانا پڑے گا۔ میں پیٹر ہوں۔ اٹالین  
پرنز سون کا سیکرٹری۔ پرنز سون کی لارڈ صاحب سے ملاقات ٹے  
ہے اور ہم اس ٹے شدہ ملاقات کی بنا پر آئے ہیں اور آپ ہیں کہ باہر  
آنے اور پرنز کا استقبال کرنے کی بجائے اندر بیٹھے بار بار تعارف  
پوچھ رہے ہیں۔ ..... صدر کا لمحہ سخت ہوتا چلا گیا۔

"سوری - لارڈ صاحب سے آپ کی یا آپ کی پرنسز کی کوئی ملاقات  
ٹے نہیں ہے۔ آپ جاسکتے ہیں"..... اس بار دوسری طرف سے بھی  
سخت لمحے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی اور  
صدر اس کا مطلب سمجھ گیا کہ رابطہ ختم کر دیا گیا ہے۔



”خہر و تنیر۔ میرے ذہن میں ایک پلان آ رہا ہے۔ او کے۔  
ٹھیک ہے آؤ۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

”اسلحہ تو کار میں ہے۔ وہ تو لے لیں۔۔۔۔۔ صفر نے کہا۔  
”نہیں۔ ہم اسلحہ کار میں ہی رہنے دیں گے۔ اور سنو۔ میں انہالیں پر نسز سوسن ہوں۔ تنور میرا بادھی گارڈ اور صفر تم میرے سیکرٹری ہو۔۔۔ جو لہانے کہا۔

" یہ پرنسپل سوسن کون ہے ..... تسفیر اور صفر دوں نے  
حرت بھرے لجھ میں کہا۔

”اکیف فرضی نام ہے آؤ۔ ہم کم از کم اندر تو داخل ہو جائیں گے۔  
پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔..... جوں نے کہا۔

”لیکن پرنسز پیدل تو چل کر وہاں نہیں جا سکتیں۔۔۔۔۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جو دل میں آئے بول دینا۔۔۔۔۔ جو لیا نے صدر سے کہا جو کال  
بیل کا بٹن یریس کرنے چاہتا تھا اور صدر نے اشیات میں سر ملا دیا۔

"کون ہے باہر" ..... صدر کے کال بیل کا بٹن پریس کرتے ہی

"میں بات کرتا ہوں"..... تنور نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس نے کار کی ڈگی کھولی اور اس میں موجود ایک باکس کو کھول کر اس میں سے ایک مشین گن اٹھا لی اور ساتھ ہی ایک میزائل گن نکال کر باکس بند کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈگی بھی ایک جھٹکے سے بند کر دی۔

"کیا کرنا چاہتے ہو تم۔ اس طرح تو ہم پھنس سکتے ہیں"۔ صدر نے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کتنے کی دم آسانی سے سیدھی نہیں ہوا کرتی"..... تنور نے غذتے ہوئے لجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے میزائل گن کا رخ جہازی سائز کے پھائٹ کی طرف کر دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ ٹھہرو"..... صدر نے اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جہازی سائز کے پھائٹ کا ایک حصہ غائب ہو گیا۔ پھر تو صدر بھی بھلی کی سی تیزی سے مڑا۔

"میں اندر جا رہا ہوں۔ تم کار لے کر آ جاؤ"..... تنور نے دوسرا میزائل فائر کرتے ہوئے کہا اور پھر تو جیسے پھائٹ پر قیامت ٹوٹ زیادہ پریشانی پولیس کی طرف سے تھی کیونکہ لازماً کسی نے فائرنگ پڑی اور اس کے پرانے کاندھے سے لٹکائی اور دوسرے لمحے وہ مشین گن ہاتھ میں لئے دوڑتا ہوا اندر داخل ہو گیا اور پھر تو جیسے اندر قیامت ٹوٹ کر بے اختیار اچھل پڑی کہ عمارت کے اندر سے تنور کسی کو کاندھے پڑی۔

صفدر بھی اس دوران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا اور اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"اب ناراک پولیس ہماری جان کو آجائے گی"..... صدر نے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تنور نے درست اقدام کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت بھی نہ تھی"..... جو لیا نے جواب دیا اور پھر کار ایک سائیڈ پر روک کر وہ کار کے اندر پڑی، ہوئی مشین گنیں اٹھا کر بھلی کی سی تیزی سے باہر نکلے اور پھر وہ تنور کو عقب سے کو رنج دیتے ہوئے آگے بڑھے مگر تنور تو پارے کی طرح حرکت میں تھا۔ پھائٹ کے قریب گارڈ روم تھا جس کے باہر دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں جبکہ سامنے برآمدے میں دو آدمی فرش پر پڑے پھوک رہے تھے جبکہ تنور اندر عمارت میں غائب ہو چکا تھا اور اندر سے بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"آپ یہیں رکیں۔ میں اندر جاتا ہوں"..... صدر نے جو لیا سے کہا اور دوسرے لمحے وہ مشین گن اٹھانے اندر کی طرف دوڑتا چلا گیا جبکہ جو لیا وہیں ایک ستون کی اوٹ میں رک گئی۔ اسے سب سے زیادہ پریشانی پولیس کی طرف سے تھی کیونکہ لازماً کسی نے فائرنگ اور میزائلوں کے دھماکے سن کر پولیس کو فون کر دیا ہو گا اور پولیس چند لمحوں میں یہاں پہنچ سکتی تھی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑی کہ عمارت کے اندر سے تنور کسی کو کاندھے پڑی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پر لادے دوڑتا ہوا باہر آ رہا تھا۔ اس کے پیچے صدر تھا اور پھر ان دونوں نے مل کر اہتمائی تیز رفتاری سے اس بے ہوش آدمی کو کار کی عقبی سیٹ کے سامنے کار کے فرش پر ڈالا اور اس کے ساتھ ہی صدر اچھل کر خود بھی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جو لیا بھی سچوئیں کو سمجھتی ہوئی تیزی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ جبکہ تنور نے دوسری طرف کا عقبی دروازہ بند کیا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر اچھل کر بیٹھا اور دوسرے لمبے کار شارٹ ہو کر کسی لٹوکی طرح تیزی سے گھومی اور پھر ٹوٹے ہوئے پھانک سے نکل کر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

”حیرت ہے کہ ابھی تک پولیس نہیں چہنی۔“..... جو لیا نے حیرت بھرے لجے میں کہا۔ لیکن اسی لمبے دور سے پولیس گاڑیوں کے چھینتے ہوئے سارے سنائی دینے لگے اور تنور نے تیزی سے ایک سائیک روڈ پر کار موڑ دی اور پھر ابھی وہ کچھ ہی آگے بڑھے تھے کہ انہیں اپنے عقب میں سارے بجا تی دو پولیس کاریں گزرتی سنائی دیں۔ تنور نے ایک لمبا چکر کاٹ کر کار کا رخ موڑا اور پھر تھوڑی دری بعد وہ اس کالونی سے نکل کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کا رخ اپنی رہائش گاہ کی طرف تھا۔

”واقعی بال بال سچے ہیں۔“..... صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ پولیس کی گاڑیاں اس کالونی سے کافی دور

تھیں۔ اس لئے انہیں آنے میں دیر لگ گئی۔ لیکن تنور نے بھی حیرت انگیز پھرتی دکھائی ہے۔..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صرف چھے افراد تھے۔ ہم سوچ رہے تھے کہ نجاتے اندر کتنی فوج موجود ہو گی۔“..... تنور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہی ہے لارڈ انھوئی۔ اس کے سیکرٹری کو تو نہیں اٹھا لائے۔“..... جو لیا نے کہا تو تنور ہنس پڑا۔

”ایسے لارڈوں کو میں ان کی شکلوں سے پہچان لیتا ہوں۔ میں نے جب اس کے سیکرٹری پر فائز کھولا تو یہ خود ہی لپٹنے کمرے سے برآمد ہو گیا اور پھر کنپٹی پر ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی تھی۔“..... تنور نے جواب دیا۔

”ویل ڈن تنور۔ واقعی ویل ڈن۔“..... جو لیا نے بڑے تحسین آمیز لجے میں کہا تو تنور کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

شرمندگی کا خاتمه کر دیا کرو۔..... عمران نے جواب دیا تو صدیقی سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے کرنل اسمتحہ کے منہ سے ہلکی سی کراہ سنائی دی۔ اس کے ہاتھ عقب میں کر کے بیلٹ سے جکڑے ہوئے تھے۔

”خاور سے تم اس کی تلاشی وغیرہ لے لو اور پھر اسے ہیلی کاپڑ کی ہڈی کے قریب بٹھا دو۔..... عمران نے یہ لفظ سنبھیڈ لججے میں کہا تو اس کی ہدایات پر عملدرآمد شروع کر دیا گیا۔

”یہ۔ یہ۔ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ یہ ہیلی کاپڑ تو میرا ہے۔ تم۔ تم کون ہو۔..... کرنل اسمتحہ نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انتہائی حرمت بھری نظرؤں سے ہیلی کاپڑ، عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام کرنل اسمتحہ ہے اور تم سارچ ہجنسی کے ایجنت ہو۔..... عمران نے سرد لججے میں کہا تو وہ چونک کہ عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”تم کون ہو۔..... کرنل اسمتحہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ”میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔..... عمران نے جواب دیا تو سیٹ پر بیٹھے ہوئے کرنل اسمتحہ نے اس طرح جھٹکا کھایا جیسے عمران نے اپنا تعارف کرانے کی بجائے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

”تم۔ تم۔ مم۔ مگر۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم ہمارے ہیڈ کوارٹر میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہیلی کاپڑ کافی بلندی پر اڑتا ہوا تیزی سے تالا شہر کو کراس کر کے صحرائی طرف اڑا چلا جا رہا تھا اور پھر صحرائے قریب لے جا کر عمران نے ہیلی کاپڑ کی بلندی کافی کم کر دی۔ اب یہ بلندی اتنی تھی کہ نیچے عمارتیں صاف اور واضح نظر آنے لگ گئی تھیں۔ پھر عمران نے ہیلی کاپڑ کو فضا میں معلق کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ذی چار جر نکالا اور اسے صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ لو۔ لیبارٹری ہمارے چیف کے ہاتھوں سے ہی تباہ ہونی چاہئے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ مجھے چیف کہہ کر شرمندہ کر دیتے ہیں۔“ صدیقی نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”تو تم کیوں شرمندہ ہوتے ہو۔ بطور چیف ایک چیک دے کر

لیبارٹری میں تو کسی صورت داخل نہیں ہو سکتے۔ وہاں تو کوئی گٹھ لائی نہیں ہے۔ جو گٹھ لائی ہے وہ لیبارٹری سے ہٹ کر ہے۔“ کرنل اسمتحہ نے چونکتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

” تمہارا کیا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سوانی گٹھ لائی کے اور کسی طرح بھی لیبارٹری میں یا کسی عمارت میں داخل نہیں ہو سکتی۔“..... عمران نے ہستے ہوئے کہا۔

” تم مجھے اس لئے اس انداز میں لے آئے ہو کہ تم مجھ سے لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے کوئی راستہ پوچھنا چاہتے ہو لیکن تم یقین کرو کہ مجھے خود کسی راستے کا علم نہیں ہے۔“..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

” بہر حال تم میرے اس سوال کا جواب تو دے سکتے ہو کہ تمہارا نام کرنل اسمتحہ ہے اور تمہارا تعلق سارج ۷۴جنسی سے ہے۔“..... عمران نے کہا۔

” ہاں۔ اب اس سے انکار کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔“..... کرنل اسمتحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

” کیا تمہیں نیچے لیبارٹری کی عمارت نظر آرہی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

” اوہ۔ تو تم مجھے اس لئے لے آئے ہو تاکہ میں تمہیں لیبارٹری کے بارے میں بتا سکوں۔ مجھے تو خود معلوم نہیں ہے کہ لیبارٹری نے جواب دیا۔“..... کرنل اسمتحہ نے چونک کر کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کیسے پہنچ گئے اور اندر کیسے داخل ہو گئے۔ کیا مطلب۔ کیا۔ کیا تم جن ہو۔ بحوث ہو۔ ماقوق الفطرت ہو۔“..... کرنل اسمتحہ نے احتیاتی پریشان کن لمحے میں کہا۔

” تم لوگ سائنسی لجاجادات پر زیادہ انحصار کرتے ہو۔ انسانی عقل پر انحصار نہیں کرتے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ہیڈ کوارٹر میں کوئی مچھریا مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی لیکن دیکھو کہ نہ صرف ہم داخل ہو گئے بلکہ وہاں تمہارے آٹھ مسلح افراد کو ہلاک کر کے تمہیں بھی وہاں سے اٹھالائے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

” مم۔ مم۔ مگر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔“..... کرنل اسمتحہ نے رک رک کر کہا۔

” ہم گٹھ لائیں سے اندر داخل ہوئے تھے۔“..... عمران نے کہا تو کرنل اسمتحہ نے ایک بار پھر دیسا ہی جھٹکا کھایا جیسا پہلے عمران کا نام سن کر اسے لگا تھا۔

” اوہ۔ اوہ دیری بیڈ۔ دیری بیڈ۔ میرے ذہن میں بھی نہیں آیا کہ گٹھ لائیں کو بھی نظروں میں رکھا جائے۔“..... کرنل اسمتحہ نے احتیاتی مایوسانہ لمحے میں کہا۔ اس کا چہرہ تاریک پڑ گیا تھا۔

” ہمارے پاس زیرو فنسر تھا۔ اس لئے اگر تم نے حفاظتی انتظامات بھی کر رکھے ہوتے تب بھی کوئی فائدہ نہ ہوتا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

” ہونہہ۔ ٹھیک ہے میں واقعی شکست کھا گیا ہوں۔ لیکن تم

"صدیقی۔ تمہارے ہاتھ میں ڈی چارجر موجود ہے۔ اسے آن کر دو تاکہ کرنل استھنہ اپنی آنکھوں سے اسرائیل کی لیبارٹری کی تباہی کا تماشہ دیکھ سکے جس کی حفاظت سارج ہمجنی نے اپنے ذمے لی تھی"..... عمران نے کہا تو صدیقی نے ہاتھ آگے کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ڈی چارجر موجود تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم لیبارٹری میں بم نصب کر جکے ہو۔ یہ کسی ہو سکتا ہے۔ تم اندر کسیے جاسکتے تھے۔ نہیں۔ یہ سب ڈرامہ ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"..... کرنل استھنے کہا۔

"جب اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو کرنل استھنہ تو ہر ناممکن خود بخود ممکن بن جاتا ہے"..... عمران نے کہا۔ اسی لمجھے صدیقی نے ڈی چارجر کا بٹن پریس کر دیا اور ڈی چارجر پر زور نگ کا بلب جعل اٹھا۔ دوسرے لمجھے صدیقی نے ایک بار پھر بٹن پریس کر دیا اور بٹن پریس ہوتے ہی زور نگ کی بجائے سرخ رنگ کا بلب ایک لمجھ کے لئے جلا اور پھر بجھ گیا اور اسی لمجھے نیچے ہولناک اور تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی خوفناک شعلے آسمان کی طرف اٹھنے لگے۔ بالکل یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اچانک کوئی سویا ہوا آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ "اوہ۔ اوہ یہ تو لیبارٹری ہے۔ اوہ۔ اوہ"..... کرنل استھنے رو دینے والے لمجھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردان ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"بڑا کمزور دل ہے اس کا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور اس کے ساتھ ہی اس نے معلق ہیلی کا پڑ کو آگے صحراء کی طرف بڑھانا شروع کر دیا اور پھر تھلاسے کچھ فاصلے پر صحراء کے اندر اس نے ہیلی کا پڑ اتار دیا۔ چونکہ اس ہیلی کا پڑ کے نیچے تنخنے لگے ہوئے تھے اس لئے وہ ریست پر اتنی ہی آسانی سے اتر سکتا تھا جتنی آسانی سے وہ عام سطح زمین پر اتر سکتا تھا۔

"اس کے ہاتھ کھول دو اور اسے اٹھا کر نیچے ریست پر لٹا دو"۔ عمران نے صدیقی سے کہا تو صدیقی اور خاور نے مل کر عمران کی ہدایت پر عمل کر دیا۔

"اب آجاؤ چلیں"..... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ ایسے ہی پڑا رہے گا"..... صدیقی نے حریت بھرے لمجھ میں پوچھا۔

"ہاں۔ جب اسے ہوش آئے گا تو پھر اگر اس کی زندگی ہوتی تو اس صحراء سے نج کر نکل جائے گا۔ ورنہ مہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے گا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ میں ملک دشمنوں کے ساتھ کوئی رعایت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں"..... صدیقی نے سرد لمجھ میں کہا اور دوسرے لمجھے اس نے جیب سے مشین پیشل نکالا اور ریست پر بے ہوش پڑے ہوئے کرنل استھنے کے جسم میں پے درپے کئی گولیاں اتار دیں۔ جب اس نے اچھی طرح تسلی کر لی کہ کرنل استھنہ ہلاک ہو گیا ہے تو اس نے مشین پیشل کو واپس جیب میں ڈالا اور مژ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کر ہیلی کا پڑپر سوار ہو گیا۔ خاور پہلے ہی ہیلی کا پڑ میں بیٹھ چکا تھا۔  
”آئی ایم سوری عمران صاحب۔ لیکن یہ ضروری تھا ورنہ پھر کبھی  
کرنل اسٹھنہ ہمارے لئے مسئلہ بن سکتا تھا۔“..... صدیقی نے  
محذرت بھرے لجھے میں کہا۔

”وہ بھی ہماری طرح ایجنت تھا اور ڈیونٹی دے رہا تھا۔“ - عمران  
نے ہیلی کا پڑ کو فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ ایجنت ہوتا تو اس انداز میں اور اس  
حالت میں نہ مارا جاتا۔ سارچ کسی ملک کی سرکاری تنظیم نہیں ہے  
اور نہ ہی کرنل اسٹھنہ کسی ملک کے لئے کام کر رہا تھا۔ سارچ تو بین  
الاقوامی مجرم تنظیم ہے اس لئے کرنل اسٹھنہ ایجنت نہیں مجرم تھا۔“  
صدیقی نے جواب دیا۔

”تم تو واقعی اب چیف بن چکے ہو۔ ہر بات کا جواب تمہارے  
پاس موجود ہوتا ہے۔ اس لئے اب کیا کیا جا سکتا ہے سوائے صبر  
کرنے کے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔“ - عمران  
نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدیقی سمیت سب بے  
اختیار ہنس پڑے۔

”اب آپ کہاں جا رہے ہیں عمران صاحب۔“..... نعمانی نے کہا۔  
”قاصر اور پھر وہاں سے عاکیہ اور پھر واپس۔“..... عمران نے  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کرنل اسٹھنہ سے آپ نے سارچ کے اصل ہیڈ کوارٹر کے

بارے میں معلومات حاصل کی تھیں کیا۔“..... صدیقی نے اس طرح  
چونک کہا جسیے اسے ابھی یہ خیال آیا ہو۔

”پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں رہی کیونکہ اس کے آفس کی الماری  
کے خفیہ خانے سے مجھے ایسی فائل مل گئی ہے جس میں اصل  
ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل درج ہے۔ کیونکہ کرنل اسٹھنہ کا  
تعلق براہ راست ہیڈ کوارٹر سے تھا اور وہ فائل میری جیب میں موجود  
ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ ہی ہیڈ کوارٹر ہے جسے تباہ کرنے میں  
جو لیا، صدر اور تنور گئے ہوئے ہیں۔“..... صدیقی نے کہا۔

”میں صرف سرسری طور پر دیکھ سکا ہوں۔ اس کے مطابق  
ہیڈ کوارٹر اطالیہ کے شمالی پہاڑی علاقے میرانا میں ہے۔“ - عمران نے  
جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر تو میں جو لیا اور اس کے ساتھی لپنے میں میں ناکام  
رہیں گے۔“..... صدیقی نے کہا۔

”ان کے ساتھ تنور ہے جو ناکامی کے لفظ سے ہی واقف نہیں  
ہے۔ ورنہ اب تک یہچھے ہٹ چکا ہوتا۔ میرا مطلب ہے کہ ناکام ہو  
چکا ہوتا اور بینڈ باجہ کا کوئی سکوپ پیدا ہو چکا ہوتا۔“..... عمران نے  
جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”کوئی خاص بات لارڈ براون جو آپ کو براہ راست بات کرنا پڑی ہے۔ اس سے پہلے تو لارڈ انتحوفی ناراک سے بات کیا کرتے تھے۔۔۔۔۔ اسرائیل کے صدر نے دھیے اور پروقار سے لجے میں کہا۔

”لارڈ انٹھونی کو ناراک میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی رہائش گاہ پر اہمی خوفناک حملہ کیا گیا اور ان کی رہائش گاہ کے فولادی پھانک کو میراٹلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ اندر موجود مسلح افراد کا قتل عام کر دیا گیا ہے اور لارڈ انٹھونی کو حملہ آور اغوا کر کے ساتھ لے گئے پولیس کو فائرنگ ہوتے ہی اطلاع مل گئی اور پولیس فوراً ہی موقع پر پہنچ گئی لیکن حملہ آور شاید پارے کے بنے ہوئے تھے یا چھلاوے تھے کہ وہ اس دوران سب کچھ ختم کر کے لارڈ انٹھونی کو بھی لے اڑے اور پھر لارڈ انٹھونی کی لاش ایک پارک کے اجاڑ کونے میں پڑی مل گئی۔ ان کے دونوں نتھیں کٹے ہوئے ہیں اور ان کا چہرہ بتا رہا ہے کہ ان پر اہمی غیر انسانی تشدد کیا گیا ہے۔ ..... لارڈ براؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ نتھنے کئے ہوئے ملے ہیں۔“  
اسرائیل کے صدر نے مری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ نے خصوصی طور پر پوچھا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وحہ ہے؟" لارڈ راؤن نے موعد مانگ لئے تھے میر کہا۔

”اب میں سمجھ گیا ہوں کہ لارڈ انٹھونی پر حملہ کس نے کیا ہے۔  
وہ واقعی ایسے ہی لوگ ہیں۔ پارے کے بننے ہوئے اور چھلاوے۔“

اسرائیل کے صدر پنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعہ میں  
مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی نج اٹھی تو  
انہوں نے حنکر کہ پہلے فون کا طف دیکھا اور بھر نسید اٹھا۔

”لیک“..... صدر صاحب نے لپنے مخصوص لمحے میں کہا۔  
 ”سر۔ اطالیہ سے لارڈ براون بات کرنا چاہتے ہیں“..... دوسری  
 طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی موعد پانہ آواز سنائی دی۔

”لارڈ براؤن۔ اوہ اچھا۔ کراو بات۔“..... صدر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پر لیس کر دیا تاکہ اس فون سے ہونے والی گفتگو درمیان میں کوئی نہ سن سکے اور نہ ہی اسے کسی صورت میں کیا جاسکے۔

”لارڈ براون چھیف آف سارج اسجننسی بول رہا ہوں سر“..... چند  
لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

اسرائیل کے صدر نے کہا۔  
کیا مطلب۔ کون ہیں یہ لوگ جناب۔ ..... لارڈ براون نے  
حیرت بھرے لجے میں کہا۔

”یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کام ہے۔ یہ نتھنے کاٹ کر معلومات  
حاصل کرنا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کی  
خاص نشانی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ایسی ہی سروس ہے  
جس کے لئے آپ چھلاوے کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔“ اسرائیل  
کے صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو اسرائیل میں لیبارٹری  
پر ریڈ کرنے والے تھے۔ لارڈ ذکسن نے وہاں ایک اہم ترین سیکشن  
کرنل اسمٹھ کی سرکردگی میں تعینات کیا تھا۔ پھر یہ لوگ اسرائیل اور  
بیک وقت کارسانا اور پھر ناراک کیسے پہنچ گئے۔“ لارڈ براون نے  
کہا۔

”کارسانا۔ کیا مطلب۔ وہاں کیا ہوا ہے۔“ اسرائیلی صدر نے  
چونک کر پوچھا۔

”وہاں سارج نے ایک عمارت کو ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے۔ وہاں  
ریڈ ہوا اور پھر لارڈ ذکسن کو جو نمبر فورچیف تھے، ہلاک کر دیا گیا۔  
اس کے بعد ناراک میں لارڈ انتحوں کو ہلاک کر دیا گیا۔“ ..... لارڈ  
براون نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو گروپس

بن گئے ہیں۔ ایک گروپ اسرائیل میں کام کر رہا ہے جبکہ دوسرا  
گروپ سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کر رہا ہے۔ ولیے آپ نے  
سارج کی طرف سے پاکیشیا میں کارروائی کر کے سارج کے لئے بہت  
بڑی حماقت کی ہے۔ اب یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سارج ہمجنی اور  
اس کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرے گی اور اس وقت تک یہچہ نہ  
ہئے گی جب تک اصل ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ نہیں کر دیتی۔“ صدر نے  
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ صرف لارڈ ذکسن اور لارڈ انتحوں کو ہلاک کر دینے سے  
تو سارج ہمجنی ختم نہیں ہو جاتی۔ سارج ہمجنی کا نیٹ ورک  
پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ ہم پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجائے  
کی طاقت رکھتے ہیں۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ ابھی  
تک ہمارے پاس اسرائیل میں سارج ہمجنی کی کارکردگی کے  
بارے میں کوئی رپورٹ نہیں پہنچی۔ کیونکہ رپورٹ لارڈ ذکسن کے  
ذریعے لارڈ انتحوں اور لارڈ انتحوں کے ذریعے ہیڈ کوارٹر میں مجھ تک  
پہنچنی تھی۔“ ..... لارڈ براون نے کہا۔

”مجھے بھی ابھی تک اس سلسلے میں کوئی رپورٹ موصول نہیں  
ہوئی۔ ولیے میں نے جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو سختی سے منع کر دیا  
تھا کہ وہ تھالا میں جہاں لیبارٹری ہے اور سارج کا سیکشن بھی موجود  
ہے مداخلت نہ کرے تاکہ سارج لپنے طور پر پاکیشیائی ہمجنیوں سے  
نمٹ سکے۔ میں بہر حال معلومات حاصل کرتا ہوں۔“ ..... صدر نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

علم نہ ہو سکے گا کیونکہ سارج تو خفیہ ہے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس  
جی لی فائیو کے بارے میں جانتی ہے۔ اس لئے وہ جی پی فائیو کے پیچے  
بھاگتی رہے گی اور اس اسرائیلی لیبارٹری میں آسانی سے وہ کام مکمل  
ہو جائے گا۔ جس کی اسرائیل اور ایکریپیڈیا کو بے حد ضرورت تھی لیکن  
اب لارڈ براؤن کی کال کے بعد اسرائیل کے صدر کو اس لیبارٹری کے  
بارے میں بھی خدشات پیدا ہو گئے تھے لیکن ابھی تک اس بارے  
میں ان تک کوئی اطلاع نہیں پہنچی تھی جبکہ تالا میں انہوں نے  
خصوصی طور پر پریڈیڈ منٹ سیکورٹی کے چند افراد کو کرنل لارسن کی  
سرکردگی میں بھجوایا تھا کہ وہ لیبارٹری اور سارج کی سرگرمیوں کی  
مشینی نگرانی کرتے ہوئے کوئی اہم اطلاع ان تک پہنچائیں۔ لیکن  
کرنل لارسن کی طرف سے بھی کوئی اطلاع ابھی تک نہ آئی تھی اسی  
لمحے فون کی مترنم گھنٹی نج اٹھی تو صدر صاحب نے چونک کرفون کی  
طرف دیکھا اور پھر با تھ بڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

"یہ"..... صدر نے لپٹنے مخصوص لجے میں کہا۔

”تمالا سے کرنل لارسن بات کرنے کے خواہشمند ہیں جناب۔“  
دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مودباثہ آواز سنائی دی۔  
”لیں۔ کراو بات۔“..... صدر نے چونک کر کہا۔ ان کے چہرے  
پر موجود تشویش مزید بڑھ گئی تھی۔

”سرے میں کرنل لارسن عرض کر رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد  
ایک موڈبائی مردانہ آواز سنائی دی۔



کہا۔ آپ کی مہربانی ہو گی سر۔ اگر آپ مجھے بھی معلومات میں شیر کرنے کی اجازت دیں۔..... لارڈ براون نے انتہائی مودبازہ لجھے میں کہا۔ ظاہر ہے اگر وہ بین الاقوامی تنظیم کا سربراہ تھا تو مخاطب اسرائیل حصے ملک کا صدر تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ سے بات ہو گی"..... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر تشویش اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ سارج کو اسرائیلی ہودیوں کے ساتھ ساتھ ایکریمین ہودیوں نے مل کر قائم کیا تھا اور اس سلسلے میں سب سے زیادہ محنت اس پر کی گئی تھی کہ سارج کا دائرة کارنہ صرف پوری دنیا میں پھیلایا جائے بلکہ اسے اس انداز میں خفیہ رکھا جائے کہ جب تک سارج عالم اسلام پر مکمل غلبے کی طاقت حاصل نہ کر لے اس وقت تک اس کے وجود کو کسی صورت سلمنے نہ آنے دیا جائے اور اس مقصد کے لئے البا میں جعلی ہیڈ کو ارث بھی بنایا گیا تھا اور اس کے جعلی ہونے کا خود سارج کے سیکشن چیفس کو بھی علم نہ تھا۔ لیکن اب لارڈ ڈکسن اور لارڈ انھونی کی اس انداز میں ہلاکت بتا رہی تھی کہ وقت سے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بارے میں علم ہو چکا ہے اور وہ اس کے خلاف حرکت میں بھی آچکی ہے۔ تالا میں بھی سارج کے ایک سیکشن کی تعیناتی اس لئے صدر اسرائیل نے قبول کر لی تھی کہ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس اقدام کا

"لیں۔ کیا رپورٹ ہے" ..... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ہمارے ساتھ سارج کے امینت بھی لیبارٹری کی حفاظت کر رہے تھے کہ اچانک لیبارٹری اس طرح تباہ ہو گئی کہ اس کے شعلے آسمان تک بلند ہو گئے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لیبارٹری کے اندر موجود اسلحہ خانہ کسی آتش فشاں کی طرح پھٹ گیا ہو جبکہ کوئی آدمی لیبارٹری کے اندر جانا تو کیا قریب بھی نہ گیا تھا۔ لیکن اس کے لئے اس کے سامنے عمارتوں میں موجود تھے، میں کرنل اسٹھن کو اس کی اطلاع دینی چاہی تو وہاں سے کال ہی اٹنڈہ نہ کی گئی اور نہ ہی ٹرانسیسیٹر کال اٹنڈہ کی جا رہی تھی۔ سچتا نچہ وہ لوگ مقامی ہیڈ کوارٹر کے تو وہاں قتل عام کیا گیا تھا۔ ہر طرف سارج کے ہجھٹوں کی لاشیں بکھری نظر آ رہی تھیں لیکن کرنل اسٹھن غائب تھے اور ان کا مخصوص ہیلی کا پڑ بھی موجود نہ تھا۔ ہم نے جب ایرفورس کے مخصوص سپاٹ سے رابطہ کیا تاکہ ہیلی کا پڑ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں تو ہمیں بتایا گیا کہ ایرفورس سپاٹ نے ہیلی کا پڑ کو سارج کے مقامی ہیڈ کوارٹر سے فضا میں بلند ہو کر صمرا کی طرف جاتے ہوئے مارک کیا ہے۔ یہ ہیلی کا پڑ صمرا میں ہی اتر گیا اور پھر کچھ دیر بعد وہ دوبارہ فضماں میں بلند ہوا اور پھر قاصر کی طرف پرواز کر گیا۔ چونکہ اس ہیلی کا پڑ کے بارے میں ایرفورس سپاٹ کو یہ

احکامات اعلیٰ حکام سے مل کچے تھے کہ اس ہیلی کا پڑ کی پرواز میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے اور نہ ہی اسے چیک کیا جائے۔ اس لئے انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ اس اطلاع کے بعد ہم نے صمرا کو چیک کیا تو وہاں کرنل اسٹھن کی لاش پڑی مل گئی۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور ان کے دونوں ہاتھوں کے عقب میں بیلٹ سے بند ہے ہوئے تھے۔ ..... کرنل لارسن نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو صدر صاحب نے بے اختیار ہیلے ایک طویل سانس لیا اور پھر ان کے ہونٹ سیٹی کے انداز میں سکڑے اور انہوں نے اس طرح سانس کو سیٹی کے انداز میں باہر نکالا جیسے جلتی ہوئی موم بیٹی کو پھونک مار کر بھانا چلہتے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹارگٹ کو ہٹ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"یہ لوگ ناقابل تفسیر ہیں۔ ہبودی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔" اسرایل کے صدر نے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ لارڈ براؤن کو اس بارے میں اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ انہیں کہہ سکیں کہ وہ سارج ہجنسی کے اصل ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کریں کیونکہ اسرایل کے صدر کو لپنے تجربے کی رو سے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب ہر صورت میں سارج کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ اس بار جو لیا اور اس کے ساتھیوں نے واقعی بے حد حوصلے سے کام کیا ہے“..... بلیک زیرو نے شاید موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”اور میں اور میرے ساتھیوں نے کچھ نہیں کیا۔ کیوں۔ ہم اسرائیل میں صرف دعوتیں کھانے اور پریس کانفرنسیں کر کے واپس آگئے ہیں“..... عمران نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”میں نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو ان کی جدو ژہد پر آپ کے حوالے سے خراج تحسین ادا کر دیا ہے“..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرے حوالے سے۔ کیا مطلب“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہی کہ آپ نے جو رپورٹ دی ہے اس میں لپنے ساتھیوں کی جدو ژہد کو بے حد سراہا ہے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اور مجھے خراج تحسین کو ان پیش کرے گا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ کو خراج تحسین سرد اور پیش کریں گے جن کے لئے آپ وہ فارمولالائے ہیں“..... بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران کا چہرہ ان پڑھ ہے دستخط نہیں کر سکتا تو انگوٹھے کا نشان ثبت کر دیا کرو۔“

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تم اس طرح خالی ہاتھ استقبال کر کے مجھے شرمندہ نہ کیا کرو۔ بس بیٹھے بیٹھے بھاری مالیت کا ایک چیک دے دیا کرو۔ مجھے تمہارے موجودہ استقبال کے انداز سے یہ انداز زیادہ پسند آئے گا۔“ عمران نے برسی سلام دعا کے بعد اپنی مخصوص کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”بغیر دستخطوں کے چیک لے لیا کجئے۔ مجھے کیا اعتراض ہے۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلواب اگر مجبوری ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو

بے اختیار کھل اٹھا۔  
”چپوالیسا کوئی تو ہے جو ہماری جدوجہد کو سمجھتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ سارج ۹۴ بخنسی کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس سے مجھے خدشہ ہے کہ وہ پاکیشیا کے خلاف انتقامی کارروائی ضرور کرے گی۔..... بلیک زیرو نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔  
”کیا کرے گی۔..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”کوئی نہ کوئی ایسی واردات۔ جس سے پاکیشیا کے مفادات پر کاری ضرب لگ سکے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔  
”میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ تم چلتے ہو کہ ہم سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف فوری طور پر کارروائی کریں۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ واقعی میرا بھی مقصد ہے۔ جو لیا اور اس کے ساتھیوں نے اصل ہیڈ کوارٹر کا کھوج لگایا ہے۔ اس لئے اب اس کا خاتمه کیا جا سکتا ہے۔ جو لیا اور اس کے ساتھیوں نے تو لارڈ انthoni کی ہلاکت کے بعد مجھ سے درخواست کی تھی کہ انہیں خاموشی سے ہی اطالیہ جا کر سارج کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی اجازت دی جائے لیکن میں نے انہیں اس لئے واپس پاکیشیا بلا لیا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ سارج کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنا آسان نہیں ہو گا اس لئے اس شیم میں آپ کی موجودگی اہتمائی ضرورت ہے۔..... بلیک زیرو نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے طور پر اس طرح کام نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں۔ اگر سارج نے پاکیشیا کے خلاف اب کوئی مزید قدم اٹھایا تو پھر دیکھ لیں گے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آخر آپ اسے کیوں چھوڑنا چاہتے ہیں۔ وہ کسی بھی لمحے پاکیشیا پر کوئی خوفناک اقدام کر سکتے ہیں۔..... بلیک زیرو نے اس بارقدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”دیکھو بلیک زیرو۔ دنیا میں مجرم تنظیمیں وجود میں آتی رہتی ہیں اور کام کرتی رہتی ہیں۔ اس وقت بھی لاکھوں نہ ہسی ہزاروں ایسی تنظیمیں دنیا میں کام کر رہی ہوں گی۔ اب کیا یہ ہماری ذیوٹی ہے کہ ہم عام تنظیموں کے خلاف لڑتے رہیں۔ ہمارا مقصد صرف پاکیشیا اور عالم اسلام کی سلامتی اور تحفظ سے ہے۔ سارج نے ایک کام کیا ہم نے اس کے خلاف اقدامات کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم کامیاب ہوئے۔ اب یہ تنظیم اگر کچھ اور اقدام کرے گی تو پھر اس کا جواب بھی دے دیں گے۔..... عمران نے اہتمائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”لیکن میں نے تو ممبروں سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں آپ کی واپسی کے بعد فوراً سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنے کے لئے شیم بھیجنوں گا۔ پھر اب میں کیا کروں۔..... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"وہ بڑا مشہور قول ہے کہ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ اگر آپ سارج ہیڈ کوارٹر کے خلاف فوری طور پر کام نہیں کرنا چاہتے تو پھر مجھے اجازت دیجئے۔ میں اکیلا ہی جا کر اس کو تباہ کر دوں گا۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ چہلے پا کیشیا کو نقصان پہنچائیں اور پھر ہم ان کے یچھے بھاگتے رہیں۔ عقلمند ہیں کہ برائی کو اس کے پھلنے پھولنے سے چہلے ہی ختم کر دینا چاہتے اور اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو پھر میں استعفیٰ صدر مملکت کو بھجوا کر خود چلا جاؤں گا۔"..... بلیک زیرو نے احتیاطی سمجھیدہ لمحے میں کہا۔

"لیکن صدر مملکت تمہارا استعفیٰ بغیر سرسلطان کے مشورے کے قبول نہیں کر سکتے اور سرسلطان مجھ حقیر فقری بیحی مدان کے مشورے کے بغیر صدر مملکت کو گرین سگنل نہیں دے سکتے۔ اب بولو۔" عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلاکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ آپ اس وقت پا کیشیا کا وہ گھنٹہ گھر بن چکے ہیں جس کی طرف تمام راستے جاتے ہیں اور آپ مانستے ہی نہیں بات۔"..... بلیک زیرو نے بے بسی کے انداز میں ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں تم سے زیادہ بے بس ہوں۔ لاکھ پیشترہتا ہوں کہ آغا سلیمان پاشا کی اشک شوئی کے لئے کوئی بڑی مایسٹ کا چیک دے

دو۔ لیکن اب کیا کہوں۔ بے بسی کوئی بے بسی ہے۔"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے ہٹلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھالیا۔ "ایکسٹو۔"..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں جتاب۔ کیا عمران صاحب یہاں موجود ہیں۔"..... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں یہاں کال کی ہے۔"..... عمران نے لپنے اصل لمحے میں کہا لیکن اس کا لمحہ سخت تھا۔

"ناراک سے گونگ کی کال آئی ہے۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ نے اس کے ذمے کوئی اہم کام لگایا تھا۔ اس سلسلے میں رپورٹ دینی ہے۔ اس لئے میں نے فون کیا ہے۔"..... سلیمان نے مخذرات خواہاں لمحے میں کہا۔

"کوئی نمبر دیا ہے اس نے۔"..... عمران نے نرم لمحے میں پوچھا۔ "جی ہاں۔"..... سلیمان نے جواب دیا اور پھر نمبر بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے۔"..... عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ اسے ایکریمیا اور ناراک کے رابطہ نمبر یاد تھے اس لئے اس نے انکوائری سے معلوم کرنے کی بجائے براہ راست نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”گوکنگ بول رہا ہوں“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

”علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ عمران صاحب۔ میں نے آپ کے فلیٹ پر کال کیا تھا لیکن آپ موجود نہ تھے۔ میں نے آپ کی ہدایات پر کام کرتے ہوئے ایک اہم بات کا پتہ چلایا ہے کہ سارچ چیجنی کے سرچیف لارڈ براؤن نے سارچ کے تمام چیفس کی ہنگامی میٹنگ ولنگٹن کے شوبرا ہال میں کال کی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکیشیا کی اسٹی ٹھصیبات کو براہ راست نہیں بلکہ شوگران سیکشن کے ذریعے تباہ کیا جائے اور اس سلسلے میں سارچ کا شوگران سیکشن کام کرے گا اور شوگران سیکشن کو جو کہ تمام تر شوگرانیوں پر ہی مشتمل ہے کو اس مشن پر کام کرنے کے احکامات دے دیئے گئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شوگران چونکہ پاکیشیا کا دوست ملک ہے اس لئے ان پر شک نہیں کیا جائے گا۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو کے چہرے پر بھی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا اس سیکشن کے بارے میں کچھ مزید معلومات حاصل ہوئی ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں کو مبوکب کا مالک اور جنرل میخیر کو مبو جو شوگرانی ہے اس گروپ کے پاکیشیا پہنچنے پر ان کے لئے تمام ضروری اقدامات کمرے گا۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

گوکنگ نے کہا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ۔ تمہیں تمہارا ڈبل معاوضہ پہنچ جائے گا۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔  
”یہ گوکنگ کون ہے۔“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ناراک میں ایک مخبری کے بڑے اور وسیع نیٹ ورک کا چیف ہے۔ میں نے یہاں پہنچ کر اسے فون پر کہا تھا کہ وہ سارچ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے بتائے۔“..... عمران نے جواب دیا۔  
”اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اب اس سارچ کو جزو سے ختم کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ یہ واقعی پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔“..... عمران نے اس بار سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”لیکن اس گروپ کا کیا ہو گا۔ چہلے تو اسے روکنا ضروری ہے۔“  
بلیک زیرو نے کہا۔

”گوکنگ نے کو مبوکب کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس کے بعد اس گروپ کا خاتمه آسان ہو جائے گا۔ نائیگر اس کا کھوج لگا لے گا اور صدقیقی اور اس کے ساتھی ان کا خاتمه کریں گے۔“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”جو لیا بول رہی ہوں۔“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جو لیا کی آواز سنائی دی۔

نے پوچھا۔

”کو مبوہ ہے باس۔ وہ ادھیڑ عمر ہے اور ہر قسم کے جرائم سے دور رہتا ہے۔ صرف لکب بزنس پر ہی توجہ دیتا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ مائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم سارج پاکیشیا کی ایمنی تنصیبات کی تباہی کے لئے شوگران سیکشن کو یہاں بھجوڑی ہے۔ یہ سیکشن بھی شوگرانیوں پر ہی مشتمل ہے۔ اس بارے میں اطلاعات حاصل ہی گئی ہیں۔ اس گروپ کو یہاں پاکیشیا میں کو مبوہ تمام ضروری سہولیات مہیا کرے گا۔ میں ٹیم کے ساتھ سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خاتمے کے لئے ملک سے باہر جا رہا ہوں۔ اس لئے میں نے چیف سے تمہاری سفارش کی ہے کہ تم یہاں اس گروپ کے خلاف کام کرو گے۔ یہاں صدیقی اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ تم نے صدیقی کے تحت کام کرنا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”یہاں دارالحکومت میں کوئی کو مبوہ لکب بھی ہے۔ اور۔۔۔۔۔ مائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں احساس تو ہو گا کہ پاکیشیا کے لئے اس کی ایمنی تنصیبات کی کیا اہمیت ہے اور یہ تنصیبات دشمن ملکوں کی نظرؤں میں کتنا کھنکتی ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم اس معاملے میں کوئی معمولی سی کوتاہی بھی نہیں کرو گے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران کا ہجہ یکخت اہمیتی سرد ہو گیا۔

”ایکسٹو۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لجے میں کہا۔

”لیں سر۔۔۔۔۔ جو لیا کا ہجہ یکخت اہمیتی مودبانت ہو گیا تھا۔

”میں نے سارج ہیڈ کوارٹر کے خلاف فوری کارروائی کا فیصلہ کیا ہے۔ تم صالح، صدر، کیپشن شکیل اور تنور کو آگاہ کر دو۔ انہوں نے تمہارے ساتھ عمران کی سربراہی میں اس اہم مشن پر روانہ ہونا ہے عمران کسی بھی وقت تم سے رابطہ کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے ٹرانسیور کو اپنے قریب کر کے اس پر مائیگر کی مخصوص فریکو نسی ایڈ جست کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو۔۔۔۔۔ علی عمران کالنگ۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”مائیگر ایندنگ یو باس۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد مائیگر کی آواز سنائی دی۔

”یہاں دارالحکومت میں کوئی کو مبوہ لکب بھی ہے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”یہاں۔۔۔۔۔ مرکز روڈ پر مشہور لکب ہے۔۔۔۔۔ شوگران سے آنے والے ایک شوگرانی نے اسے چار سال پہلے کھولا تھا۔۔۔۔۔ ویسے زیادہ تر شوگرانی ہی اس لکب میں آتے جاتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ مائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے مالک اور جزل مینجر کا کیا نام ہے۔۔۔۔۔ عمران

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

می ہے کہ پاکیشیا کے دار الحکومت میں کو مبو کلب کا نالک اور جنرل  
سینجر کو مبو جو شوگرانی نژاد ہے ان کے لئے یہاں نام کرے گا۔ اس  
اطلاع کے بعد عمران یہاں رک کر ان کے خلاف کام کرنا چاہتا تھا  
لیکن میں نے اسے فوری طور پر سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام  
کرنے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ کیونکہ جب تک اس تنظیم کو جڑ  
سے نہیں اکھاڑا جائے گا یہ مسلسل اور پے درپے پاکیشیا کے لئے  
خطرہ بنی رہے گی اور یہاں اس شوگرانی گروپ کے خلاف کام کرنے  
کے لئے میں نے تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا انتخاب کیا ہے۔ اس  
کے ساتھ ہی میں نے عمران کو کہہ دیا ہے کہ وہ ٹائیگر کو اس کو مبو  
کے خلاف کام کرنے کے احکامات دے دے اور ٹائیگر براہ راست  
تمہارے تحت کام کرے گا۔ وہ چونکہ اندر ولڈ میں کام کرتا رہتا ہے  
اس لئے وہ اس کو مبو اور سارج کے شوگرانی گروپ کے خلاف زیادہ  
احصے انداز میں کام کر سکتا ہے۔ ..... عمران نے مخصوص لمحے میں  
بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ ہم آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے سر۔“..... دوسری طرف سے صدیقی نے صرت بھرے لجے میں کہا۔  
”ٹانسیکر کی فریکوئنسی کا علم تمہیں ہے یا نہیں۔“..... عمران نے کہا۔



”باس۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میرے کام کے بارے میں آپ کو کوئی شکایت نہیں ملے گی۔ اور..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوے۔ تم کام شروع کر دو لیکن خیال رکھنا کہ کو مبویا اس کے آدمیوں کو قطعاً یہ احساس نہ ہو کہ اسے مارک کر لیا گیا ہے اور تم خود کوئی ایکشن کرنے کی بجائے صدیقی کو روپورٹ دو گے اور صدیقی کے احکامات کی تعمیل کرو گے۔ اور..... عمران نے کہا۔

”یہی بس۔ اور..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل۔ ..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”ٹائیگر بے حد ذمہ دار آدمی ہے عمران صاحب۔ وہ کوتاہی دلیے بھی نہیں کرے گا۔ ..... بلیک زیر دنے کہا۔

”پھر بھی یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ ..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کار سیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”صدیقی بول رہا ہوں۔ ..... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لجے میں کہا۔  
”لیں سر-حکم سر“..... صدیقی نے احتیائی موڈبانہ لجے میں کہا۔  
”سارچ کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ اس نے پاکیشیائی ائمہ  
تھیں کی تباہی کے لئے لپنے شوگرانی گروپ کو ٹاسک دیا ہے  
کیونکہ شوگرانیوں کو یہاں مشکوک نہیں سمجھا جاتا اور یہ بھی اطلاع

عمران زیر زمین سارچ ایجنسی کے بعد ایک اور دلچسپ، منفرد اور ہنگامہ خیز ایڈ و نجٹر

مکمل ناول

# سارچ ہیڈ کوارٹر

مصنف  
مظہر کلیم ایم اے

- سارچ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر جسمی طور پر ناقابل تغیر تھا۔ لیکن —؟
- سارچ ہیڈ کوارٹر جو ایک دیران پہاڑی علاقے میں زیر زمین بنایا گیا تھا اور اس سارے پہاڑی راستے پر جدید ترین حفاظتی آلات نصب کردیئے گئے تھے۔
- سارچ ہیڈ کوارٹر جس میں داخلے کے تمام راستے سیلڈ کردیئے گئے۔ پھر —؟
- سارچ ہیڈ کوارٹر جس میں داخل ہونے کے لئے عمران نے ایک ناقابل یقین راستہ ڈھونڈ نکالا لیکن یہ راستہ یقینی موت کی طرف بھی جاتا تھا۔ پھر —؟
- سارچ ہیڈ کوارٹر جس میں داخلے کے بعد عمران اور پاکیشی سیکرٹ سروس پر ہر طرف سے قیامت ٹوٹ پڑی۔ کیوں؟ کیا سارچ ہیڈ کوارٹر بتاہ ہو سکا۔ یا۔۔۔؟
- وہ لمحہ جب عمران مشین گن کی گولیوں کی زد میں آ کر موت کے پنجوں میں اس طرح جکڑا گیا کہ اس کی واپسی تقریباً ناممکن ہو کر رہ گئی۔
- وہ لمحہ جب عمران کا آپریشن سارچ ہیڈ کوارٹر میں ہی کیا گیا۔ کس نے اور کیسے؟ وہ لمحہ جب تنویر نے اپنا خون دے کر عمران کی زندگی بچالی۔ کیا واقعی عمران بچ گیا؟
- انتہائی دلچسپ، ہنگامہ خیز ایکشن اور سسپنشن سے بھر پور یادگار ایڈ و نجٹر ■■■

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اوکے۔ اب تم خود ہی اس سے رابطہ رکھو گے اور ساتھ ساتھ مجھے رپورٹ دیتے رہو گے۔ ..... عمران نے کہا۔

”لیں سڑ“ ..... دوسری طرف سے صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

”شکر ہے آپ سارچ کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنے پر تیار ہو گئے۔ ..... بلیک زیر دنے کہا۔

”تم نے تو شکر ادا کرنا ہی ہے۔ پہلا چیک دیا نہیں اور دوسرا مشن میرے سر پر رکھ دیا کہ چڑھ جا بیٹھا سو لی، رام بھلی کرے گا عمران نے کہا تو بلیک زیر دبے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد